حدیقۂ عرفان

(تصوّف)

امینہ امداد صابری

انتساب

بندی ناچیز اپنی اس تالیف کو ایک پھولوں بھرے گلدستے کی صورت میں اپنے پیرو مرشد حضرت خواجہ پیر اصغر علی چشتی صابری سروری کے گلشن رحمت میں عاجزانہ طور پر پیش کرتی ہے۔ اور طالب دعا ہوں کہ آپ اس حقیر نذرانے کو قبول و منظور فرمائیں۔

آمین۔ ثمہ۔ آمین

(امینہ امداد علی صابری)

فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
1	مناجات	11
2	نعت	14
3	مدح حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ	15
4	تصوف وفقر پر ایک نظر	16
	تصوف کیا ہے؟	
5	فضائل اولیاء وفقراء قرآن کی روشنی میں	20
6	فضائل اولیاء وفقراء نبی پاک کے ارشادات کی روشنی میں	24
7	فضائل اولیاء وفقراء آثارِ سلف میں	35
8	حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ کی حیات طیبہ	46
9	کرامات	57
	حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ	
10	کرامت نمبر 1	61
11	کرامت نمبر 2	66
12	کرامت نمبر 3	69
13	کرامت نمبر 4	73
14	کرامت نمبر 5	79
15	کرامت نمبر 6	83
16	کرامت نمبر 7	87
17	کرامت نمبر 8	93

18	کرامت نمبر 9	99
19	کرامت نمبر 10	104
20	کرامت نمبر 11	108
21	کرامت نمبر 12	115
22	کرامت نمبر 13	122
23	کرامت نمبر 14	128
24	کرامت نمبر 15	134
25	کرامت نمبر 16	138
26	کرامت نمبر 17	142
27	کرامت نمبر 18	147
28	کرامت نمبر 19	152
29	کرامت نمبر 20	156
30	کرامت نمبر 21-22	159
31	کرامت نمبر 23	162
32	حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرور کے یادگار سفرنامے	167
33	شجرہ ہائے عالیہ محمدیہ ﷺ	177
34	شجرہ شریف محمدیہ قادریہ رزاقیہ برکاتیہ	180
35	شجرہ شریف محمدیہ چشتیہ صابریہ قدوسیہ بھیکیہ	182

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تقریظ

مخدوم ملت الحاج پیر سید زوار حسین بخاری چیئر مین تحریک سواد اعظم پاکستان زیب سجادہ آستانہ عالیہ جس شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم۔ امابعد۔ پروردگار عالم نے اپنی جملہ مخلوق میں سے حضرت انسان کو عزت وشرافت وخلافت کا تاج پہنا کر اپنے پاکیزہ کلام قرآن مجید میں اعلان فرمایا (ولقد کرمنا بنی آدم) اور البتہ تحقیق ہم نے اولاد آدم کو عزت وکرامت سے نوازا ہے اور دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا (انی جاعل فی الارض خلیفہ) بے شک ہم نے اسے زمین پہ اپنا نائب یعنی خلیفہ مقرر کیا ہے۔ کیونکہ تخلیق کائنات کا بنیادی مقصد خالق ارض وسما کا تعارف ہے جو کہ حدیث قدسی سے ثابت ہے (کُنتُ کَنزاً مَخفیاً فَاَحبَبتُ اَن اُعرَف) میں چھپا خزانہ تھا میں نے پسند کیا کہ پہچانا جاؤں تو اسی مقصد کی تکمیل کیلئے آدم و اولاد آدم کو منتخب فرمایا اور اپنی ذات تک کی رسائی کیلئے انہی میں سے انبیاء ورسل، اولیاء و اھل اللہ، مشائخ واھل تصوف کو وسیلہ بنایا اور فرمایا مجھے ملنا پانا یا تلاش کرنا ہو تو صابرین، متقین، محسنین کی بارگاہ میں آؤ۔ کلام الٰہی نے اسے واضح طور بیان فرمایا (ان اللہ مع الصابرین) (واعلموا ان اللہ مع المتقین) (ان اللہ مع المحسنین) بیشک اللہ تعالیٰ صابرین، متقین، محسنین کے ساتھ ہے اور یہی لوگ صحیح معنوں میں واصل باللہ اور اصفیاء ہیں انہیں کی محفل ومجلس ہی رب العزت کی محفل ومجلس ہے جیسا کہ منقول ہے (ان اراد ان یجلس مع اللہ فلیجلس مع اہل التصوف) اگر اللہ تبارک وتعالیٰ کی مجلس میں بیٹھنا مقصود ہو تو اہل تصوف

کی مجلس میں بیٹھو کیونکہ انہی کی صحبت وسنگت سے ہی وحدہ لاشریک کی ذات تک رسائی ممکن ہے انہیں نفوس قدسیہ کی معیت و رفاقت فیوض و برکات کے حصول کیلئے تصوف و اہل تصوف کا تعارف وفوائد وثمرات کا ذکر ضروری ہے اسی کے پیش نظر عزیزہ محترمہ امینہ امداد صابری نے (حدیقہ عرفان) کے نام سے کتاب تحریر کی ہے جوان مقاصد کی تکمیل کیلئے اہم کردار ادا کریگی ناچیز نے کتاب ہذا کی ورق گردانی کرتے ہوئے مختلف مقامات کو دیکھا اور پڑھا ہے اگرچہ مختلف ادوار میں اہل علم و دانش حضرات نے اہل اللہ اہل معنی اور اہل دل اولیائے کاملین کے فضائل و کمالات قلمبند کیے ہیں مگر مئولفہ حدیقہ عرفان اپنی اس تالیف لطیف میں اولیاء وصوفیا کے محامد محاسن فضائل وشمائل کمالات وکرامات کو قرآن وحدیث و اقوال عارفین کی روشنی میں رقمطراز ہوئی ہیں اس عظیم کاوش پر مبارکباد کی مستحق ہیں اور یہ کتاب اہل ایمان کیلئے نافع تزکیہء نفس اور تصفیہ باطن میں رہبرِ اعظم ثابت ہوگی۔ امت مسلمہ اس سے خوب استفادہ کریگی اور خاص کر خواتین کیلئے مشعل شوق وراہ بنے گی۔ بارگاہ بے کس پناہ میں دُعا ہے کہ بوسیلہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم متبصدق اہل بیت اظہار مئولفہ کے علم وعمل وکردار میں برکتیں نازل ہوں اور مزید خدمت دین کی توفیق رفیق عطا ہو۔
آمین یارب العلمین

سید زوار حسین بخاری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O

نحمدہ وصلی علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

الٰہی یہ تیرے پُر اسرار بندے
جنہیں تُو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی
دو نیم جنکی ٹھوکر سے صحرا اور دریا
سمٹ کر پہاڑ جنکی ہیبت سے رائی

اللہ تعالیٰ کے ایک ایسے ولی کامل جن کی شخصیت علامہ اقبال کے ان اشعار کی مکمل آئینہ دار ہے۔ حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف بخی سرورؒ ہیں۔ جنکی سوانح عمری کو دُنیا کے سامنے اجاگر کرنے کی حتی الامکان کوشش اس بندی ناچیز نے کی ہے۔ میرا قلم اور میری سوچ اس قابل تو نہیں تھے لیکن یہ سب میرے پیرومرشد حضور خواجہ پیر اصغر علی چشتی صابری سروری کی کرم نوازی ہے کہ انہوں نے مجھے اس قابل سمجھا کہ اتنی بڑی ذمہ داری کو میرے سپرد کیا اور قدم قدم پر میری رہنمائی فرمائی۔ آج اپنے پیرومرشد کی دُعاؤں کے صدقے ہی میں آپ حضور قبلہ عالم کی حیات طیبہ کو ایک مکمل کتاب کی صورت میں آپ لوگوں کے سامنے پیش کر رہی ہوں۔ اب فیصلہ آپ لوگوں نے فرمانا ہے کہ اپنی اس کوشش میں، میں کس حد تک کامیاب ہوئی ہوں۔

رب العزت میری اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرما کر آخرت میں میرے لیے ذریعہ نجات بنائے۔ (آمین)

آمینہ امداد علی صابری

آعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وسلم علیک یا حبیب اللہ ط

اما بعد۔

میں والد امینہ امداد اپنی بیٹی کی تالیف شدہ کتاب ''حدیقۂ عرفان'' کے سلسلے میں چند حقائق سے آپ لوگوں کو متعارف کروانا چاہتا ہوں کہ آخر وہ کیا وجہ تھی جس نے انہیں کتاب لکھنے کی طرف مائل کیا۔ اللہ تعالیٰ کے بھید نرالے ہیں۔ امینہ کی زندگی پہلے کیا تھی اور اب کیا ہے؟ میری بچی نے ڈبل میتھ میں گریجوایشن کیا ہوا ہے۔ دورانِ تعلیم زیادہ محنت کی وجہ سے کچھ ذہنی دباؤ کا شکار ہوگئی۔ ہم نے بڑے ایلو پیتھک اور ہومیو پیتھک علاج کروائے مگر آفاقہ نہ ہوا۔ لیکن ہومیو پیتھک علاج سے اس کی طبیعت کچھ سنبھل جاتی لیکن مکمل ٹھیک نہیں ہو پا رہی تھی۔ ہم بھی بہت پریشان تھے۔ پھر میرے صاحبزادے صوفی ذوالفقار علی صابری جو کہ حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ پیر اصغر علی چشتی صابری کے پاس لے کر جائیں۔ کیونکہ آپ کو حکمت پر بھی بھرپور دسترس حاصل ہے۔ لہذا وہ امینہ کو علاج کی غرض سے حضرت خواجہ پیر اصغر علی چشتی صابری کی بارگاہ اقدس میں لے کر گئے۔ انہوں نے بڑی توجہ سے امینہ کا علاج شروع کیا اور جس کے باعث امینہ مکمل صحت یاب ہوگئی۔

حضرت خواجہ پیر اصغر علی چشتی صابری حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ کے فرزند اور مرید ہونے کے علاوہ آپ کے آستانہ عالیہ کے سجادہ نشین بھی ہیں۔ روحانیت اور حکمت پر کما حقہ عبور رکھتے ہیں۔ آپ نے جس شفقت و محبت سے امینہ کا علاج کیا۔ نیز اخلاق حسنہ کی جو روشن کرن اسے آپ کی شخصیت میں نظر آئی اس سے وہ بے

حد متاثر ہوئی اور آپ سے ہر ملاقات کے بعد اس کے شوق اور عقیدت میں اضافہ ہوتا گیا۔
آپ حضور امینہ سے اپنے والدِ محترم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ کے ذاتِ اقدس کے بارے میں گفت وشنید کرتے تھے۔ جس نے امینہ کے شوق کو ایک جنون کا رنگ دے دیا اور اس نے اس بات کا فیصلہ کیا کہ وہ حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ کی حیات طیبہ پر ایک کتاب لکھے گی اور اسے منظر عام پر لائے گی۔ امینہ سے پہلے بھی کئی محترم حضرات کتاب لکھنے کی کوشش کر چکے ہیں لیکن کام ادھورا رہ گیا، تو ہوتا وہی ہے جو اللہ کو منظور ہوتا ہے۔ یہ سعادت میری بچی کے حصے میں آنی تھی۔ کہ اللہ کے ایک برگزیدہ بندے اور اپنے مرشد (حضرت صوفی محمد مشتاق احمدؒ) کا ادب واحترام کرنے والے مرید کی سوانح حیات لوگوں کی نظر میں آئے۔

امینہ کا گریجوایشن کرنے کے بعد ریاضی میں ایم۔اے کرنے کا ارادہ تھا لیکن اب اس کا یہ کہنا ہے کہ وہ نہ صرف اب حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ کی سوانح عمری کو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مکمل کرے گی بلکہ تاعمر کتابت کے اس کام کو جاری وساری رکھے گی۔ اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ کے بھید نرالے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ اس کام کو قبول ومنظور فرمائے اور اپنی مدد اور رحم سے نوازے۔ (آمین)

والد امینہ امداد

امداد علی امداد

مُناجات (بہ جناب باری تعالیٰ)

الٰہی! گناہوں سے منہ موڑ دے　　بُرائی سے رشتہ مرا توڑ دے

بھروسہ ہے مجھ کو تیری ذات پر　　ترا سایہ مجھ پر رہے عمر بھر

خطا کار ہوں میں، گہنگار ہوں!　　مگر پھر کرم کا سزا وار ہوں

ترے رحم سے جسم میں جان ہے　　ترے لطف پر میرا ایمان ہے

نہ دے گا جہاں میں کوئی میرا ساتھ　　گنہگار کی لاج ہے تیرے ہاتھ

یہ توفیق دے تیرا دم بھر سکوں　　میں حق اطاعت ادا کر سکوں

کسی طرح بے سازو ساماں نہ کر　　سفینہ میرا نذر طوفان نہ کر

کنارہ بھی تو ہے، ہوا بھی ہے تو　　خدا بھی ہے تو ناخدا بھی ہے تو

یہ پانی، یہ آگ اور یہ بادو خاک　　جو تو چاہے ان سب کا قصہ ہو پاک

یہ صحرا یہ جنگل یہ چرخ و زمین　　تری ذاتِ عالی سے خالی نہیں

پہاڑوں کو تو کر دے پیوندِ خاک　　جو چاہے سمندر کا سینہ ہو چاک

مری زیست مجھ پر نہ الزام ہو　　دمِ نزع لب پر تیرا نام ہو

تیرے ابرِ رحمت کا ہو یوں ظہور!　　کہ خورشیدِ محشر رہے مجھ سے دور

جو مرنا ہو تیری رضا پر مروں　　جو سجدہ کروں، تیری خاطر کروں

ملے گر نہ تیرا سہارا مجھے
لپک کر جہنم قدم چوم لے

اگر سر پہ ہو رحمت کردگار
بہاریں ہوں جنت کی مجھ پہ نثار

گناہوں کی آندھی نے گھیرا مجھے
فقط نام ہے یاد تیرا مجھے

اب اپنی اطاعت کا رستہ دکھا
طریقِ عبادت سے کر آشنا

الٰہی بحق رسول کریم
دکھا دے مجھے تو رہِ مستقیم

بس اپنی عبادت پہ مامور رکھ
جہنم کی لَو سے مجھے دُور رکھ

زمانہ مجھے دے رہا ہے فریب
نہیں سوجھتا کچھ فراز و نشیب

ہمیشہ نفس کا رہا میں غلام
بچھایا یہ ابلیس نے خُوب دام

کٹھن منزلیں، راہ دشوار ہے
مجھے رہبری تیری درکار ہے

رہے کیوں گناہوں کی دل میں خلش،
عطا کر مجھے صالحانہ روش

تیرا نام ہو لب پہ جب سانس لوں
تیرے ذکر میں زندگی کاٹ دوں

کسی وقت لب پر نہ ہو ذکرِ غیر
الٰہی! مرا خاتمہ ہو بخیر!

نکیرین کا جب ہو مجھ تک نزول
تو حامی ہو تو اور تیرا رسولؐ

یہ احسان کر اپنے اکرام سے
گناہوں کے انبار کو پھُونک دے

لحد میں ہو یہ تیرا لطفِ عمیم
مدینے سے آ جائے بادِ نسیم

کرم بھی ہے بخشش بھی تیرا کام
گناہوں کا مجھ سے نہ لے انتقام

مجھے باغِ جنت سے کر ہمکنار
محمدؐ کے قدموں میں پاؤں وقار

خطا کوش میں ہوں، خطا پوش تو
مجھے اپنی رحمت سے کر سرخرو

مجھے ایسی گہری نظر بخش دے
جو ہر چیز میں تجھ کو پہچان لے

میں اپنے گناہوں سے ہوں تلخ کام
پلا مجھ کو اپنی اطاعت کا جام

یہ دنیا ہے اب خلد شداد کی
نظر آج تک میری دھوکے میں تھی

کہاں وہ جہنم کہاں وہ جناں
جو قہر و کرم کے ہیں تیرے نشان

مرے دل کو عصیاں سے آزاد کر
فقط یاد سے اپنی آباد کر!

مرے دل میں وہ درد ہو آشکار
جو ہو صرف تیرے لئے سازگار

مجھے بخش وہ نیکیوں کا سکوں
ترے سامنے آکے نادم نہ ہوں

گواہی یہ دیتا ہے میرا ضمیر
کہ تو ہے علیٰ کُلِّ شئ قدیر!

نعت

بحضور سرورِ کونین ﷺ

حاصل جو تیری نعت پہ عزت مجھے ہو گی
پھر دہر میں کس چیز کی حاجت مجھے ہو گی

سوچوں کے سمندر میں اُجالے ہی رہیں گے
جس روز مدینے کی زیارت مجھے ہو گی

یہ مجھ کو یقیں ہے کہ درِ خاص پہ آ کر
حاصل تیری رحمت سے شفاعت مجھے ہو گی

ہر نقش محبت کا اُبھر آئے گا اُس دن
سینے میں دعاؤں کی جو طاقت مجھے ہو گی

اِس وقت میرے پیارے وطن پر جو بنی ہے
ہر موڑ پہ مولا تیری حاجت مجھے ہو گی

سو سال مدینے میں بسر ہوں تو یہ کم ہیں
وہ وقت نہ آئے کہ قناعت مجھے ہو گی

آؤں تیرے دربار میں دل اپنا دکھانے
زندہ ہوں میں جب تک یہی حسرت مجھے ہو گی

مدح حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ

جو عشق سخی سرکار کے جلوّں کو سینوں میں بسایا کرتے ہیں
اللہ کی رحمت کے بادل ان لوگوں پہ سایہ کرتے ہیں۔
جب اپنے غلاموں کی سخی سرکار تصویر بنایا کرتے ہیں
جھولی ان کی بھرنے کیلئے روضے پہ بلایا کرتے ہیں
غلاموں کی بگڑی بنتی ہیں مشتاق کو بھی پیار آ جاتا ہے
جب بہر دعا سخی سرکار ہاتھوں کو اٹھایا کرتے ہیں
اے دولتِ عرفان کے منگتو اس در پہ چلے آؤ
دن رات خزانے رحمت کے سخی سرکار لُٹایا کرتے ہیں
گرداب بلا میں پھنس کر کوئی سخی سرکار کی طرف چلتا ہے
سلطانِ ہند خود آ کر کشتی کو تیرایا کرتے ہیں
ہو نزع کی سختی یا قبر کی مشکل منزل ہو
وہ اپنے غلاموں کی اکثر امداد کو آیا کرتے ہیں
ہے شغل ہمارا شام سحر اور ناز ہے اصغر قسمت پر
محفل میں سخی سرکار کے ہم گیت سنایا کرتے ہیں

تصوف وفقر پر ایک نظر

''تصوف کیا ہے''؟

شہنشاہ تصوف حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ صوفی کی تعریف کچھ یوں کرتے ہیں کہ ''صوفی وہ ہے جو اپنے مقصد کی ناکامی کو خدائے تعالیٰ کا مقصد جانے، اپنی مراد کو مرادِ حق کے تابع کر دے اور ترک دنیا کر کے مقدرات کی موافقت کرنے لگے یہاں تک کہ وہ خادم بنے اور آخرت سے پہلے دنیا ہی میں وہ فائز المراد ہو جائے۔ تو ایسے شخص پر خداوند کریم کی جانب سے سلام آنے لگتے ہیں اور اسپر سلامتی نازل ہوتی ہے۔

حضرت ابوالحسن نوریؒ کے مطابق تصوف اعتقادات صحیحہ اور فرائض وسنن کی پابندی کے ساتھ تمام اخلاق رذیلہ سے علیحدگی اور جملہ اخلاق فاضلہ سے متصف ہونے کا نام ہے۔ حضرت ذوالنون مصریؒ نے فرمایا کہ تمام تعلقات سے الگ تھلگ ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر رہنے کو تصوف کہتے ہیں۔

حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا کہ نفس کو لوازم عبودیت کی مشق کرانا ہی تصوف ہے۔ حضرت سری سقطیؒ نے نہایت مختصر الفاظ میں تصوف کی یہ تعریف کی ہے کہ اخلاق حسنہ کا نام تصوف ہے۔ حضرت ابو حفص مداد نیشا پوریؒ فرماتے ہیں کہ ظاہر و باطن میں آداب شرعیہ کے ساتھ قائم ہونے کو تصوف کہتے ہیں۔ اس طرح کہ انکا اثر ظاہر سے باطن اور باطن سے ظاہر پر پہنچ جائے۔ حضرت بشر بن الحارثؒ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے ساتھ

صدق برتتے اور مخلوقات سے اچھا خلق برتتے وہ صوفی کہلاتے ہیں۔ پیر اویسی حضرت داتا گنج
بخش علی ہجویری کے قول کے مطابق اخلاق و معاملات کو مہذب بنانے اور اپنے باطن و قلب کو
دنیاوی آلودگیوں اور خباثتوں سے پاک کرنے کا نام تصوف ہے۔ امام ابوالقاسم قشیری
اپنے رسالہ قشیریہ میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں صحابہ کے علاوہ کوئی
لقب ایجاد نہیں ہوا کیونکہ شرف صحبت سے بڑھ کر کوئی شرف نہیں ہو سکتا تھا نبی اکرم
ﷺ کی صحبت کو وہ عظمت اور خصوصیت حاصل ہے کہ جس شخص کو یہ عزت حاصل ہوا اس کا
کوئی دوسرا خطاب جو اس سے بڑھ کر ہو نہیں دیا جا سکتا۔ صحابہ کرام زہاد، عباد، متقین،
فقرا، صوفیا، اہل رضا، اہل صبر اور اہل تواضع کے امام ہیں۔ اور انکو یہ رتبہ حضور ﷺ سے
فیض صحبت سے حاصل ہوا اس لیے زمانہ بابرکت میں ممکن ہی نہ تھا کہ صحابی سے زیادہ
افضل نہیں ہو سکتا تھا۔ چنانچہ اس وقت سے افضل اس لقب سے [illegible] ان کے بعد
ان صحابیوں کی صحبت اختیار کرنے والے حضرات کے لیے تابعین کی اصطلاح وضع ہوئی۔
اور ان کی صحبت حاصل کرنے والے تبع تابعین کہلائے۔ اس کے بعد جب امت زیادہ
پھیلی تو بزرگان دین زاہد اور عابد کے نام اور لقب سے ممتاز ہوئے۔ لیکن زہد و عبادت کا
دعویٰ ہر فرقے کو تھا۔ یہاں تک کہ اہل بدعت کو بھی تھا اس وقت اہل سنت کے طبقہ خاص
نے جو ذکر الٰہی میں مشغول اور غفلتوں سے دور رہتا تھا۔ اپنے لیے اہل تصوف کی اصطلاح
قائم کی اور صوفی کہلائے اور یہ لقب دوسری صدی ہجری کے ختم ہونے سے پہلے رواج پا
چکا تھا۔ تصوف کی حالت کو واضح کرتے ہوئے مولانا عبدالماجد دریا آبادی بیان کرتے
ہیں کہ جو حال فقہ، حدیث، تفسیر اور تمام علوم شرعی ظاہری کا ہے۔ وہی حالت علم
باطن یعنی سلوک و تصوف کی ہے۔ یہ دین کا ایک اہم جزو ہے۔ اس کی اساس نصوص قرآنی

العمل اور خلوص فی النیت پر مبنی ہے۔ اور اس کی غایت تعلق مع اللہ اور حصول رضا الہٰی ہے۔
تصوف پر روشنی ڈالنے کے بعد اب ایک نظر فقر پر بھی ڈالتے ہیں۔

فقر کیا ہے؟

حضور آقائے نامدار نبی تاجدار حضرت محمد مصطفیٰ ؐ کے فرمان کے مطابق

"الفقر فخری والفقر منی"

ترجمہ: "فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے"

غور کرنے کی بات ہے کہ ہمارے حضور ﷺ نے یہ فرمان کس قدر بلند اور سب امور دینی سے بالاتر قسم کا بیان فرمایا ہے۔ کیونکہ فقر کو اپنا فخر فرمایا ہے۔ اور یہی نہیں بلکہ فرمایا ہے۔ کہ فقر مجھ سے ہے یعنی فقر کے بانی مبانی بھی ہم ہی ہیں۔ اس کا صاف اور بغیر کسی دلیل کے یہی مطلب نکلتا ہے کہ اگر ہم فقر کے طریق کار پر نہ چلیں تو دوسرے الفاظ میں گویا ہم حضور ﷺ کے پورے فرماں بردار نہ ہوں گے۔ اور جس طریقہ پر آپ خود فخر فرماتے ہیں۔ آپ ہی سے اس کی ابتدا ہوتی ہے۔ تو اس کو اگر ہم نے چھوڑ دیا یا اس کی پوری طرح پیروی نہ کی تو گویا ہم آپ کے سچے پیروکار نہ کہلاسکیں گے۔ اس لیے ہم پر فرض عائد ہوتا ہے۔ کہ سب سے اول ہم فقر کو اپنائیں اور کسی سچے اور کامل مرشد کی تلاش کرکے حضور ﷺ کی منشاء مبارک کے مطابق آپ کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے حضور ﷺ کے سچے شیدائی بن جائیں۔ اور جس امر پر آپؐ کو خود فخر ہے ہم بھی اس پر فخر کریں اور ہمارے انگ و ریشے سے فقر ہی فقر ظاہر ہو۔ اور ہم فقر کی گہرائیوں میں ڈوب کر ایسے مٹ جائیں کہ فقر کے سوا کچھ باقی نہ رہے۔ اور حقیقت میں فقر عشق محمدؐ ہے اور یہ ایسا راز ہے کہ انسان کے مٹھی بھر وجود خاکی میں وہی قدیمی امانت رکھتا ہے جو ازل سے اس کے لیے ہی اس کے

وجود باطنی میں چھپ کر آ گئی تھی۔ اور تمام جہان کے نظام پر حکومت کرنے کیلئے اگر کوئی طاقت ہو سکتی ہے تو وہ صرف فقر ہے مگر وہ فقر جو عشق بن کر تجلیات حسن حقیقت پر چھا جائے۔ جس طرح کہ ہمارے حضور سرور کائنات اور آپ کے پیروکار اور جانشین ہمہ تن فقر کے فخر بن کر تمام عالم پر چھا گئے اور یہ فقر کے ہی سربستہ راز تھے۔ جس نے عشق بن کر باطل کے کروڑوں لشکروں کے مقابلے میں مٹھی بھر فوج لیکر وہ کامیابی حاصل کی جو رہتی دنیا تک کیلئے یادگار ہے۔ باطل کے آگے جھکے اور حقیقی فقر کے عشق نے کبھی سر نہ جھکایا اور وہ دن دور نہیں ہے کہ فقر مجسم عشق بن کر پھر چھا جائے اور سب باطل مٹ جائے۔ بقول شاعر

ہے افق سے ایک سنگ آفتاب آنے کی دیر

ٹوٹ کر مانند آئینہ بکھر جائے گی یہ رات

آیئے مزید ہم اولیاء و فقراء کے مقام کا جائزہ قرآن و سنت کی روشنی میں لیتے ہیں۔ اور صاحب علم و دانش سے رتبے اور مقام سے آگاہی حاصل کرتے ہیں۔

فضائل اولیاء وفقراء قرآن کی روشنی میں

ارشاد رب العالمین ہے:

ا۔ فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین و الصدیقین ومن یطع اللہ و الرسول و الشھدآء و الصلحین و حسن اولئک رفیقا ط ذلک الفضل من اللہ و کفی باللہ علیما O (النساء ۴، ۶۹)

ترجمہ: ''اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو وہ لوگ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا، جو انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین ہیں اور یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں یہ فضل اللہ کی طرف سے ہے اور کافی ہے اللہ جاننے والا''۔

۲۔ الا ان اولیآء اللہ لا خوف علیھم و لاھم یحزنون O الذین امنوا وکانوا یتقون لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا و فی الآخرۃ لا تبدیل لکلمت اللہ ذلک ھو الفوز العظیمO

(یونس: ۱۰، ۶۲، ۶۴)

ترجمہ: ''خبردار! بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ وہ غمگین ہوں گے۔ جو ایمان لائے اور پرہیزگار رہے ان کے لیے بشارت ہے۔ دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اللہ کے کلمات میں تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے''۔

۳۔ ان عبادی لیس لک علیھم سلطن O (بنی اسرائیل: ۱۷، ۶۵)

ترجمہ: ''بے شک جو میرے خاص بندے ہیں، ان پر تجھے غلبہ نہیں''۔

۴۔ والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا و ان الله لمع المحسنین O (العنکبوت ۲۹، ۶۹)

ترجمہ: ''اور وہ لوگ جنہوں نے ہماری راہ میں جہاد کیا ضرور ہم انہیں راہیں دکھا دیں گے اور بیشک اللہ ضرور نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے''۔

۵۔ ویحبهم و یحبونه (المائدہ: ۵، ۵۷)

ترجمہ: ''اور اللہ انہیں دوست رکھتا ہے اور وہ اللہ کو دوست رکھتے ہیں''

۶۔ رجال صدقوا ما عاهدوا الله علیه. (الاحزاب: ۳۳، ۲۳)

ترجمہ: ''وہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے سچا کر دیا اس عہد کو جو اللہ سے کیا تھا''۔

۷۔ ان الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا تتنزل علیهم الملئکة الا تخافوا و لا تحزنوا و ابشروا بالجنة التی کنتم توعدون O نحن اولیاء کم فی الحیوة الدنیا و فی الاخرة ولکم فیها ما تشتهی انفسکم و لکم فیها ما تدعون O نزلا من غفور رحیم O (حم السجدہ ۳۲،۳۰،۴۱)

ترجمہ: ''بیشک جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر وہ (اس پر مضبوطی سے) قائم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ خوف کرو اور نہ غمگین ہو، اور اس جنت سے ساتھ خوش ہو جاؤ، جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم تمہارے مددگار ہیں دنیا کی زندگانی میں اور آخرت میں اور تمہارے لیے اس (جنت) میں ہر وہ چیز ہے۔ جسے تمہارا جی چاہے اور تمہارے لیے اس میں ہر وہ چیز ہے جو تم طلب کرو، مہمانی بہت بخشش والے بے حد رحم فرمانے والے کی طرف سے''۔

۸۔ من اهل الکتب امة قائمة یتلون ایات الله اناء الیل وهم

يسجدون ○ يؤمنون بالله و اليوم الاخر و يامرون بالمعروف وينهون عن المنكر و يسارعون فى الخيرات و اولٰئك من الصلحين. (آل عمران ۳، ۱۱۳، ۱۱۴)

ترجمہ: ''کتاب والوں میں سے کچھ لوگ حق پر قائم ہیں۔ رات کی گھڑیوں میں اللہ کی آیتیں تلاوت کرتے اور سجدہ کرتے ہیں۔ اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لاتے ہیں، اور نیکی کا حکم کرتے اور برائی سے روکتے ہیں اور نیک کاموں میں ایک دوسرے سے جلد کرتے ہیں اور وہ لوگ نیکوں میں سے ہیں''۔

۹۔ واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ و لاتعد عیناک عنھم ترید زینۃ الحیٰوۃ الانیا و لا تطع من اغفلنا قلبۃ عن ذکرنا (الکہف۔ ۱۸،۲۸)

ترجمہ: ''اور مانوس رکھیے اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح اور شام، اس کی خوشنودی چاہتے ہیں اور آپ کی آنکھیں ان سے نہ ہٹیں، اس حال میں کہ آپ حیات دنیا کی زینت چاہتے ہیں۔ اور آپ اس کا کہا نہ مانیں جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا''۔

۱۰۔ للفقراءِ الذین احصروا فی سبیل اللّٰہِ لایستطیعون ضرباً فی الاض یحسبھم الجاھل اغنیاء من التعفف تعرفھم بسیماھم لایسألونَ النَّاسَ العافا ○ (بقرہ۔۲۵،۲۷۳)

ترجمہ: ''(یہ خیرات) ان محتاجوں کے لیے ہے جو اللہ کی راہ میں روکے گئے وہ نہیں طاقت رکھتے زمین میں چلنے کی، ناواقف انہیں غنی سمجھتا ہے (انکے) سوال سے

بچنے کے سبب (اے سننے والے) وہ لوگوں سے گڑگڑا کر سوال نہیں کرتے۔"

ان آیات کے علاوہ قرآن مجید میں اولیاء اللہ کی شان میں اور بھی بہت سی آیات ہیں لیکن ہم اختصار کے خیال سے ان دس پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔

فضائل اولیاء وفقراء نبی پاکؐ کے ارشادات کی روشنی میں

(۱) صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ تبارک و تعالیٰ، قال من عادلی ولیا فقد اذنتہ بالحرب. ماتقرب الی عبدی بشئی احب الیّ مما افترضت علیہ و مایزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتی احبّہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ و بصرہ الذی اعطیتہ وئن استعاذنی لاعیذنہ ۱

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ جو میرے ولی سے عداوت کرے میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں اور جن اعمال کے ذریعہ میرا بندہ میرا تقرب چاہتا ہے۔ ان میں سب سے زیادہ میرے نزدیک وہ عبادتیں محبوب ہیں جو میں نے اس پر فرض کیں اور ہمیشہ میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اسے محبوب بنالیتا ہوں۔ اور جب محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں۔ جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اس کے پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں اور اگر پناہ مانگتا ہے تو پناہ بخشتا ہوں۔

تیرا محتاج نہیں رب کا جو پیارا ہوگا
اس کا دل خالق مطلق نے سنوارا ہوگا

۲۔ صحیح مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا قال رسول اللہ رب اشعت اغبر مدفونٍ بالا ابواب لایوبہ لہ، لَواقسم علی اللہ لابرہ.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ بہت سے پراگندہ حال غبار آلود دروازوں پر دھکے دیئے جانے والے جنہیں کوئی حیثیت نہ دی جاتی ہو ایسے ہیں کہ اگر اللہ پر اعتماد کر کے کسی بات کی قسم کھا لیں تو اللہ ان کی قسم کو ضرور سچی کر دے۔

۳۔ بخاری و مسلم میں ابو سعید خدری سے مروی ہے:

عن ابی سعید الخذری رضی الله عنه قال قدجاء رجل فقال یا رسول الله ای الناس افضل؟ قال مومن یجاهد بنفسه و ماله فی سبیل الله تعالی، قال ثم من؟ قال ثم رجل یعتزل فی شعب من الشعاب یعبد ربه و فی روایته یتقی الله و یدع الناس من شره.

ترجمہ: ابو سعید خدری نے کہا ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کی یا رسول اللہ۔ لوگوں میں افضل شخص کون ہے؟ حضور نے فرمایا۔ افضل وہ ہے جو اللہ کی راہ میں اپنی جان اور مال سے جہاد کرے۔ اس نے عرض کیا۔ پھر کون؟ فرمایا۔ پھر وہ جو کسی گھاٹی میں سب سے الگ ہو کر بیٹھے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ سے ڈرے اور لوگوں کو اپنے شر سے بچائے۔

۴۔ جامع ترمذی میں ابو ہریرہ سے روایت ہے انہوں نے کہا

قال رسول الله یدخل الفقراء الجنته قبل الاغنیاء بخمس ماة عام:

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ فقرا جنت میں مالداروں سے پانچ سو سال پہلے داخل ہوں گے۔

۵۔ ترمذی میں حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہے:

قال سمعت رسول الله ﷺ یقول، قال الله عزوجل المتحابون

فی جل لی الھم منابر من نور یغبطھم النبیون والشہداء

ترجمہ: انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ جو لوگ میرے لئے باہم محبت کرتے ہیں۔ ان کے لئے قیامت میں نور کے منبر ہوں گے۔ ان کے درجہ پر انبیاء و شہدا بھی رشک کریں گے۔

۶۔ بخاری و مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا:

عن النبیؐ قال سبعتہ یظلھم اللہ تحت ظلہ یوم لاظل الاظلہ امام عادل. و شاب انشاء فی عبادۃ اللہ تعالیٰ و رجل قلبہ معلق بالمسجد ورجلان تحابافی اللہ عزوجل اجتمعا علیہ و افتر قاعلیہ، ورجل رعتہ امراۃ ذات منصب و جمال فقال انی اخاف اللہ تعالیٰ ورجل تصدق بصدقۃ فاخفا ھاحتی لاتعلم شمالہ ماتنفق بیمینہ ورجل ذکر اللہ خالیا نفاضت عیناہ.

ترجمہ: نبی کریمؐ نے فرمایا کہ سات ایسے اشخاص ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اس روز اپنے سائے میں جگہ عنایت فرمائے گا۔ جس روز اس کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ ا۔ عادل بادشاہ، (۲) وہ جوان جس نے اپنی تمام عمر اللہ کی عبادت میں گزار دی۔ (۳) وہ شخص جس کا دل مسجد سے وابستہ ہو۔ (۴) وہ دو شخص جو اللہ کے لئے آپس میں محبت رکھتے ہوں۔ خدا ہی کیلئے ملیں اور خدا ہی کے لیے جدا ہوں۔ (۵) وہ شخص جسے کوئی منصب و جمال والی عورت بلائے تو وہ یہ کہہ دے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ (۶) وہ شخص جو خیرات کر کے اس طرح چھپائے کہ اس کے دائیں ہاتھ کی نیکی کو بایاں ہاتھ بھی نہ جانے۔

(۷) جو اللہ کو تنہائی میں یاد کرے تو اس کی آنکھیں اشکبار ہو جائیں۔

۷۔ سیدنا ابن مسعودؓ سے روایت ہے، انہوں نے کہا۔

قال رسول الله ﷺ ان الله تبارک و تعالی فی الارض ثلث ماة رجال قلوبهم علی قلب ادم علیه السلام، وله اربعون قلوبهم علی قلب موسی علیه السلام. وله سبعته قلوبهم علی قلب ابراهیم علیه السلام، وله خمسته قلوبهم علی قلب جبریل علیه اسلام. وله ثلاثه علی قلب میکائیکل علیه اسلام، وله واحد قلیه علی قلب اسرافیل علیه اسلام، فاحامات الواحد بدل الله مکانه من الثلاثته، ماخامات من الثلاثه ابدال الله مکانه من الخمسة و اذامات من الخمسته ابدل الله مکانه من السبعته و اذامات من السبعته ابدل الله مکانه من الاربعین، واذامات من الارربیعن ابدل الله مکانه من الثلاث ماة واذامات من الثلاث ماة ابدل الله مکانه من العامته بدفع الله بهم البلاء عن الامة.

ترجمہ: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ کے تین سو بندے روئے زمین پر ایسے ہیں کہ ان کے دل آدم علیہ السلام کے دل کی طرح ہیں اور چالیس ایسے اشخاص ہیں کہ ان کے دل ابراہیمؑ کے قلب کی مثل ہیں۔ اور پانچ ایسے ہیں کہ ان کے دل جبرائیلؑ کے دل کی طرح ہیں اور تین ایسے ہیں کہ ان کے دل میکائیلؑ کے دل کی طرح ہیں اور ایک مرد خدا ان میں ایسا ہے جس کا دل اسرافیلؑ کے دل جیسا ہے۔ جب ان میں کوئی ایک وفات پاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ تین میں سے ایک کو مقرر فرماتا ہے۔ اور اگر تین میں سے کوئی ایک وفات پاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ پانچ میں سے ایک کو مقرر فرماتا ہے۔ اور اگر پانچ میں سے کوئی ایک وفات پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ سات میں سے ایک کو مقرر فرماتا ہے۔ اور اگر ان ساتوں میں سے کوئی ایک وفات پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ چالیس میں

ت ایک مقرر فرماتا ہے۔ اور اگر ان چالیس حضرات میں سے کوئی ایک وفات پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی جگہ تین سو میں سے ایک کو مقرر فرماتا ہے۔ اور اگر ان تین سو میں سے کوئی ایک وفات پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ عام لوگوں میں سے کسی کو مقرر فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کی برکت سے امت کی بلاء اور مصائب دور فرماتا ہے۔

۸۔ حضرت ابوالدرداء ؓ سے مروی ہے:

انہ قال ان اللہ عباد اًیقال لھم الابدال لم یبلغوا مابلغوا بکثرۃ الصوم والصلوۃ، التخشع و حسن العیلۃ ولکن بلغوابصدق الورع وحسن السیۃ وسلامۃ الصدور والرحمۃ لجمیع المسلمین اصفاھم اللہ بعلمہ واستخلصھم لنفسہ، وھم اربعون رجلاً علی مثل قلب ابراھیم لایموت الرجل منھم حتی یکون اللہ قد انشاء من یخلفہ واعلم انھم لایسبون شیاء ولایلعنونہ ولایوذون من تحتھم ولایحتقرونہ ولایحسدون من فوقھم، اطیب الناس خیراً والینھم عریکۃ، واستخاھم نفساً، لاتدرھم الخیل المجراۃ، ولا الریاح العواصف فیمابینھم وبین ربھم، انما قلوبھم تصعد فی السقوف العلیٰ ارتیا حاً الی اللہ تعالی فی استباق الخیرات (اولٰئک حِزْبُ اللہِ الا اِن حِزْبَ اللہ ھم المفلحون)

ترجمہ: وہ فرماتے ہیں، اللہ کے کچھ بندے ہیں جنہیں "ابدال" کہتے ہیں وہ حضرات اپنے اس مرتبہ پر روزہ و نماز، خشوع و عاجزی کی کثرت اور حسن حلیہ کی وجہ سے نہیں پہنچے ہیں۔ بلکہ اپنے زہد و تقویٰ کی سچائی، نیت کی بہتری، سینے کی سلامتی، اور تمام مسلمانوں سے مہر و ہمدردی کی وجہ سے انہیں یہ مقام ملا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے لیے انہیں منتخب کر

لیے اپنی ذات کے لیے خاص کر دیا۔ وہ چالیس حضرات ہیں۔ ان کے قلب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قلب کی طرح ہیں ان میں سے کوئی اسی وقت فوت ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ اس کی جانشینی کیلئے کسی کو پروان دے چکا ہوتا ہے۔ یہ جان لو! کہ وہ کسی چیز کو نہ گالی سے یاد کرتے ہیں۔ نہ ہی اس پر لعنت کرتے ہیں، برا کہتے ہیں، اپنے ماتحتوں کو ایذا دیتے ہیں نہ انہیں حقیر سمجھتے ہیں، نہ اپنے اوپر والوں سے حسد کرتے ہیں، بھلائی میں سب سے بہتر ہیں، طبیعت میں سے نرم، مزاج کے اعتبار سے سب سے زیادہ سخی ہیں۔ تیز رفتار گھوڑے، تند ہوائیں اپنی تیزی کے باوجود ان کے رتبہ کو نہیں پا سکیں، ان کے دل خدا کی خوشنودی کے لیے اور اس کی جانب اشتیاق کے باعث نیکیوں کی مسابقت میں اونچی اونچی چھتوں کو زیر کر دیتے ہیں۔ یہی اللہ کا گروہ ہے۔ باخبر رہو کہ اللہ تعالیٰ کا گروہ ہی فلاح وکامیابی پانے والا ہے۔

۹۔ حضرت براء بن عازبؓ سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا۔

قال رسول الله ﷺ ان الله خواص بیسکنهم الرفیع من الجنان کانوا اعقل الناس، قال قلنا یارسول الله فکیف کانوا اعقل الناس؟ قال کان همتهم المسابقة الی ربهم عزوجل والمسارعة الی، مایدضیه، وزهدوافی الدنیا وفی فضولها وفی ریا ستها ونعیمهافهانت علیهم، فصبروقلیلا واستراحو الطویلا

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ خاص بندے ہیں جنہیں جنتوں میں بلند مقام پر رکھے گا۔ اور وہ لوگ سب سے زیادہ عقلمند ہیں، راوی کہتے ہیں کہ ہم نے حضور سے دریافت کیا کہ وہ سب سے عقلمند کس طرح ہوئے؟ فرمایا ان کی تمام سعی وہمت

اللہ کی طرف سابقت اور اسے خوش کرنے والے کام میں تیزی سرعت ہوتی ہے۔ دنیا اس کی فضولیات اس کی ریاست وعیش سے انہیں بالکل بے رغبتی ہے۔ جس کے باعث دنیا ان کے نزدیک حقیر ٹھہری تو انہوں نے اس دنیا میں مختصر عرصہ گزارا۔ مگر اس کے بعد طویل راحت سے سرفراز ہوئے۔

۱۰۔ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے۔

قال بعثت الفقراء انی رسول الله ﷺ رسولاً فقال یا رسول الله انی رسول الفقراء الیک فقال مرحبا بک ویمن جنت میں عندهم جئت من ضد قوما جهم فقال یا رسول الله ! ان الفقراء یقولون لک ان الاغنیاء قدذهبوا بالخیر کله، درداه بعضم ذهبوا بالجنة هم یبعون ولانقدر علیه، تیصدقون ولانقدرعلیه، ویتقون ولانقدر علیه، واذا مرضوبعثو بفضل اموالهم ذخرائهم، فقال رسول اللهؐ، بلغ الفقراء عنی، ان لمن صبرو احتسب منهم ثلاث خصال یس الاغنیاء منها شیئی، اماالصفلة الاولی، فان فی الجنة غرناً من یا قوت احمرینظر الیها اهل الجنة کما ینظر اهل الدنیا الی النجوم فی السماء لاید خلها الانبی ادفقیر اوشهید فقیرا و مومن فقیر واالخصلة الثانیة تدخل الفقراء الی الجنة قبل الاغنیاء بینصف یوم وهو مقدار خمساة غام، والخصلة الثالثة، اذقال االفقیر، سبحان الله، والحمد الله، ولا اله الا الله والله اکبر مخلصاً وقال الغنی مثل ذلک لم یلحق الغنی بالفقیر فی فضله و تصانیف الثواب و ان انفق الغنی مدمعها عشرة الاف درهم و کذلک اعمال البر کلها فرجع الیهم الرسول فاخبر

هم بذلک فقالوا رضینا یا رب رضینا

ترجمہ: انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں فقراء نے اپنا ایک قاصد بھیجا۔ اس نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں فقراء کا قاصد ہوں۔ حضور نے فرمایا مرحبا تمہارے لئے بھی اور ان کے لئے بھی جن کے پاس سے تم آئے ہو۔ تم ایسے لوگوں کے پاس سے آئے ہو جن سے میں محبت رکھتا ہوں۔ قاصد نے عرض کیا کہ فقراء خدمت اقدس میں عرض گزار ہیں کہ تمام نیکیاں مالداروں ہی کے حصے میں آ گئیں۔ اور ایک روایت میں اس طرح آیا کہ مالدار جنت حاصل کر گئے۔ وہ لوگ حج کرتے ہیں اور ہم اس پر قدرت نہیں رکھتے، وہ صدقہ خیرات دیتے ہیں اور ہم اس پر قادر نہیں ہیں، وہ غلام آزاد کرتے ہیں، ہم اس کی استطاعت نہیں رکھتے، وہ جب بیمار ہوتے ہیں تو اپنے آخرت کی جانب اپنا زائد مال بطور ذخیرہ کے بھیج دیتے ہیں، (یعنی راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری جانب سے فقراء کو یہ بات پہنچا دو کہ تم میں جو صبر کر کے بندہ ثواب آخرت کے آرزومند ہیں ان کے لیے تین ایسے مخصوص درجے ہیں جو مالداروں کے لیے نہیں ہیں۔

پہلا درجہ:

یہ کہ جنت میں قوت کے سرخ رنگ سے بنے ہوئے ایسے بالا خانے ہیں۔ جن کو اہل جنت اس طرح دیکھیں گے جیسے اہل دنیا آسمان کے ستاروں کو دیکھتے ہیں۔ ان میں سوائے نبی، یا فقیر، یا شہید فقیر یا مومن فقیر کے اور کوئی نہیں جائے گا۔

دوسرا درجہ:

یہ کہ فقراء مالداروں سے نصف یوم پہلے جنت میں جائیں گے۔ اس آدھے دن

کی مدت پانچ سو برس ہے۔

تیسرا درجہ:

یہ ہے کہ جب فقیر سبحان اللہ و الحمد للہ و لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر خلوص کے ساتھ کہے اور مالدار انسان بھی یہی کہے تو مالدار اس فقیر کی فضیلت اور ثواب کو نہیں پہنچے گا خواہ مالدار ان کلمات کے ساتھ دس ہزار درہم بھی خرچ کرے اور تمام اعمال حسنہ کا یہی معاملہ ہے۔ جب قاصد نے جا کر انہیں یہ خبر دی تو سب نے کہا کہ ہم راضی ہیں، ہم راضی ہیں۔

۱۱۔ حضرت حسن بصریؒ سے مروی ہے۔

روی عن النبی ﷺ انہ قال اکثروا من معرفة الفقراء واتخذوا عندهم الایادی، فان لهم دولة قالو یا رسول اللہ! ما دولتهم فقال ﷺ اذا کان یوم القیمة قیل لهم انظروا الی من اطعمکم کسرة او کساکم ثوبا او سقاکم شربة فی الدنیا فخذ وابیده ثم فیضوابه الی الجنة.

ترجمہ: انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فقراء سے جان پہچان زیادہ رکھو۔ ان سے اچھا سلوک کرو، کیونکہ ان کا بھی دور آئے گا۔ صحابہ نے دریافت کیا یا رسول اللہ! ان کا دور کب ہے؟ فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو ان سے کہا جائے گا کہ جس نے تمہیں روٹی کا ایک ٹکڑا کھلایا ہو، یا تمہیں ایک کپڑا پہنایا ہو۔ یا کچھ پلایا ہو تو اب یہ ہوا ہے تو تلاش کرو اور اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں لے جاؤ۔

۱۲۔ یوتی بالعبد الفقیر یوم القیمة فیعتذر اللہ عزوجل الیه یعتذر الرجل الی الرجل فی الدنیا، فیقول اللہ عزوجل و عزتی و جلالی

مازویست الدنیا عنک لہوانک علی ولکن لماعدوت لک من الکرامة والفضیلة ولکن یا عبدی اخرج الی ھذہ الصفوف وانظر الی من اطعمک او کساک وازاد بذلک وجہی فخذبیدہ فہو لک والناس یومئذ قدالجمہم العرق فیتخلل الصفوف وینظر من فعل به ذلک فی الدنیا فیا خذبیدہ ویدخله الجنة.

ترجمہ: قیامت کے روز بندہ فقیر اللہ تعالیٰ کے پاس لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے سامنے اس طرح اعتذار فرمائے گا جیسے آدمی ''آدمی سے کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا میری عزت وجلال کی قسم! میں نے دنیا تجھ سے اس لیے جدا نہیں رکھی کہ تو میرے نزدیک ذلیل تھا۔ بلکہ یہ اس لیے کیا کہ تیرے لئے بڑی بڑی فضیلتیں اور بزرگیاں تیار کر رکھی تھیں۔ اور میرے بندے! یہ تیرے سامنے جو صفیں لگی ہیں ان میں جا کر ان لوگوں کو دیکھ جنہوں نے تجھے کھلایا، پہنایا، اور اس سے میری خوشنودی چاہی، اس کا ہاتھ تھام لے کہ وہ تیرا ہے اس وقت لوگوں کی یہ کیفیت ہوگی کہ پسینہ منہ تک آیا ہوگا وہ فقیر یہ ارشاد سن کر صفیں چیرتا ہوا داخل ہوگا، اور ان لوگوں کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ بہشت میں لے جائے گا۔

۱۳۔ اور حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا۔

قال رسول الله ﷺ کل شیئی مفتاح و مفتاح الجنة حب المساکین والفقراء الصادقین الصابرین، ھم جلساء الله یوم القیامة.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر شے کی ایک کنجی ہے۔ اور جنت کی کنجی مسکینوں، سچے فقیروں اور صادقین وصابرین کی محبت ہے وہ روز قیامت اللہ تعالیٰ کے ہمنشین ہوں گے۔

۱۴۔ حضرت زید بن اسلم سے مروی ہے۔

عن رسول الله ﷺ انه قال اذا اخرج رجل غنی من عرض ماله مأة الف درهم فتصدق بهاء واخرج رجل فقير درهما واحداً من درهمين لايملک غير هماطيبة به نفسه صار صاحب الدرهم الواحد افضل من صاحب مأة الف درهم.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب کوئی دولت منداپنے مال میں سے ایک لاکھ درہم نکال کرصدقہ دے اور کوئی فقیر شخص صرف ایک درہم صدقہ دے جبکہ اس کے پاس محض دو ہی درہم ہوں، اور اس میں سے وہ خوشی خوشی دے، تو ایک درہم دینے وال فقیر لاکھ درہم صدقہ کرنے والے سے افضل ہے۔

فضائل اولیاء و فقراء آثار سلف میں

شیخ ابوسلیمان دارانیؒ کا ارشاد ہے۔

''اپنی خواہش پوری نہ ہونے کے باعث کسی فقیر کا ٹھنڈی سانس لینا، مالدار کی ہزار سالہ عبادت سے بہتر ہے۔

امام المتقین ابونصر بشر بن الحارثؒ فرماتے ہیں ''فقیر کی عبادت حسین عورت کے گلے میں موتیوں کے ہار کی طرح ہے۔ اور مالدار کی عبادت اس سرسبز پودے کی طرح ہے جو کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر اگ آئے''۔

بعض بزرگوں کا قول ہے۔

لباس فقراء یعنی بالوں کا موٹا لباس، گدڑی اور پیوند لگے کپڑے اگر زاہد لوگ پہنیں تو ان کے لیے حسن و خوبی ہے۔ مگر وہی لباس دوسروں کے لیے بدنمائی ہے۔

حضرت ابن وہبؒ بیان کرتے ہیں۔

حضرت مالک بن دینارؒ کے قبیلے میں ایک بار آگ لگ گئی۔ مکانات جلنے لگے۔ لوگوں نے شور مچایا۔ دوڑو! مالک بن دینار کے گھر کی خبر لو! لوگ آگ بجھانے لگے اس عالم میں خود حضرت مالک بن دینار کا یہ عالم تھا کہ تہبند زیب تن کئے، ہاتھ میں وضو کا لوٹا اٹھائے، نہایت بے نیازی کے ساتھ آگ بجھاتے ہوئے نوجوان کے قریب آئے اور فرمایا قیامت کے روز نجات پائیں گے۔ اے دولتمند و تم فکر دنیا میں غرق ہوتے رہو، فقراء حقیقی تپش والے ہیں۔ اور حقیقی عیش تو آخرت کا عیش ہے، فقیر کا درہم (چاندی کا سکہ) غنی

کے دینار (اشرفی) سے افضل ہے۔

حضرت ابوالدرداؓ نے فرمایا۔

مالدار بھی کھاتے ہیں، اور ہم لوگ بھی کھاتے پیتے ہیں۔ وہ بھی پہنتے ہیں اور ہم بھی پہنتے ہیں۔ اور ان کے پاس جو ضرورت سے زائد دولت ہے نہ وہ اس سے فائدہ حاصل کرتے ہیں اور نہ ہم وہ لوگ بھی اسے دیکھتے ہیں اور ہم بھی قیامت کے روز ان سے اس کا حساب لیا جائے گا اور ہم اس سے بری الذمہ ہوں گے۔

اس کے بعد فرمایا۔

ہمارے دولت مند بھائیوں نے انصاف سے کام نہیں لیا۔ کیونکہ وہ ہم سے خدا واسطے کی محبت کرتے ہیں اور دنیا کی دولت کے معاملہ میں ہم سے علیحدگی اختیار کرتے ہیں۔ ان پر ایسا دن آئے گا کہ وہ آرزو کریں گے کہ کاش ہم دنیا میں فقیر ہوتے مگر ہمیں یہ خواہش نہیں ہوگی کہ ہم ان کی جگہ ہوتے۔

حضرت ابوالدارداءؓ کا واقعہ ہے۔

وہ ایک روز اپنے احباب میں بیٹھے تھے۔ ان کی بیوی آئیں اور کہنے لگیں آپ یہاں ان لوگوں میں بے فکر ہو کر بیٹھے ہیں۔ اور بخدا گھر میں مٹھی بھر بھی آٹا نہیں ہے۔ انہوں نے جواب دیا یہ مت بھولو! کہ ہمارے سامنے ایک نہایت دشوار گزار گھاٹی ہے۔ جس سے ہلکے سامان والوں کے سوا کوئی نجات نہیں پائے گا۔ یہ سن کر وہ خوشی کے ساتھ واپس چلی گئیں۔

اکابر شیوخ میں سے کسی نے فرمایا کہ ان کی خدمت میں ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ حضور! اہل و عیال کی فکر نے مجھے پریشان کر رکھا ہے۔ میرے حق میں دعا فرمائیں۔

حضرت نے جواب دیا، تیرے اہل وعیال جب تجھ سے آٹا اور روٹی نہ ہونے کی شکایت کریں اس وقت رب تعالیٰ سے دعا کیا کر کہ تیری اس وقت کی دعا میری دعا سے بہتر اور قرین قبول ہے۔

کسی مرد صالح سے جب ان کے بال بچوں نے یہ کہا کہ آج کی رات ہم لوگوں کے پاس کھانے کیلئے کچھ نہیں، تو فرمایا ہمارا ایسا مقام نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھوکا رکھے، یہ درجہ تو وہ اپنے دوستوں اور ولیوں کو عطا فرماتا ہے۔ مشائخ میں سے بعض کا یہ حال تھا کہ انہیں جب تنگدستی پیش آتی تو فرماتے اے شعار صالحین! ''خوش آمدید''

حضرت امام احمد بن حنبلؒ سے پوچھا گیا کہ نبی کریم ﷺ نے جو فقر سے پناہ مانگی ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ حالانکہ فقر میں بہت ثواب ہے جیسا کہ احادیث سے ظاہر ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ حضور انور ﷺ نے دل کے فقر سے پناہ مانگی ہے۔ ہاتھ کے فقر سے پناہ مانگی، کیونکہ فقر تو یہی ہے کہ دل فقیر ہو، جس طرح مالداری یہ ہے کہ دل غنی ہو۔

امام الطائفہ شیخ جنید بغدادیؒ کی خدمت میں ایک دولتمند نے پانچ سو درہم حاضر کئے اور کہا یہ اہل حاجت کو تقسیم فرما دیں۔

حضرت جنید نے فرمایا کہ تیرے پاس اور بھی درہم ہیں؟

دولتمند! جی ہاں: درہم ہی نہیں، بہت ساری اشرفیاں بھی ہیں شیخ جنید: کیا تو چاہتا ہے کہ تیرے مال میں اور اضافہ ہو؟

دولتمند کیوں نہیں!

شیخ جنید پھر تو ان درہموں کی حاجت تجھی کو زیادہ ہے، لے تو ہی لے جا! (یہ کہا اور درہم اسے واپس کر دیئے)

ایک شخص حضرت شیخ ابراہیم بن ادہمؒ کی خدمت میں آیا اور دس ہزار درہم نذرانے پیش کیے۔ شیخ نے اس کا نذرانہ لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا۔

تو چاہتا ہے کہ یہ لیکر میں فقراء کے دفتر سے اپنا نام خارج کرالوں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ سے کسی نے تین سوالات کئے آپ نے مال اور انجام کے لحاظ سے اس کو جوابات دیئے۔

۱۔ حقیقی آدمی کون لوگ ہیں؟

جواب: علماء

۲۔ بادشاہ کون حضرات ہیں؟

جواب: زاہدین! (وہ لوگ جنہیں دنیا کی طمع نہیں)

۳۔ کمینے کون لوگ ہیں؟

جواب: دین فروش (جو اپنے دین کے عوض دنیا کمائیں)

اہل دنیا نے دنیا میں راحت تلاش کی مگر محروم رہے؟ اگر انہیں دولت فقراء کی خبر ہو جائے تو اس کے لیے مارنے مرنے پر تیار ہو جائیں۔

(حضرت ابراہیم ادہمؒ)

حکومت و سلطنت کی دو قسمیں ہیں، ایک شہروں اور ملکوں کی، دوسری لوگوں کے دلوں کی، حقیقی حکمران و بادشاہ وہی ہیں جو زاہد ہیں۔

(شیخ کبیر ابو مدین شہیر)

اگر کوئی شخص یہ وصیت کر کے مر جائے کہ یہ سو درہم سب سے عقلمند انسان کو دیئے

جائیں تو وہ درہم زاہدوں کو دینا چاہیئے۔

(امام شافعی ودیگر علماء)

فوائد فقر میں سے یہ بھی ہے کہ بھوک اور برہنگی کی تکلیف اٹھائے اور تکلیف کے ساتھ ساتھ ان میں آرام اور لذت بھی پائے۔ اور ان چیزوں کو پسند کرے۔

(شیخ ابوعبداللہ قرشی)

اللہ کے کچھ ایسے بندے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ جنت میں ان سے اپنا دیدار محجوب کردے تو وہ جنت سے بھی اسی طرح پناہ مانگیں گے جیسے دوزخی دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں۔

(قطب الاخوان شیخ بایزید بسطامیؒ)

العارف بالله تضيئى له انوار العلم فينظر بها عجائب الغيب

(شیخ ابوعثمان مغربیؒ)

ترجمہ: عارف باللہ کے لئے علم کے وہ انوار چمکتے ہیں، جن سے وہ غیب کے عجائبات کا مشاہدہ کرتا ہے۔

شیخ کبیر عارف باللہ حضرت ابوسعید فرازؒ فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ جب اپنے بندوں میں سے کسی کی خاص کفالت وتولیت کرنا چاہتا ہے تو اس شخص پر اپنے ذکر کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ اور جب وہ ذکر سے لذت یاب ہونے لگتا ہے تو اس پر قرب کا دروازہ کھول دیتا ہے حتیٰ کہ اسے مجلس انس میں لے جا کر توحید کی کرسی پر بٹھاتا ہے، پھر اپنے اور اس کے درمیان سے عجائب اٹھا دیتا ہے۔ اور اسے دار فردانیت میں داخل فرماتا ہے۔ اور اس کے لیے جلال وعظمت کے حجاب اٹھا دیتا ہے۔ جب اس کی نگاہ جلال وعظمت پر پڑتی ہے۔ تو وہ اپنی شخصیت کو فنا کر دیتا ہے۔ اس وقت بندہ فنا ہو کر اللہ

سبحانہ وتعالیٰ کی حفاظت میں نفس کی خواہشات سے پاک وصاف ہوجاتا ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادہمؒ نے ایک شخص سے فرمایا۔ کیا تو اللہ والا بننا چاہتا ہے؟ اس نے کہا جی ہاں! فرمایا، دنیا وآخرت کی کسی شے کی رغبت نہ کر، اور اپنے نفس کو اللہ کیلئے خالی کرے، اور نہ صرف اپنے چہرے بلکہ پورے وجود کے ساتھ خدا کی طرف متوجہ ہوجا تاکہ وہ تجھ پر متوجہ ہو اور تجھے اپنا دوست بنالے۔

حضرت شیخ ابونصر سراج رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ ادب میں لوگوں کے تین طبقے ہیں۔ اہل دنیا کا طبقہ، دینداروں کا طبقہ خاصان حق کا طبقہ۔

طبقہ اولیٰ: کا ادب یہ ہے، زبان وبیان کی فصاحت، علوم، قصص و حکایات اور اشعار کا حفظ،

طبقہ ثانیہ: کا ادب، ریاضت نفس، اعضاء وجوارح کا ادب، حدود شرع کی رعایت اور ترکِ شہوات،

طبقہ ثالثہ: طہارت قلب، اسرار کی رعایت، وفائے عہد، وقت کی حفاظت، خطرات سے اغماض، مقامات طلب، اوقات حضور اور مقامات قرب کی رعایت،

امام السالکین شیخ ابومحمد سہل بن عبداللہؒ فرماتے ہیں۔

سارے نیک کام زاہدوں کے اعمال نامے میں درج ہیں۔

امام محاسبیؒ ارشاد فرماتے ہیں۔

حضرت صحابہؓ کا یہ حال تھا کہ وہ مسکنت کے دلدادہ فقر کے خوف سے مامون محفوظ، رزق کے سلسلہ میں خدا پر متوکل، نوشتۂ قضاء وقدر پر مطمئن، غم وآرام پر راضی، خوشحالی میں شکر گزار مصائب میں صابر، نعمتوں پر حمد کرنے والے، عجز وانکسار کا مرقع،

رضائے الٰہی کو اپنی جان پر ترجیح دینے والے، اور مال و منصب کی محبت سے گریزاں تھے۔ جب دنیا ان پر متوجہ ہوتی تو وہ غمناک ہو جاتے۔ اور فقر ان کے اوپر ظاہر ہوتا تو نشانِ صلحا، سمجھ کر اس کا استقبال فرماتے تھے۔

مشائخ کبار میں سے بعض نے فرمایا۔

میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا، سرکار فضائل فقراء بیان فرما رہے تھے، اور مالداروں پر فقیروں کا شرف ذکر کر رہے تھے۔ باتوں میں سے مجھے اتنا یاد رہ گیا۔ کہ فقراء کی فضیلت کے لیے یہی از بس ہے کہ عائشہ اپنے وقت کے مالداروں سے پانچ سو برس پہلے جنت میں داخل ہوں گی۔ اور میری بیٹی فاطمہؓ بی بی عائشہؓ سے چالیس برس پہلے کیوں کہ فاطمہ نے عائشہ کے لحاظ سے دنیا کم پائی۔ (رضی اللہ عنہما وعن جمیع امہات المومنین وبنات النبی الکریم واہل بیتہ وعترتہ اجمعین)

تو گویا قرآن و حدیث اور سلف کے اقوال کی روشنی میں اولیاء و فقرا کے فضائل کو اجاگر کرنے کے بعد ہم ان کے حقیقی مقام و مرتبے سے روشناس ہوئے ہیں۔ اور اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ان اولیاء و فقرا کی پیروی ہی درحقیقت خدا اور اس کے رسول تک رسائی کا مضبوط ذریعہ ہے۔ خدا ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔

(آمین)

تعارف: حضرت خواجہ صوفی محمد شریف نخی سرورؒ

حکم خداوندی ہے کہ:

''جس نے میرے رسول کی پیروی کی تو اس نے میری پیروی کی''۔

اور نبی پاکؐ کے فرمان کے مطابق:

''تمام اولیاء کرام ہمارے خلیفہ ہیں اور ان کی پیروی میری پیروی ہے۔''

یعنی نبی پاکؐ نے اپنی تمام تر ذمہ داری کا سہرا جو کہ خدا کی طرف سے ان پر عائد ہوا اپنے اولیاء کرام کے سر رکھ دیا۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ خلیفہ یا جانشین اُسے بنایا جاتا ہے جسے ذمہ دار سمجھا جائے یا جو احکامات کی پوری پوری بجا آوری کر سکتا ہو۔ اس عہدے کی مناسبت سے تو اولیاء کرام کی ذمہ داری بہت بڑی ہے۔ ''مسلم قوم کی اصلاح اور انہیں راہِ حق پر چلانے کا کام بھی ان کی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ اگر ہم حضور قبلہ عالم خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرور نور اللہ مرشدہ، جو کہ اللہ تعالیٰ کے ولی کامل اور نہایت برگزیدہ بزرگ ہیں، کی حیات پاک کا مطالعہ کریں تو ہمیں بخوبی معلوم ہوگا کہ آپ نے اپنے عہدے کی ذمہ داری کو کتنی خوبی سے نبھایا۔ آپ نے ہر میدان میں عوام الناس کی ہدایت کیلئے عملاً بھی اور تقریر وتحریر کے ذریعے بھی نادر نمونے فراہم کیے۔ جو تا قیامت ہمارے لیے مشعلِ راہ ہیں۔

دین اسلام کے فروغ میں مسلمانوں کا کردار کیا ہونا چاہیے مگر بدقسمتی سے آج کل کے مسلمان اپنی غلط روشوں اور عقائد کی بنا پر کس راہ پر چل نکلے ہیں۔ یہ سب کچھ اس سبب سے ہے۔ کہ انہوں نے دینِ اسلام کی تعلیمات کو پس پشت ڈال کر موجودہ دور کی مادی آسائشوں اور آرام کو اپنا لیا ہے۔ اس حسین دنیاوی بھنور میں پھنس کر رہ گئے ہیں۔ حالانکہ اگر وہ زمانہ قدیم کے مسلمانوں کے حالات کو پیش نظر رکھیں۔ تو ان پر یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی کہ انہوں نے دین اسلام کی تبلیغ کے لیے کیا کیا قربانیاں دی ہیں۔ حتیٰ کہ اپنی جانوں کا نذرانہ دینے سے بھی گریز نہ کیا۔ ان کی انہی محنتوں کا نتیجہ ہے کہ اب

ان کے نام کے ڈنکے تا قیامت پوری دنیا میں بجتے رہیں گے۔ مگر افسوس! آج کے مسلمان اسلام کی تبلیغ تو ایک طرف خود اس پر عمل پیرا ہونے سے پیچھے ہٹ رہے ہیں۔ اور یہی بات ان کی ناکامی کا باعث بن رہی ہے۔ جیسا کہ علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلمان ہوکر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآن ہوکر

مسلمانوں کو ان کی ذمہ داری کا احساس دلانے، اور دین اسلام کے فروغ میں ان کے کردار کی اہمیت کو اجاگر کرنے کیلئے حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف تنی سرورؒ صاحب برادرانِ اسلام سے ایک اپیل فرماتے ہیں۔ جو ہے تو مختصر مگر اپنے اندر علم و حکمت کا ایک لازوال خزانہ لئے ہوئے۔

برادران اسلام سے اپیل

اسلام ایک پیغام الٰہی ہے۔ اور اس پیغام کی حامل امت مسلمہ ہے۔ جیسا کہ علماء کی شان میں حضور آقائے نامدار ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اَلعلماءُ وَرَثۃُ الاَنبیآء ۝

ترجمہ: ''علماء انبیاء کے وارث ہیں''۔

لیکن اس ترقی کے دور میں ہمارے ملک میں ہم عام مسلمانوں نے اکثر علماء نے بعض مشائخ حضرات وصوفیائے کرام نے دین اسلام سے اعراض وتغافل برتا اور اس کی حقیقت کو بھلا دیا۔ حالانکہ یہ مسلمان وہ جماعت ہے جو بوسیلہ محمد رسول ﷺ کی طرف سے ایک خاص پیغام لیکر دنیا میں آئی اور پھر اس پیغام کو قائم رکھنا اس کی اشاعت کرنا اس کی طرف لوگوں کو دعوت دینا ہر مسلمان کی زندگی کا اہم فریضہ ہے۔

(i) ہمارے وزراء اور امراء نے اپنی مسند کی رسہ کشی کیلئے غریب سادہ لوح مسلمانوں کو خریدا اور بیچا، جو صرف اور صرف ان کی خوشامدگی کو سب کچھ سمجھتے ہوئے اسلام اور اس کے حقوق سے دور ہوکر رہ گئے یا دور ہوتے چلے گئے۔

(ii) عام مسلمانوں نے ذاتیت، گروہ بندی پارٹی بازی اور بالخصوص آجکل کی گندی سیاست کو اپنانے کی آڑ میں اپنے مالک حقیقی اور اس کے احکامات کو بھلا دیا۔ اَطِیْعُو اللّٰہَ وَاَطِیْعُو الرَّسُوْلَ کی حقیقت سے بے بہرہ ہوکر رہ گئے۔

(iii) اکثر علماء نے مدرسوں میں درس و تدریس تک کفایت کی۔ طالب علموں نے علم کو ذریعہ معاش کیلئے حاصل کیا۔

(iv) غیر شرع درویشوں نے ہر قول و فعل سنت کے خلاف کرنے شروع کر دیئے۔ یہاں تک کہ (تارک الصلوۃ) نماز جیسے دین اسلام کے اہم ستون کو گرا کر عوام الناس اور کم فہم مسلمانوں کو دھوکا دیکر دین اسلام سے دور کیا۔ حالانکہ نماز کے بارے میں سینکڑوں بار قرآن پاک میں تاکید فرمائی گئی ہے۔ نیز حدیث قدسی وارد ہے۔ آقائے نامدار محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

فَقَدْ كَفَرَه من ترك الصلواة متحمداً

ترجمہ: جس نے جان بوجھ کر نماز ترک کی پس وہ کافر ہوا۔

(v) بعض صوفیائے کرام نے تسبیح اور سجادگی کی آرائش پر بس اکتفا کیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ امت رہبری اور رہنمائی کے بغیر اپنے حال سے غافل اور صراطِ مستقیم سے دور ہوکر رہ گئی۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْن ہ

ترجمہ: اور نہیں پیدا فرمایا ہم نے جنوں اور انسانوں کو مگر عبادت کرنے کیلئے۔

امت مسلمہ اپنے تخلیق کے اصلی مقصد وغرض غائیت سے دور ہوئی جو آج کل ہمارے لیے طرح طرح کے عذاب وعتاب کا سبب ہو رہا ہے۔ معاشرہ دن بدن ابتر ہوتا جا رہا ہے۔

گذارش

آؤ مسلمانو! خدارا ہم سب ملکر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں سابقہ غفلت کی توبہ اور آئندہ دعوت وتبلیغ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے فرض کی انجام دہی کے لیے دعا کریں۔ اور رب العزت سے مدد چاہیں

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِینُ ہ

ترجمہ: قاصد ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔

اور میدانِ عمل میں ظاہر ہو کر تبلیغ کریں۔

۱۹۶۸ء ۲۷ ربیع الاول ۱۳۸۸ھ

حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ الحاج

صوفی محمد شریف سخی سرورؒ چشتی صابری

قادری سراجی مشتاقی رحمۃ اللہ علیہ

کی حیات طیبہ پر ایک نظر

میری انتہائے نگارش یہی ہے
تیرے نام سے ابتداء کر رہا ہوں

اسم مبارک:-

آپ کا پورا نام

آفتاب ولایت منبع رشد وہدایت مخزن علم وحکمت، پیر طریقت واقف اسرار حقیقت، رہبر شریعت حضرت قبلہ عالم الحاج خواجہ پیر صوفی محمد شریف تخی سرور چشتی، صابری، قادری، سراجی، مشتاقی، سروری قدس سرہ العزیز ہے۔

ولادت باسعادت:

حضرت خواجہ پیر صوفی محمد شریف تخی سرور صاحب بتاریخ ۱۶ نومبر ۱۹۳۲ء بمطابق ۱۳۵۱ھ سکھر سندھ میں پیدا ہوئے۔ بعد میں لاہور کی سرزمین پر جہاں بڑے بڑے اولیاء کرام تبلیغ اسلام کیلئے آئے، ایک بستی گنج مغلپورہ آپ کا مسکن بنی۔ پھر آپ گنج مغلپورہ سے اتحاد کالونی تاجپورہ روڈ کمہار پورہ میں رہائش پذیر ہوئے۔ اور آخر میں برکت پارک صابری روڈ نزد ریلوے لائن غازی آباد میں آپ کا آستانہ عالیہ قائم ہوا اور اسی جگہ کو آپ حضور کے وصال کے بعد آپ کے دربار مقدس کا شرف حاصل ہوا جس طرح نبی پاکؐ نے دین اسلام کی تبلیغ کی خاطر مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی۔ آپ حضور قبلہ عالم کی ان چار مقامات کی جانب ہجرت بھی حکم پیشوائی اطاعت، دین اسلام کی تبلیغ اور سب سے بڑھ کر نبی پاک کی سنت کی پیروی کا دلکش ظہور ہے۔

تعلیمی حالات:-

آپ حضور قبلہ عالم کی شخصیت بچپن ہی سے درویشانہ رنگ لئے ہوئے تھی۔ موسم

سیکھنے کا شوق اور جنون آپ کی ذات میں درجہ اتم موجود تھا۔ آپ نے دینی علوم کے علاوہ دنیاوی تعلیم بھی حاصل کی۔ آپ نے میٹرک تک تعلیم درس بڑے میاں صاحب بالمقابل رام گڑھ سے حاصل کی۔ اور دینی تعلیم مولانا عبداللہ خطیب جامع مسجد شاہ کمال سے حاصل کی۔ آپ جناب حضرت مولانا سید امانت علی شاہ چشتی صابری قادری صاحب کے وعظ و تقاریر بہت دلچسپی سے سنتے تھے۔ آپ نے کچھ عرصہ ان کی صحبت میں بھی گزرا اور ان سے بہت فیض حاصل کیا۔

حضور قبلہ عالم کا اپنے پیشوا حضرت صوفی محمد مشتاق احمدؒ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہونے کا واقعہ:۔

درویشی انداز حضور قبلہ عالم کی شخصیت میں زمانہ طفولیت سے ہی موجود تھا۔ آپ اولیاء کرام کی صحبت میں دلی سکون اور خوشی محسوس کرتے تھے۔ گویا صحبت اولیاء آپ کے لیے روحانی غذا کا کام کرتی تھی۔ آپ کا زیادہ وقت بزرگانِ دین کی صحبت میں گزرتا۔ حضرت صابر پیاؒ کی ذات اقدس سے آپ کو گہری دِلی وابستگی تھی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آپ کی یہ وابستگی جنون کی کیفیت اختیار کر گئی۔ آپ حضور قبلہ عالم کے والد محترم آپ حضور کے زمانہ طفولیت کے ایک واقعہ کو یوں بیان کرتے ہیں کہ

ایک دفعہ ہم بمعہ اہل و عیال سکھر سے کلیر شریف میں سالانہ عرس کی رسومات میں شرکت کرنے کیلئے گئے۔ اس وقت حضور قبلہ عالم کی عمر تقریباً سات برس کی تھی۔ کلیر شریف سے اجمیر شریف میں حاضری دی۔ اور پھر واپس کلیر شریف آئے۔ تو ایک اونچی پہاڑی پر حضور قبلہ عالم گم ہو گئے۔ میں کافی تلاش کے بعد کلیر شریف میں مزار پر حاضر ہوا۔ دل میں یہی خیال تھا کہ حضور صابر پیاؒ صاحب ہی میری رہنمائی کریں گے۔ جب میں دربار پر حاضر

ہوا تو حضور قبلہ عالم وہاں موجود تھے۔ جن کو دیکھ کر میری حیرانی کی انتہا ہوئی۔ آپ حضور اس وقت حضرت صابر پیا کی قبر مبارک سے چپٹے ہوئے تھے۔ میں نے حضور قبلہ عالم کو پاس بلایا اور چلنے کیلئے کہا۔ لیکن حضور قبلہ عالم کی کچھ ایسی کیفیت تھی کہ چلنے کو دل نہ چاہتا تھا۔ کافی اسرار کے بعد ہم ان کو پیلر بمعہ اہل وعیال سکھر واپس چلے آئے۔ وقت گزرتا گیا۔ آپ اس وقت جماعت نہم میں پڑھتے تھے آپ کی حالت کچھ ایسی ہوئی کہ آپ بہت بیمار نظر آنے لگے۔ میں نے ہر چند علاج کروایا۔ لیکن افاقہ نہ ہوا۔ اس کے بعد مجھے بشارت ہوئی۔ اور دیدہ دانستہ زیارت ہوئی کہ حضور صابر پیا فرمارہے ہیں کہ اس کی امانت ہمارے پاس ہے اور ہم دینے کے لیے آئے ہیں۔ لیکن اس کے برعکس میں علاج معالجہ حکیموں اور ڈاکٹروں سے کرواتا رہا۔ اور دور دراز تک علاج کی غرض سے گیا۔ لیکن تکلیف زیادہ ہوتی گئی۔ اور بار بار بشارت اور زیارت ہوتی گئی۔ کہ اس کی امانت ہمارے پاس ہے۔ ہم دینے کیلئے آئے ہی۔ اور پھر حکم ہوا کہ سات جمعرات دربار داتا صاحبؒ لاہور میں حاضر دو۔ حکم کے مطابق سات جمعرات داتا صاحبؒ کے مزار اقدس پر حاضرت دی۔ ساتویں جمعرات کے ایک دن پہلے بدھ کی رات کو مجھے اور حضور قبلہ عالم کو دوبارہ زیارت ہوئی (حضرت صابر پیا کی) اور انہوں نے حضور قبلہ عالم صوفی محمد مشتاق احمد صاحب کی زیارت کروائی۔ جو کہ عرصہ دراز سے دربار داتا صاحب میں معتکف تھے۔ اور ساتھ حکم فرمایا کہ ان کا فیض ان کے ہاتھ میں ہے۔ ارشاد کے مطابق ساتویں جمعرات کو ہم دربار داتا صاحبؒ پہنچے۔ تو آپ کے (حضور قبلہ عالم صوفی محمد مشتاق احمد کی) جائے اعتکاف پر گئے۔ ہم کو دیکھتے ہی آپ نے فرمایا۔

''بیٹا تم آگئے'' معلوم ہوا کہ ہمارا جو راز ہے ان پر منکشف ہے۔ اس کے بعد حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ پیر صوفی محمد شریف تنی سرور صاحب نے حضرت صوفی محمد مشتاق

احمدؒ کی دستِ حق پرست پر ۲۶ ستمبر ۱۹۵۸ء، ۱۲ ربیع الاوّل ۱۳۷۷ھ بروز جمعۃ المبارک کو بیعت کی۔ اور اس طرح حضور قبلہ عالم سلسلہ طریقت چشتی، صابری قادری اور رزاقی میں داخل ہوئے۔

دستار بندی:-

بیعت ہونے کے بعد حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ پیر صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب حضرت صوفی محمد مشتاق احمدؒ صاحب (اپنے پیر و مرشد) کی صحبت میں زیادہ وقت گزارتے۔ آپ حضور کا اپنے سرکار سے عشق دن بدن پروان چڑھتا گیا۔ آپ نے اپنے پیر و مرشد حضرت صوفی محمد مشتاق احمدؒ کی ہر بات، ہر حکم کی تکمیل کو اپنی زندگی کا شعار بنالیا۔ آپ کا ادب، عقیدت و احترام، اور اپنے پیشوا سے عشق انتہا درجے کا تھا۔ یہ آپ کے عشق ہی کی کشش تھی کہ آپ اپنے پیر و مرشد کی خاص توجہ کا مرکز بنے۔

۸ ربیع الاول بمطابق ۱۲ ستمبر ۱۹۵۹ء حضرت صوفی محمد مشتاق احمدؒ صاحب نے آپ حضور قبلہ عالم کی دستار بندی کی نیز آپ کو خلافت سے نوازا۔

کرم نوازیوں کا یہ سلسلہ چلتا رہا۔ آپ حضور کے عشق اور عقیدت میں مزید نکھار آتا گیا۔ آپ پر سرکار کی جانب سے رحمت و تجلیات کی برسات ہونا شروع ہوگئی۔ ۱۶ اکتوبر ۱۹۵۹ء کو حضرت خواجہ پیر صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب کے پیر و مرشد حضرت صوفی محمد مشتاق احمدؒ صاحب کی جانب سے دوسری دستار عنایت ہوئی اور خرقہ خلافت کی دولت سے نوازا۔ یوں ایک لحاظ سے سلسلہ صابریہ کی بھاگ دوڑ آپ کے سپرد کر دی گئی۔

وجہ تسمیہ لقب سخی سرور:۔

مشکل ہر مشکل نوں کھولے سخی سرور پیر جہانی جو

ہیں سخی ابن لال سخی پیر محبوب سبحانی جو

بہار آئی ہے بھر دے بادۂ گلگوں سے پیمانہ

رہے تا حشر آباد پیر سخی سرورؒ تیرا یہ میخانہ

قطرہ ہے اس کے فقر کا دریا لئے ہوئے

دریا متاع گوہر یکتائے لئے ہوئے

کاشانہ فقر کو تحقیر سے نہ دیکھ

زیر قدم ہے دولت دنیا لئے ہوئے

حضور قبلہ عالم حضرت قبلہ صوفی محمد مشتاق احمدؒ کے چہیتے مریدوں میں سے نمایاں حیثیت رکھتے تھے۔ اور خلفاء حضرات میں خلیفہ اعظم تھے۔ آپ کو حضرت قبلہ صوفی محمد مشتاق احمدؒ پیار سے ''سخی سرور'' کہتے تھے۔ کیونکہ حضور اپنے پیر و مرشد کے ہر حکم کو بسر و چشم قبول کرتے تھے۔ بوٹا صاحب سنگھ پورہ والے بیان کرتے ہیں کہ حضور قبلہ عالم حضور قبلہ محمد مشتاق احمدؒ کے پیارے مریدوں میں سے تھے۔ اعلیٰ حضرت قبلہ صوفی محمد مشتاق احمدؒ کے تمام مریدوں سے حضور ہر کام میں سبقت لے جاتے تھے۔ باقی مرید یہ سوچتے رہتے کہ حضور قبلہ عالم صوفی محمد مشتاق احمدؒ پیسے دیں تو تب جائیں، لیکن حضور قبلہ عالم حضرت ابوبکر صدیقؓ کی سنت کو زندہ کرتے ہوئے گھر کی ہر چیز لا کر اپنے پیر و مرشد حضور قبلہ صوفی محمد مشتاق احمدؒ کی ذات پر نچھاور کر دیتے۔ حضور قبلہ عالم نے اپنا تن، من دھن اور ایمان حضور قبلہ صوفی محمد مشتاق احمدؒ پر لٹا دیا۔ حضرت صوفی محمد مشتاق احمدؒ حضور قبلہ عالم حضرت

خواجہ پیر صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب سے بہت خوش تھے۔ اور ان سے خوش ہو کر انہیں لقب ''سخی سرور'' ملقب کیا۔ اور فرمایا کہ آج سے آپ ''سخی سرور'' کہلائیں گے اور آپ کا سلسلہ بھی چشتی صابری سروری ہوگا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت خواجہ پیر صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب کو بہت بلند مقام عطا کیا آپ کو ولایت کے خلعت قطبیت سے سرفراز فرمایا۔ بلکہ اس سے بھی بلند و بالا مقام عطا فرمایا۔ آپ حضور کی ذات میں بڑی کشش تھی ہر کس و ناکس، عالم و جاہل آپ کا دِل دادہ ہو جاتا۔

غلام نرگس مست تو تاجداراانند
خراب بادہ لعل تو ہوشیار انند

ترجمہ: ''مست نرگس آنکھ کے غلام بادشاہ بھی ہیں۔ تیرے رنگین لبوں کی شراب سے ہوشیار بھی سرشار ہیں''۔ چونکہ لقب ''سخی سرور'' ہی آپ حضور کے شایانِ شان تھا۔ لہٰذا پیر خانہ ہی سے عنایت ہوا۔

حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ پیر صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب کو حضور قبلہ صوفی محمد مشتاق احمدؒ کبھی کبھی خوش ہو کر ''مغل بادشاہ'' بھی کہا کرتے تھے۔ کیونکہ حضور قبلہ عالم مغلپورہ گنج کے رہائش پذیر تھے۔ اس لحاظ سے بھی مغل بادشاہ موزوں تھا۔ اور دوسرا یہ کہ بادشاہ خزانے کا مالک ہوتا ہے۔ گنج کے معنی بھی خزانہ کے ہیں جس کے متعلق جناب عطرت صاحب جو کہ حضور قبلہ عالم کے خلیفہ بھی ہیں حضور کی شان میں یوں کہتے ہیں۔

گنج والے ہیں یہ گنج کے مالک ہیں یہ
رازِ گنج شکر سب بتاتے رہے

سخی کے معنی ہیں "بانٹنے والا" چونکہ حضور قبلہ عالم معرفت و حقیقت کے فیوضات نہایت فراخدلی سے بانٹ رہے ہیں باقی ظاہری سخاوت میں بھی اپنی مثال آپ ہیں۔

وعظ و تبلیغ:۔

تبلیغ اسلام کی عظیم ذمہ داری جو اللہ تعالیٰ نے آپ حضور قبلہ عالم کے سپرد کی آپ نے اسے احسن طریقے سے نبھایا۔ آپ نے نہ صرف وعظ و تقاریر کے ذریعے بلکہ تحریری طور پر بھی عوام کو دین اسلام کی روشنی سے منور کرنے کی کوشش کی۔ اپنے پیر و مرشد کے صدقے آپ نے جا بجا مذہبی محفلوں کا انعقاد کیا۔ اپنے اخلاق حسنہ سے لوگوں کو اپنا گرویدہ کر لیا پہلے پہل آپ نے اپنے علاقہ کے لوگوں میں دین اسلام کی تعلیم کا پرچار شروع کیا۔ جو آہستہ آہستہ وسیع پیمانے تک پھیل گیا۔ پھر مختلف شہروں سے لوگ آپ سے فیض و حکمت حاصل کرنے کے لئے آنے لگے۔ دینی تعلیم حاصل کرنے والوں کے علاوہ آپ کے آستانہ عالیہ پر مریضوں کا بھی ہجوم لگا رہتا تھا۔ کیونکہ آپ کو علم حکمت پر بھی بھرپور دسترس حاصل تھی۔ جو بیمار بھی آتا وہ شفایاب ہو کر ہی جاتا۔ رفتہ رفتہ آپ کے مریدین کی تعداد میں اضافہ ہونا شروع ہو گیا۔ آپ کے سب سے پہلے مرید آپ کے استاد محترم حاجی عبدالمجید صاحب تھے۔ ایک اندازے کے مطابق آپ کے مریدین کی تعداد ۲۵۰۰۰ کے لگ بھگ ہے۔ جن میں کافی تعداد اندرون ملک مریدوں کی ہے۔ پاکستان کے علاوہ اور بہت سے ملکوں میں بھی آپ کے مریدین موجود ہیں۔ کیونکہ آپ تبلیغ اسلام کے سلسلے میں جہاں بھی تشریف لے کر گئے وہاں کے لوگ آپ سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ کیونکہ آپ کی شخصیت تھی ہی اتنی پیاری اور آپ کے وعظ فرمانے کا انداز اتنا میٹھا اور دلکش تھا۔ اور اس میں اتنی تاثیر تھی کہ ہر کوئی قائل ہو جاتا۔ مختلف علوم پر بھی آپ کا کماحقہ عبور رکھتے تھے۔

ہر موضوع پر آپ کی گفتگو بڑی جامع اور موثر ہوتی تھی۔ نرمی وشفقت کے علاوہ آپ حضور کی شخصیت میں جوہر وجلال کا عنصر بھی نمایاں تھا۔آپ کی شخصیت میں اس قدر جلال تھا کہ کوئی بھی گستاخ یا ناپاک شخص آپ کے سامنے ٹھہر نہ سکتا تھا آپ کے رعب اور دبدبے کے باعث لوگ آپ سے گفتگو کرتے ہوئے ہچکچاتے تھے لیکن ہمیشہ آپ کی شفقت آپ کے جلال پر حاوی رہی۔آپ کے خلفاء کے تعداد ۱۴ ہے۔جن میں سے ایک آپ حضور قبلہ عالم کے صاحبزادہ صاحب حضرت خواجہ پیر اصغر علی چشتی صابری سروری ہیں۔ جو آپ، حضور کے سجادہ نشین بھی ہیں۔

آپ کے آستانہ عالیہ پر ہر آنے والا ہمیشہ فیضیاب ہی ہو کر آیا۔ ہر کسی کو اپنی خواہشات کی تکمیل آپ کے در سے ملی۔آپ نے اپنے پیرومرشد کی جانب سے عطا کردہ لقب ''سخی سرور'' کی لاج اس طرح نبھائی جس طرح کہ نبھانے کا حق ہے۔آج بھی دنیا آپ کے در سے رحمت کے خزانے لوٹ رہی ہے۔

وصال:۔

حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ پیر صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب ہر لمحہ مخلوقِ خدا کی خدمت اور بھلائی میں مصروف رہتے چاہے کیسا ہی دینی یا روحانی مسئلہ درپیش ہوتا۔آپ ہمیشہ اس کا موثر حل نکال لیتے۔اپنی صحت اور جان کی پرواہ کئے بغیر دوسروں کو زندگی دینے اور اداس چہروں پر مسکراہٹیں بکھیرنے میں کوشاں رہتے۔

وصال سے قبل آپ حضور قبلہ عالم کی طبیعت کافی خراب رہتی تھی۔آپ کو دل کا دورہ پڑا تھا اور آپ کی حالت کافی غیر تھی۔آپ بے ہوشی کے عالم میں تھے۔کچھ وقت آپ کا شالیمار ہسپتال میں گزرا۔لیکن پھر جلد ہی آپ کو آستانہ عالیہ واپس لے آئے۔

حضور قبلہ عالم نے وصال سے قبل اپنے آستانہ عالیہ کی دیواروں پر تحریر شدہ تمام آیات و احادیث اور اشعار کو پڑھا آپ حضور کا وصال ۲۷ محرم الحرام ۱۴۰۵ھ بمطابق ۲۳ اکتوبر ۱۹۸۴ء بروز منگل کو ہوا۔ آپ کے وصال کی خبر آپ کے چاہنے والوں کے لیے کسی قیامت سے کم نہ تھی۔ ہر دل غمزدہ تھا۔ ہر آنکھ اشکبار تھی لیکن یہ رضائے الٰہی تھی۔ مگر ایک بات تو طے ہے کہ اللہ والے ہمیشہ زندہ رہتے ہیں کبھی بھی مرتے نہیں۔ بقول شاعر

اللہ والے مردے ناہیں تے کردے پردہ پوشی

کی ہویا جے دنیا اتھاں ٹر گئے نال خاموشی

آپ حضور قبلہ عالم کے اس دنیا سے حق ہونے کے بعد آپ کے جانشین (سجادہ نشین) آپ حضور کے صاحبزادے حضرت خواجہ پیر اصغر علی چشتی صابری سروری بنے۔ آپ نے اپنی حیات پاک میں ہی انہیں اس عہدے سے سرفراز فرمایا۔ جس روز آپ حضور نے حضرت خواجہ پیر اصغر علی چشتی صابری سروری کو اپنا جانشین مقرر کیا تو آپ نے اپنے تمام مریدوں کے سامنے یہ بات علی الاعلان کہی کہ

"آج میں آپ لوگوں کے درمیان ایک ایسے ہیرے کو چھوڑے جا رہا ہوں جو آپ کو کبھی مایوس نہیں کرے گا"

اور یہ بات بالکل سچ ثابت ہوئی ہے۔ آپ حضرت خواجہ پیر اصغر علی چشتی صابری حضور کے نہ صرف سب سے پیارے مرید بالکل آپ کے خلیفہ اعظم بھی ہیں۔ آپ نے حضور قبلہ عالم کے سجادہ نشین ہونے کا صحیح حق ادا کیا ہے۔ اور حضور قبلہ عام کے نقشِ قدم کی پیروی کرتے ہوئے زمانے کو دین اسلام کی سچی کرنوں سے منور کر رہے ہیں۔ اور ہو بہو حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب کے طرز طریقت کو اپنائے لوگوں کو

رحمتوں اور نعمتوں سے نواز رہے ہیں۔ آستانہ عالیہ کے انتظامات کو بھی آپ حضور بڑے احسن طریقے سے چلا رہے ہیں۔ آپ کی سرپرستی میں آستانہ عالیہ میں آئے دن مذہبی محفلوں کا انعقاد ہوتا رہتا ہے۔ ہر جمعرات کو نماز مغرب کے بعد ذکر اور نعت خوانی کی محفل ہوتی ہے۔ پھر "لنگر عام" تقسیم ہوتا ہے۔ اور آخر میں محفل سماع کا پروگرام رات گئے تک چلتا ہے۔ جمعرات کے پروگراموں میں چاند کی پہلی جمعرات کو خاص محفل کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ اور ساری رات کا پروگرام ہوتا ہے۔

ان ماہانہ پروگراموں کے علاوہ سالانہ بھی دو پروگرام ہوتے ہیں۔ جن میں سے ایک "عرس مبارک حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ" ہے جو ہر سال ماہ رجب کی پہلی بدھ اور جمعرات کو بڑی شان وشوکت سے منایا جاتا ہے۔ یہ دو دن کا پروگرام ہوتا ہے۔ اور دوسرا پروگرام "عرس مبارک حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب" ہے۔ جو کہ ہر سال محرم الحرام کی پہلی بدھ، جمعرات کو منایا جاتا ہے۔ اس پروگرام کی اپنی ہی رونق ہوتی ہے۔ ان سالانہ پروگراموں میں ہزاروں کی تعداد میں سرکار کے مریدین، چاہنے والے اور عقیدت مند شرکت کرتے ہیں۔ بالکل عید کا سا سماں ہوتا ہے۔ ہر جانب رحمت کی برسات ہو رہی ہوتی ہے۔ ذکر اذکار، نعت خوانی اور محفل سماع کا اپنا ہی رنگ ہوتا ہے۔ علماء کی پرجوش تقاریر محفل کو مزید چار چاند لگا دیتی ہیں۔ لنگر بے حساب پکایا جاتا ہے اور ہر خاص وعام میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

میرے پیر ومرشد حضرت خواجہ پیر اصغر علی چشتی صابری سروری صاحب کی زیر نگرانی میں آستانہ عالیہ صابریہ ترقی کی منازل بہت تیزی سے طے کر رہا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ یہ آستانہ ہمیشہ یونہی سدا آباد رہے اور سرکار اسی طرح فیض واکرام سے عوام کو نوازتے رہیں۔ (آمین)۔

کراماتِ

حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ

کرامت کی تشریح (ایک تعارف)

کرامت کے لفظی معنی ہیں۔ عظمت، بزرگی اور اس کی تعریف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے سے ایسی فارق للعادات چیزوں کا اظہار ہو جسے عقل نہ سمجھ سکے۔ یہ لفظ اپنے معنی اور مطالب کے لحاظ سے بہت وسعت کا حامل ہے۔ بقول میرے پیر و مرشد حضرت خواجہ پیر اصغر علی چشتی صابری۔

"کرامت تو سراپا تعریف ہے۔ جتنی بھی کی جائے کم ہے۔ جس کا نام ہی کرامت ہو اس کی ہم تعریف کیا کر سکتے ہیں"

بعض لوگ کرامت سے مراد جادو ٹونا بھی لیتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے۔ اس کی اصل حقیقت کو دیکھا جائے تو کرامت ایک کرم ہے یہ کرم ہمیں ایک معجزے کی طرح دکھائی تو دیتا ہے۔ لیکن یہ معجزہ نہیں ہوتا۔ جیسا کہ میرے پیر و مرشد فرماتے ہیں۔

"معجزات جتنے بھی ہوتے ہیں نبیوں کے ہوتے ہیں۔ ولیوں کے معجزات نہیں ہوتے ولیوں کی کرامتیں ہوتی ہیں"۔

یعنی کہ اللہ تعالیٰ نے معجزات کو نبیوں سے اور کرامات کو ولیوں سے منسلک کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کائنات کا نظام اپنے انبیاء کرام کے بعد اولیاء کرام کے سپرد کیا۔ ولی اللہ

کامان ہوتا ہے۔جیسا کہ حدیث قدسی ہے۔

اَلْفَقْرُ فَخْرِی وَالْفَقْرَ مِنِّیْ ٥

ترجمہ: فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔

تو جس پر نبی پاک کو مان ہو اس پر اللہ تعالیٰ کو مان کیسے نہ ہو۔ان اللہ والوں نے خدا کو راضی کر کے ہی یہ مقام پایا ہوتا ہے۔اس لیے تو جب بھی کوئی سائل ان اولیاء اللہ سے سوال کرتا ہے۔تو یہ اس سائل کے سوال کو اللہ کی بارگاہ میں پیش کر دیتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کی کسی بات کو نہیں ٹالتا۔ان کی لاج رکھتا ہے۔کیونکہ یہ خدا کی کسی بات کو نہیں ٹالتے اور سائل کی مراد پوری ہو جاتی ہے۔

ولی کی ہستی بڑی عظیم ہستی ہوتی ہے۔ولی کی نگاہ میں ہی اس حد تک طاقت ہوتی ہے۔جو کہ ہر ناممکن کو ممکن بنا دے۔اور تقدیر کے فیصلے کو بدل دے۔جیسا کہ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اولیائے کرام کو ”علم لدنی“ کا خاص تحفہ عنایت ہوتا ہے۔

تعریف: ”علم لدنی“ اس علم کو کہتے ہیں۔جو اللہ کریم اپنے خاص فضل و کرم سے اپنے خاص بندوں کو اپنی طرف سے سکھا دے۔

عوارف المعارف میں شیخ عمر بن محمد شہاب الدین سہروردیؒ فرماتے ہیں۔

”علم لدنی“ اللہ کے اسرار ہیں جنہیں وہ اپنے اکابرین، اولیا کرام اور خاص بندوں کو سماع اور تعلیم کے بغیر عطا فرماتا ہے۔یہ وہ خواص ہیں جن سے صرف خواص ہی آشنا

ہو سکتے ہیں''۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔

''علم ایک پوشیدہ خزانے کی مانند ہے جس سے علماء ربانی ہی واقف ہو سکتے ہیں۔ جب وہ علم کی باتیں کرتے ہیں تو مغرور انسان کے سوا کوئی انکار نہیں کر سکتا''۔

حضرت شیخ ابوالنجیب سہروردیؒ فرماتے ہیں۔

''جب علم قلب تک پہنچتا ہے تو دل کی آنکھیں کھل جاتی ہیں اور وہ حق و باطل کو دیکھنے لگتا ہے اور ہدایت و گمراہی کا فرق معلوم کر لیتا ہے''۔

تو جب تقدیروں کے فیصلے ان اولیاء اللہ کے ہاتھ میں ہیں تو پھر کیوں نہ ان کے نقشِ قدم کی پیروی کرتے ہوئے ہم اس دنیا میں اُس اعلیٰ و ارفع مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کریں جس کی خاطر خدا نے ہمیں پیدا کیا۔ اور ویسے بھی ان اولیاء کرام کا تو کام ہی بانٹنا ہے۔ اب یہ لینے والے پر منحصر ہے کہ وہ کیا لے؟۔ جو ان سے محبت و الفت کی توقع رکھتا ہے وہ محبت ہی پاتا ہے۔ اس کے لیے جنت کے دروازے خود بخود کھلتے چلے جاتے ہیں اور جو ان کا انکاری ہوتا ہے یا ان کے لئے دل میں کدورت رکھتا ہے۔ وہ دنیا میں بھی ذلیل و رسوا ہوتا ہے اور دوزخ سے بھی قریب تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ جیسا کہ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

حب درویشاں کلید جنت است

منکر ایشاں سزائے لعنت است

ترجمہ: نیک بندوں کی محبت جنت کی چابی ہے۔ ان کے منکرین کے لئے لعنت کی سزا ہے۔

ہمارے حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرور صاحب کی پوری زندگی ہی لوگوں کو فیوض و برکات سے نوازتے گزری۔ آپ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ خلق خدا کی بھلائی اور خدمت میں گزرا۔ آپ کے در سے کبھی کوئی سائل نہ خالی ہاتھ گیا ہے۔ اور نہ ہی انشاء اللہ تا قیامت جائے گا۔ آپ کو ''سخی'' کا لقب یوں ہی تو عطا نہیں ہوا۔ آپ کی ذات اقدس میں سخاوت کا وصف موجود تھا تو خدا نے آپ کو اس عظیم الشان لقب سے نوازا۔ آپ کی پوری زندگی ہی کرامات سے بھری پڑی ہے۔ جن کا شمار کرنا ناممکن ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ آپ کی ذات تو خود سراپا کرامت ہے تو غلط نہ ہوگا۔ ہم اس باب میں آپ حضور کی چند کرامات کا تذکرہ کریں گے۔ جو کہ ہمیں آپ حضور کے بعض مریدوں اور چند دوسرے اشخاص جن کے ساتھ یہ پیش آئیں، ارسال ہوئی ہیں۔

کرامت نمبر ا:

جس طرح گلاب کے پودے پر جہاں ایک ٹہنی پر پھول کھلتا ہے تو اسی ٹہنی پر کانٹے بھی ساتھ اُگتے ہیں۔ اسی طرح انسانی زندگی میں جہاں انسان چند گھڑیاں سُکھ کی گزارتا ہے وہاں کسی نہ کسی موڑ پر اسے دُکھوں کا بھی سامنا تو کرنا پڑتا ہے۔ دُکھ سُکھ انسانی زندگی میں لازم وملزوم ہیں۔ دراصل یہ سب انسان کی ذات کو پرکھنے کیلئے آزمائشیں ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ انسان کو کچھ دیکر بھی آزماتا ہے اور کچھ لیکر بھی اُسے جانچتا ہے۔ کہ یہ میرا بندہ کس حد تک صابروشاکر ہے۔ اور کتنا میری جانب رجوع کرتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

''ومامن مصیبة فی الارض ولافی انفسکم الا فی کتاب من قبل ان نبراھا ان ذالک علی اللہ یسیر لکیلاتا سو اعلیٰ مافاتکم ولا تفر حوابما اتکم''

ترجمہ: کوئی مصیبت تمہاری جانوں اور زمین میں نہیں پہنچتی مگر وہ اس کے پیدا ہونے سے پہلے کتاب میں لکھی ہوئی ہے تحقیق یہ اللہ کے اوپر آسان ہے۔ تو نہ غم کھاؤ اس چیز پر جو تم سے چوک گئی اور نہ خوش ہو۔ اس چیز پر جو تمہارے پاس آئی''۔

حضرت بابا فرید گنج شکرؒ فرماتے ہیں کہ

''دکھ اور سکھ کو ایک جان کر اور دل سے غین غیرت کا وہم دور کر۔ اور سب کچھ خدا کی طرف سے بوجھ اور اس کی رضا پر ہر دم شاکر رہ تاکہ تو دخل دربار الٰہی اور نجات ابدی سے مشرف ہو''

ویسے اگر غور کیا جائے تو یہ دنیا ایک امتحان گاہ کی طرح ہی تو ہے۔ اور آزمائشیں

پیپرز ہیں۔ ان آزمائشوں سے گزر کر ہی انسان میں شعور اور پختگی پیدا ہوتی ہے۔ اپنے تجربات سے حاصل کردہ نتائج کی روشنی میں انسان اپنی زندگی کا ایک لائحہ عمل تیار کرتا ہے۔ اور پھر اگلی منزل کی جانب پیش قدمی کرتا ہے۔ مگر جس طرح دنیا کے کسی بھی علم کو سیکھنے اور اس کے امتحان میں کامیاب ہونے کے لیے آپ کو ایک استاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو اسی طرح دین اسلام سے مکمل اور صحیح آشنائی ایک اللہ کا ولی ہی کروا سکتا ہے۔ ایک ولی کی نگاہ نہ صرف آپ کے حال کو بلکہ مستقبل کو بھی دیکھ رہی ہوتی ہے۔ یہ بات ہم عام انسانوں کی سوچ سے بالاتر ہے کہ یہ سب کیسے ممکن ہے۔ لیکن یہ سب اللہ کا کرم ہی ہوتا ہے۔ اس لیے ایک ولی آپ سے جو کچھ بھی کہتا ہے وہ آنے والے وقت کی مناسبت سے بہتر ہی ہوتا ہے۔ یہ انسان کے بس کی بات نہیں کہ وہ تنہا بغیر کسی سہارے کے زندگی کی آزمائشوں کا مقابلہ کر سکے۔ مرشد کامل ہی ان آزمائشوں کا سامنا کرنے کا طریقہ آپ کو سکھاتا ہے۔ مرشد کا تو مطلب ہی رہنما ہوتا ہے۔ جیسا کہ میرے پیر و مرشد حضرت خواجہ پیر اصغر چشتی صابری فرماتے ہیں۔

کسے ولی کو جا او تیرا ول کڈسی

نالے ول کڈن دا ول دس سی

اگر خدا کے فضل و کرم سے کسی کامل مرشد کا ساتھ مل جائے تو پھر سمجھیں کہ آپ کی تقدیر بدل گئی ہے۔ مرشد کی ذات اندھیر نگری میں روشن دیئے کی طرح کام کرتی ہے۔ مرشد کا سہارا ہی غموں کی ڈولتی کشتی کو سکھ کے کنارے پر لا کھڑا کرتا ہے۔ مرشدِ کامل کا ملنا بڑے مقدر کی بات ہے۔ جیسا کہ حضرت بے دم وارثیؒ نے کیا خوب کہا ہے۔

یہ سب تیری نظر کی مستی ہے

ورنہ کیا بے دم کیا بے دم کی ہستی ہے۔

ظفر احمد صاحب جو کہ (۲۲/۱ علامہ اقبال روڈ لاہور) کے رہائشی ہیں۔اپنی زندگی کے ایک اہم واقعہ کو رقم کرتے ہیں کہ کس طرح ان کی خزاں رسیدہ زندگی میں حضور قبلہ عالم حضرت صوفی محمد شریف سخی سرورؒ کی ذات بہار کا پیغام بن کر آئی۔آپ بیان کرتے ہیں کہ زندگی میں انسان کے ساتھ بیماری اور تندرستی دونوں چیزیں ساتھ ساتھ چلتی ہیں۔ ان دونوں کے بغیر انسانی زندگی ادھوری ہے۔ اگر آدمی کے اوپر خداوند تعالیٰ کا فضل ہو جائے اور کسی کامل مرشد کا ساتھ مل جائے تو تقدیر بدل جاتی ہے۔خدا پھر ہر مشکل کام میں آدمی کی مدد کرتا ہے۔ مرشدِ کامل کا ملنا خداوند تعالیٰ کی مہربانی ہے۔

کچھ عرصہ پہلے میں کسی بیماری کا شکار ہو گیا تھا۔ میں اپنی زندگی میں انتہائی پریشان ہو گیا تھا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ تمام ڈاکٹروں سے علاج کروایا۔ مگر تندرستی کا نام ونشان نہیں تھا۔ یہ میرے لیے انتہائی پریشان کن مسئلہ تھا۔ کہ نہ دن کو آرام اور نہ رات کو چین۔ اسی طرح میں اپنی تندرستی اور صحت آہستہ آہستہ کھو رہا تھا۔ مگر کوئی معالج نہیں مل رہا تھا۔ حتیٰ کہ چلنے پھرنے سے قاصر ہو گیا تھا۔

ایک دن میرے دفتر میں میرے ایک آفیسر جو نہایت ہی خدا ترس اور ہمدرد تھے۔انہوں نے میری بیماری کے متعلق سنا مجھے حوصلہ دیا۔اور ایک ایسے آدمی کے پاس لے جانے کا وعدہ کیا اور مجھے یقین دیا کہ ہر قسم کی تکلیف چند دنوں میں ختم ہو جائے گی۔ یہ بات سن کر میری جان میں جان آئی۔اور میں دوبارہ اپنے آپ کو زندہ محسوس کرنے لگا۔

دوسرے روز وہ مجھے اپنے محسن بزرگ دوست حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرور صاحب کے پاس لے گئے۔ جو اپنے اخلاق و محبت کی وجہ سے ایک اعلیٰ مقام رکھتے

ہیں۔ایک باوقار شخصیت، علم وادب پر پوری واقفیت، دلکش آداب اور دل عشق محمدیؐ سے بھرپور۔

انہوں نے ایک نظر مجھ پر ڈالی اور میرا علاج شروع کیا۔ انتہائی شوق سے اور پورے دھیان سے میری طرف متوجہ ہوئے۔ چند دنوں کے اندر اندر میں نے محسوس کیا کہ میرے اندر ایک نئی زندگی پیدا ہوگئی ہے۔ ان کے علاج سے میری زندگی میں دوبارہ رونق پیدا ہوگئی۔ پہلے پہل میں اپنے دوست بزرگ حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرور صاحب سے بہت ڈرتا تھا۔ مگر جب انہوں نے مجھے بہت پیار کیا۔ مجھے کسی قسم کا احساس نہیں ہونے دیا۔ اب مجھے بھی ان کے ساتھ دِلی لگاؤ پیدا ہو چکا ہے۔ میرے پاس تحریر کرنے کیلئے الفاظ نہیں لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ یہ صرف ان کی محبت کا نتیجہ ہے اور انہی کی دعاؤں کا اثر ہے۔ جس نے میری زندگی کو بدل کر رکھ دیا۔ میں ان کا یہ احسان کبھی نہیں بھول سکوں گا۔ میری ان کے لیے یہی دعا ہے کہ خدا ان کو دنیا بھر کی خوشیاں نصیب کرے۔ دین ودنیا کی نعمتوں سے مالا مال کرے۔ (آمین۔ثمہ۔آمین)

تو گویا حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ کی اس کرامت پاک سے جہاں ہمیں ایک بہت بڑا سبق ملا کر مرشدِ کامل کا ساتھ ہی سب کچھ ہے وہاں آپ حضور کی ذات اقدس کے بہت سے پہلو بھی ہمارے سامنے آئے۔ وہ یہ کہ جو بھی دکھی اور زندگی سے مایوس انسان آپ کے پاس آئے آپ نے نہ صرف ان کی اداس زندگی میں خوشیوں کے رنگ بھر دیئے بلکہ اِن کے دکھوں کو اپنا دکھ جانتے ہوئے اس کا مداوا بھی کیا روتے ہوئے چہروں کو مسکراہٹیں عطا کیں۔ یہی اللہ تعالیٰ کی سچی راہ ہے جس کی علامہ اقبال نے کیا خوب ترجمانی کی ہے

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو

ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

آپ کی ذات میں اتنی کشش اور الفاظ میں اتنی شیرینی تھی کہ ہر کوئی جو آپ کو ایک بار ملتا تھا وہ بس آپ ہی کا ہو جاتا تھا۔ جیسا کہ وہ فقرہ مشہور ہے کہ

"ایک بار دیکھا ہے دوسری بار دیکھنے کی تمنا ہے"

بس سمجھیں کہ آپ کی شخصیت میں بھی کچھ ایسا ہی معاملہ موجود تھا۔ کہ ہر کوئی آپ کی طرف کھنچا چلا جاتا تھا۔ جیسے کہ آپ ایک مقناطیس ہوں۔ آپ کی شخصیت کا یہ پہلو نبی پاک کی سنت کی مکمل پیروی کرتا ہے۔

کرامت نمبر ۲

زندگی زندہ دلی کا نام ہے

مردہ دل بھی کیا خاک جیا کرتے ہیں

علامہ اقبال کے اس شعر کی صحیح ترجمانی تو اولیاء کرام کی شخصیت سے ہوتی ہے۔ یہ اللہ والے نہ صرف خود زندگی کو زندہ دلی سے گزارتے ہیں۔ بلکہ دوسروں کو بھی اس کی تلقین کرتے ہیں۔ دکھی انسانوں کی زندگیوں سے غم کے اذیت زدہ کانٹے خود چن کر انہیں بہاروں سے مہکتا چمن عطا کر دیتے ہیں۔ حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحبؒ اسی بات کو اپنے خوبصورت شعر سے یوں نمایاں کرتے ہیں۔

دِل مردہ دِل نہیں ہے اسے زندہ کردوبارہ

کہ یہی ہے امتوں کی مرضِ کہن کا چارہ

اللہ والے گردشِ دوراں کے ستم زدہ انسانوں کو جینے کی نئی راہ دیتے ہیں۔ مانگنے والے کو اس کی طلب سے بڑھ کر خوشیاں عطا کرتے ہیں۔ لوگوں کی خالی جھولیوں کو بھرتے ہیں۔ ان کا تو کام ہی بانٹنا ہے۔ انسانیت کی بے لوث خدمت ہی ان کا شیوہ ہے۔

ہمارے حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ کی زندگی پاک اسوۂ حسنہ رسولؐ کا مکمل نمونہ تھی۔ جس طرح حضرت محمد مصطفیٰؐ تمام جہانوں کیلئے رحمت کا پیغام بن کر آئے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ

وَمَا اَرسَلنٰكَ اِلَّا رَحمَةَ الِلعَالَمِینَ ۝

ترجمہ: ''اور ہم نے آپؐ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا''۔

آپؒ جہاں بھی گئے امت میں نعمتوں کے خزانے لٹاتے چلے گئے۔ بقول

شاعر۔

؎ نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا
ساتھ ہی منشئ رحمت کا قلم دان گیا

تو ایک سچے عاشق رسولؐ حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ کی ذات میں بانٹنے کا وصف کس طرح موجود نہ ہوتا۔ کیونکہ ایک سچا عاشق ہمیشہ اپنے معشوق کی ہر ادا کو خود میں سمونے کی کوشش کرتا ہے۔ آپ کے آستانہ عالیہ پر جو شخص جیسی مراد اور خواہش لیکر آیا اُسے آپ کی نظر کرم سے اس کی طلب سے بڑھ کر ملا اور آپ کی عنایتوں کا یہ سلسلہ تا قیامت چلتا رہے گا۔ (انشاء اللہ) بقول شاعر۔

؎ کوئی آتا ہے کوئی جاتا ہے محفل کا ہے رنگ وہی
ساقی کی نوازش جاری ہے مہمان بدلتے رہتے ہیں

آپ کے آستانے سے بیماروں کو شفا، بھوکوں کو لنگر، بے اولاد افراد کو اولاد الغرض کہ ہر طلب گار کو اس کی خواہش کی تکمیل ملی۔

حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ کی ذات بابرکات وہ نور افشاں ہے جن کے نور سے مدتوں کی سوکھی ہوئی بیلیں منور ہو رہی ہیں۔ انہیں سوکھی ہوئی بیلوں کی ایک کڑی مستری غلام رسول ہیں۔ جن کے ہاں عرصہ دراز سے کوئی نرینہ اولاد نہیں تھی۔ اور ان کی بیوی بھی تقریباً بانجھ ہو چکی تھیں۔ مستری غلام رسول کے ایک عزیز مستری اللہ دتہ جو کہ حضور قبلہ عالم کے مرید ہیں۔ انہوں نے مستری غلام رسول کو حضور کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کو کہا۔ کہ آپ حضور قبلہ عالم سے دعا کروائیں۔ اور انشاء اللہ آپ باامید ہونگے۔ مستری اللہ دتہ فرماتے ہیں کہ وہ حضور کی خدمتِ اقدس میں حاضر

ہوئے اور اپنی کمی بیان کی۔ حضور قبلہ عالم نے شفقت فرمائی۔ دعا فرمائی۔ آپ کی دعا اور اللہ کے فضل و کرم سے غلام رسول کے ہاں اب ایک فرزند ارجمند ہے۔ جس کا نام حضور قبلہ عالم نے محمد اصغر صابری رکھا۔

حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ کی اس کرامت پاک سے ہمارے سامنے حقیقت کے دو پہلو کھلے ایک تو یہ کہ ان اولیاء اللہ کیلئے دنیا کا کوئی کام بھی ناممکن نہیں ہوتا۔ یہ اپنی نظرِ کرم سے ہر ناممکن کو ممکن بنا لیتے ہیں۔ جیسے کہ مستری غلام رسول کی زوجہ تقریباً بانجھ ہو چکی تھیں۔ ڈاکٹری لحاظ سے اس بیماری کا کوئی حل، کوئی علاج نہیں۔ بظاہر یہ ایک ناممکن بات نظر آ رہی تھی کہ وہ دوبارہ باامید ہوں۔ مگر حضور قبلہ عالم نے بغیر کسی دوا کے صرف اپنی شفقت بھری دعا سے ان کے اس مسئلے کو حل کر دیا اور ان کی اداس زندگی کو پھر سے خوشیوں سے بھر دیا۔ اور دوسری بات یہ کہ اللہ والے کبھی کسی کو خالی اپنے در سے نہیں جانے دیتے۔ ہر ایک کو اس کی چاہ سے بڑھ کر نواز دیتے ہیں۔

کرامت نمبر ۳

جس طرح گھپ اندھیرے میں روشنی کی ایک ہلکی سی کرن ہی کافی ہوتی ہے۔ اسی طرح دکھ تکلیف میں تسلی کے دو بول ہی دلی راحت و تسکین کا سامان ہوتے ہیں۔ بعض اوقات ہمت و حوصلہ بندھانے کیلئے کسی کا ایک چاہت بھرا جملہ ہی وہ کام کر جاتا ہے جو کہ لمبی چوڑی تقریریں نہیں کر پاتیں جیسا کہ مقولہ مشہور ہے۔

''میٹھے بول میں جادو ہے''۔

انسانی اعضاء میں جو اہمیت زبان کی ہے وہ شاید کسی عضو کی نہیں ہے۔ یہ انسان کی زبان ہی ہے جو اس کی ذات کو کہاں سے کہاں لے جاتی ہے۔ میرے پیر و مرشد فرماتے ہیں۔

''زبان ہی انسان کو عرش پر لے جاتی ہے۔
اور زبان ہی انسان کو فرش پر لے آتی ہے''

زبان کی اہمیت کا اندازہ داناؤں کے اس قول سے بھی بخوبی ہوتا ہے۔

''تلوار کا زخم تو بھر سکتا ہے لیکن زبان سے لگا زخم نہیں بھر سکتا''۔

کرۂ ارض پر اسلام کا ظہور نبی پاکؐ کی محبت و شفقت کا ہی نتیجہ ہے۔ آپؐ کے اخلاق حسنہ اور پیاری پیاری باتوں سے متاثر ہو کر ہی تو کفار مکہ جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ اور آگے آپؐ کے اولیاء کرام کا بھی یہی طرز عمل رہا۔ اللہ والے اپنی شفقت و رحمت سے دوسروں کے دلوں پر راج کرتے ہیں۔ جیسا کہ میرے پیر و مرشد فرماتے ہیں۔

''وہ انسان فقیر نہیں بن سکتا جو دوسروں کے دلوں پر راج نہ کر سکے''

حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ کی ذات پاک ہر رنگ اور پہلو سے مکمل دکھائی دیتی ہے۔ آپ کی شخصیت میں جہاں جلالی عنصر نمایاں تھا، وہیں آپ کی محبت و عاجزی بھی انتہا کی بلندیوں کو چھوتی تھی۔ اور ایک سچے اور کامل مومن کی شان بھی یہی ہے کہ وہ ہر پہلو سے مکمل ہوتا ہے۔ علامہ اقبال مومن کی شان کچھ اس طریقے سے بیان کرتے ہیں۔

جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم

دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان

حضور قبلہ عالم کی شخصیت کا ہر کوئی دیوانہ تھا۔ آپ کی ہمیشہ یہی خواہش رہی کہ آپ کے آستانے پر آنے والا کوئی بھی سوالی خالی ہاتھ نہ جا سکے۔ بلکہ کچھ نہ کچھ فیض ضرور پا سکے۔ آپ کی کرم نوازیوں کے دریچے ہر خاص و عام کیلئے یکساں کھلے تھے۔ آپ نہ صرف ہر آنے والے کو اس کی طلب سے بڑھ کر نوازتے بلکہ اپنے حسن و اخلاق اور محبت سے اس کے دل کو موہ لیتے اور چاہت کی ایسی بیڑیاں اس کے پاؤں میں ڈالتے کہ وہ خود بخود آپ کی جانب کھنچا چلا آتا اور آپ کی غلامی میں آنے کو بیقرار ہو جاتا۔

حضور قبلہ عالم کے ایک دیوانے رحمت علی ولد اللہ دتہ صاحب اپنی زندگی کا کچھ ایسا ہی واقعہ بیان کرتے ہیں کہ

ایک دفعہ میرے گھٹنے میں بہت سخت تکلیف ہو گئی اور سوجن بھر گئی۔ جس سے میرا چلنا پھرنا بند ہو گیا۔ شدتِ تکلیف نے مجھے بستر پر نڈھال لیٹنے پر مجبور کر دیا۔ اس پر میرے ایک عزیز صوفی اللہ دتہ نامی صاحب میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ انہوں نے اپنے پیر و مرشد اعلیٰ حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ کے فیوض و برکات کا تذکرہ کیا:

جس سے میں اور میری والدہ صاحبہ نے صوفی اللہ دتہ صاحب سے عرض کی کہ ہمیں اپنے پیرومرشد اعلیٰ حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ کے پاس لے چلو۔ صوفی اللہ دتہ صاحب مجھے کاندھوں پر اُٹھا کر اعلیٰ حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ کے پاس لے گئے۔ میری اس پہلی حاضری میں ہی اللہ تعالیٰ نے شفا فرمائی۔ حضور نے مجھ سے نہایت محبت وشفقت فرمائی۔ آپ کے حسن اخلاق اور محبت وشفقت سے میں اور میری والدہ محترمہ بہت متاثر ہوئے۔ لہٰذا دوبارہ میں اپنی والدہ صاحبہ کے ہمراہ پیدل چل کر حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ کے آستانہ عالیہ صابریہ غازی آباد میں آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ تو اس وقت حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ میری والدہ نے حضور کی چارپائی کے پائے کو پکڑ کر عرض گزارش کی کہ حضور میں بیوہ ہوں اور میرا یہ بچہ یتیم اور اکیلا ہے۔ حضور باوجود کافی رشتہ داروں کے کوئی سہارا نہیں بنتا۔ اور نہ ہی کوئی ہمیں رحمت کیلئے رشتہ دیتا ہے۔ اس پر حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ فرمانے لگے کہ بہن آج سے آپ یہ خیال دل سے نکال دیں کہ ہمارا رحمت اکیلا اور یتیم ہے۔ اس کے بعد حضور کی کرم نوازیوں کی بوچھاڑ ہونے لگی۔ حضور قبلہ عالم نے ایک معزز گھرانے میں شادی کا اہتمام کیا۔ پہلے ہم کرائے کے مکان میں رہتے تھے۔ حضور عالم نے کرائے کے مکان میں ہماری رہائش کو مناسب نہ سمجھتے ہوئے ہمیں مکان تعمیر کروا دیا۔

غرض کیا کہوں کہ بیان کرنے کو الفاظ نہیں ملتے کہ حضور نے کیا کیا نعمتیں تفویض فرمائیں۔ اب ماشاءاللہ میرے ہاں یکے بعد دیگرے تین بچے اور ایک بچی ہے۔ اس پر حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ میری والدہ صاحبہ سے فرمانے لگے کہ

بہن اب ہمارا رحمت علی اکیلا تو نہیں ہے۔ میری والدہ صاحبہ فرمانے لگیں کہ حضور یہ آپ کی کرم نوازی ہے۔ حضور قبلہ عالم نے نعمتِ خلافت سے نواز کر خادم سے مخدوم کر دیا۔ یہ میرے حضور کی خاص عنایت ہے کہ مجھے اپنے دربار اقدس میں بحیثیت گھر کے مالک کے رکھا۔ بلکہ مجھے میرے والد محترم کی یاد تک نہیں آنے دی۔ مجھ یتیم کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھ کر سنت رسول اللہؐ کے تحت فرضِ پدری کا حق ادا کر دیا۔ میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور قبلہ عالم کا سایہ بابرکت دونوں عالموں میں ہم غریبوں کے سروں پر قائم و دائم فرمائے اور آستانہ عالیہ کی خدمت کی سعادت ملتی رہے۔ حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرور ؒ کا فیض تا قیامت جاری و ساری رہے۔ بعد ازاں میں حضور قبلہ عالم کے تمام صاحبزادگان کا شکریہ بجالاتا ہوں کہ انہوں نے مجھ کمترین کو نگاہ شفقت سے دیکھا۔ اللہ تعالیٰ حضور کے آستانہ عالیہ پر تا قیامت اپنی رحمت کے انوار برساتا رہے۔ اور مخلوق خدا فیض یاب ہوتی رہے۔ (آمین۔ ثمہ۔ آمین)

کرامت نمبر ۴

عشق کیا ہے؟

عشق اصل میں اس جذبے کا نام ہے جو کہ ایک روح کا دوسری روح کے ساتھ پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ روح کی تسکین کا نام ہے اس دنیا میں ہر انسان کو کسی نہ کسی چیز سے عشق ضرور ہوتا ہے۔ کسی کو کھانے پینے سے عشق ہے، کسی کو مال و زر سے تو کسی کو دوست احباب سے اور بیشتر کو دنیا کی جاہ و جلال سے مگر یہ سب عشق مجازی ہے۔ اور فانی ہے کیونکہ کائنات کی ہر چیز سوائے رب کی ذات کے فانی ہے۔ اور فانی چیزوں سے عشق بھی فانی ہوگا۔ یعنی مٹنے والا۔ قرآن پاک میں بار ہا جگہوں پر ارشاد ہوا ہے۔

ترجمہ: ''اور دنیا فنا ہونے والی ہے''۔

بلکہ ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے دنیا کو مردار سے تشبیہ دی ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔

ترجمہ: ''دنیا ایک مردار ہے جو اس کی طلب کرتا ہے وہ کتا ہے''۔

تو پھر کیوں نہ ہم اس فانی دنیا کی بجائے اس خالق حقیقی سے عشق کریں جس نے ہمیں پیدا کیا اور جس کی جانب ہمیں رخت سفر باندھنا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون ہ

ترجمہ: ''بیشک ہم اللہ کے لیے ہیں اور ہمیں اسی کی طرف لوٹنا ہے''۔

اس معبود حقیقی کی تلاش اور چاہت ہی اصل عشق ہے اور یہ عشق حقیقی ہے۔

اب مسئلہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس خالق حقیقی تک رسائی کیسے ممکن ہے؟ تو بات

سیدھی سی ہے اگر ہم غور کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ اللہ تعالی نے نبی پاکؐ کی ذات اقدس میں اپنی ذات کے خزانے اور نور کو چھپا کر انہیں اس جہان میں اپنا نمائندہ بنا کر بھیج دیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا عشق تھا اپنے محبوب حضرت محمدؐ سے کہ اس نے اپنی ذات کو اپنے محبوب کی ذات میں سمو دیا اور خود فرشتوں سمیت اس پر درود و سلام پڑھنے میں مشغول ہو گیا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی اکرمؐ پر درود و سلام بھیجتے ہیں''۔

بقول شاعر

محمدؐ نہ ہوتے خدائی نہ ہوتی
خدا نے یہ دنیا بنائی نہ ہوتی

تو گویا ہمیں اللہ کی صحیح راہ نبی پاکؐ کی ذاتِ اقدس ہی سے معلوم ہو سکتی ہے۔ اور نبی پاک تک رسائی کا رستہ ہمیں آپؐ کے قائم کردہ خلفاء یعنی اولیاء کرام سے مل سکتا ہے۔ کتنی خوبصورت اور دلکش کڑی بن جاتی ہے۔ کہ اولیاء کرام سے عشق اصل میں نبی پاکؐ سے عشق ہے اور عشقِ محمدیؐ درحقیقت عشق خدا ہے۔ اس سے نتیجہ یہ اخذ ہوا کہ ایک کامل مرشد کی پیروی ہی آپ کو معبود حقیقی سے ملا سکتی ہے۔ ان عشق کی راہوں میں بڑی کشش ہے۔ مگر سمجھنے والوں اور عاشقوں کے لئے۔

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدائے کور کو کیا نظر آئے وہ کیا دیکھے

مگر یہ راہ پرکشش ہونے کے ساتھ ساتھ کٹھن بھی ہے۔ کیونکہ جو شخص ایک دفعہ عشقِ حقیقی کی راہوں پر چل نکلتا ہے اور کامل مرشد کا ہاتھ پکڑ لیتا ہے تو قربانیوں اور

آزمائشوں کا ایک وسیع سلسلہ اس کی زندگی کے ساتھ منسلک ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ہر طرح سے آزماتا ہے۔

ایک واقعہ:

ایک دفعہ نبی پاک کی خدمت اقدس میں ایک صحابی حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ یارسول اللہؐ مجھے آپؐ سے بہت زیادہ محبت ہے نبی پاکؐ نے فرمایا، ''کتنی زیادہ محبت ہے؟'' تو وہ صحابی کہنے لگے کہ سب سے زیادہ محبت ہے'' تو اس پر نبی پاکؐ نے فرمایا کہ ''پھر تم مصیبتوں کیلئے تیار ہو جاؤ''۔

یعنی عشق کی راہ میں ہزاروں قربانیاں دینا پڑتی ہیں۔ ہزار ہار کاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، کبھی دنیا بھی آڑے آجاتی ہے۔ مگر سچا عاشق اپنی جگہ اٹل رہتا ہے، چاہے اسے سولی پر چڑھنا پڑے، کھال اتروانی پڑے، سر کٹوانا پڑے مگر وہ اپنے عشق کو کامیاب بنانے کی خاطر ہر اذیت کو گلے لگانے کیلئے تیار ہوتا ہے۔ اتنی ہمت اور حوصلات اس کے عشق کا جنون ہی عطا کرتا ہے۔ وہ اپنے معشوق (مرشدِ برحق) کی ذات میں اپنے رب کو دیکھ رہا ہوتا ہے اور جس کا رب اس کے سامنے آجائے تو اسے اور کیا چاہیے۔ وہ اپنی ذات کو مرشد کی ذات میں فنا کر دیتا ہے۔ جب ذات ہی نہ رہی تو پھر تکلیف کیسی؟ درد کیسا؟ اس کی زبان پر ہر دم یہی بات ہوتی ہے۔

رانجھا میں وچ میں رانجھے وچ نہ خیال نہ کوئی
میں نہیں اوہ آپ ہے اپنی آپ کرے دل جوئی

(حضرت بابا بلھے شاہ)

لیکن آخر میں جیت ہمیشہ عشق ہی کی ہوتی ہے۔ کیونکہ جہاں سچی لگن اور مضبوط

رادہ ہو۔ وہاں خدا تعالیٰ کی مدد لازما پہنچتی ہے۔ ایک سچے عاشق کا جنون عشق اور اٹل ارادہ ہی اس کے عشق کی کامیابی کا ضامن ہے۔ آخر میں وہی دنیا والے جو اسے طرح طرح کی اذیتوں اور پریشانیوں کا نشانہ بناتے تھے۔ اس کی تعریفوں کے قصیدے پڑھنے لگتے ہیں اور اس کے سچے عشق کا اقرار کرتے ہیں اور یوں اس کا عشق امر ہو جاتا ہے۔

حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ کے ایک عاشق سید اعظم شاہ صاحب کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی معاملہ پیش آیا۔ جسے آپ یوں بیان کرتے ہیں۔

مجھے حضور قبلہ عالم سے شرف ملاقات ۱۹۶۸ء میں حاصل ہوئی۔ میری ذریعہ ملاقات میرے چھوٹے بھائی سید نذیر حسین شاہ صاحب (جو اب میرے مرید ہیں) بنے، ان کے صوفی اللہ دتہ صاحب سے گہرے تعلقات تھے۔ جو کہ حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ کے خلیفہ بھی ہیں۔ میرے چھوٹے بھائی نذیر حسین شاہ صاحب اور صوفی اللہ دتہ صاحب میں نفاق پیدا ہو گیا۔ لہٰذا میں نے اس نفاق کو دور کرنے کیلئے مداخلت کی اسی صورت میں صوفی اللہ دتہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو وہاں حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب کے متعلق گفت و شنید ہوئی۔ جناب صوفی اللہ دتہ صاحب نے آپ کی ذاتِ بابرکات کے متعلق غائبانہ تعارف کروایا اور آپ کی سیرتِ طیبہ کے متعلق روشناس کرایا۔ کہ آپ اسوۂ حسنہ رسول اکرمؐ کے اس مادی ترقی کے دور میں کما حقہ حامل ہیں۔ اس پر میرے دل میں آپ کی زیارت کا شوق پیدا ہوا۔ میں صوفی اللہ دتہ صاحب کے ساتھ حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب کے آستانہ عالیہ میں حاضرِ خدمت ہوا۔ اور حضور کی زیارت سے مشرف بہ ہوا۔ جب حضور کی زیارت نصیب ہوئی تو آپ کی ذات بابرکات میرے خیالات سے بھی ارفع و اعلیٰ تھی۔

پہلی ہی ملاقات میں آپ کا گرویدہ ہو گیا۔ مجھے آپ کے دست حق پرست پر شرف بیعت ہونے کا شوق دامن گیر ہوا۔ اس دن کے بعد میں آپ کی محفل میں حاضر ہونا فخر سمجھتا تھا۔ دن بدن میرا شوق بڑھتا گیا۔ میں نے صوفی اللہ دتہ صاحب سے گزارش کی کہ آپ مجھے حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ کے دستِ مبارک پر بیعت کروادیں۔ میں عرصہ چھ ماہ تک حضور سے بیعت ہونے کیلئے گذارش کرتا رہا۔ لیکن آپ نے مجھے سید سادات خاندان ہونے پر معذوری ظاہر کی کہ یہ ادب کے خلاف ہے کہ میں آپ سے بیعت لوں اور آپ کو مرید کروں۔ میں نے آپ (حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ) کو حضرت سید پیر بلھے شاہ صاحبؒ کی مثال دی۔ کہ وہ بھی حضرت شاہ عنایت اُمتی کے مرید ہوئے تھے۔ اور تبھی ان کو یہ مقام حاصل ہوا تھا۔ تو اس پر حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب نے مجھے عرصہ چھ ماہ بعد اپنی خدمت اقدس میں قبول فرمایا۔ جونہی میں آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوا تو میرے تمام عزیز واقارب اور اہل خاندان مجھے نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔ حتیٰ کہ میرا تمام کے گھر آنا جانا بند ہو گیا۔

میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یا اللہ

ایمان سلامت ہر کوئی منگے عشق سلامت کوئی ہو
منگن ایمان شرماون عشقوں دل نوں غیرت ہوئی ہو
جس منزل نوں عشق پہنچاوے ایمانوں خبر نہ کوئی ہو
میرا عشق سلامت رکھیں میاں حضرت باہوؒ ایمانوں دیاں دھائی ہو

میرا عشق سلامت رکھنا اور ثابت قدم رکھنا تاکہ میں اپنے پیر و مرشد کی غلامی میں کوتاہی مژگان نہ بن سکوں۔ میرے پیر و مرشد نے اپنا ہونا دکھایا۔ جس سے میرے تمام

عزیز و اقارب اور اہل خاندان کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے پائے اقدس پر لا کھڑا کیا۔ اور سب آپ کے دست حق پرست پر شرفِ بیعت ہوئے۔ یہ میری سرکار حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب کی نگاہوں کا تصرف تھا کہ جو لوگ زلیخا کو طعنہ دیتے تھے کہ یہ یوسف کی عاشق ہوگئی ہے۔ پھر زلیخا کی دعوت پر زلیخا کے یوسف کے حسن کو دیکھ کر یوسف کے دامِ محبت میں پھنس کر عشق یوسف میں اس قدر محو ہو گئے کہ انہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے۔ یوسف نے اپنے حسن کا لوہا منوایا۔ اور زلیخا کے عشق کو سچا کر دکھایا۔ اس کی مثال حضرت سید پیر بلھے شاہ صاحبؒ اور حضرت سید پیر جماعت علی شاہ صاحبؒ علی پور سیداں شریف والے ہیں۔

حضور قبلہ عالم کی یہ کرامت پاک حقیقت کے بہت سے پہلوؤں کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ جن میں سے ایک تو یہ کہ سچا عشق ہمیشہ بے لوث ہوتا ہے یہ ذات پات، رنگ و نسل کی بندشوں سے بالاتر ہوتا ہے۔ اس میں کوئی غرض و غایت نہیں ہوتی۔ دوسرا بات یہ کہ سچے عشق (عشقِ حقیقی) کی ہمیشہ جیت ہوتی ہے اسے کوئی مات نہیں کرسکتا تیسری اور سب سے اہم بات یہ کہ مرشدِ کامل کی نظر کرم اور ان کا ساتھ ہی ہر پریشانی اور مصیبت میں مضبوط سہارا ہوتا ہے۔

کرامت نمبر ۵

اے بے کسوں کے والی دے دے ہمیں سہارا

مشکل میں ہم نے تیری رحمت کو ہے پکارا

دکھوں تکلیفوں کے مارے لوگ جنہیں ان غموں کی کڑکتی دھوپ میں کہیں بھی اپنے دکھ کا مداوا نظر نہیں آتا۔ ان کے لیے رحمت کی ٹھنڈی چھاؤں مرشد کامل کی ذات ہوتی ہے۔ مرشد برحق کی ذات تو بنجر صحرا میں پیاسے مسافر کے لیے پانی کی ایک بوند کا کام کرتی ہے۔ یہ اللہ والے خدا تعالیٰ کے اس وسیع و عریض نظام کی کمان اپنے ہاتھوں میں لئے ہوتے ہیں جس کے آگے یہ دنیاوی نظام محض ایک رائی کے ذرے کی حیثیت رکھتا ہے۔ سچ کہتے ہیں۔

''جہاں مادی آلات ختم ہوتے ہیں وہاں سے قدرت شروع ہوتی ہے''

یعنی قدرت کے نظام کی ابتداء انسانی فکر و عمل کی پرواز کی انتہا ہے۔ قدرت نے اپنا سارے کا سارا نظام اپنے اولیاء کرام کے ہاتھوں دے رکھا ہے۔ یہ اپنی ذات میں قدرت کے بیش بہا خزانے چھپائے بیٹھے ہوتے ہیں۔ بقول علامہ اقبال۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو

ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

ان کی نگاہ میں کوئی بات بھی ناممکن نہیں ہوتی۔ بقول میرے پیر و مرشد ''موت کے علاوہ ہر بیماری کا علاج ہے''۔

حالانکہ یہ بات ہم عام انسانوں کی سمجھ سے بالاتر حق ہے مگر اللہ والے کسی بھی

مشکل کو مشکل گردانتے ہی نہیں۔ بلکہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ آزمائش سمجھ کر نہ صرف اس کا پورے حوصلے اور ہمت سے مقابلہ کرتے ہیں۔ بلکہ اس کے حل کی بھی کوشش کرتے ہیں۔

ہر مشکل دی کنجی یارو ہتھ ولیاں دے آئی
ولی نگاہ کرن جس ویلے مرض رہے نہ کائی

چاہے کتنا ہی بڑے سے بڑا مسئلہ کیوں نہ ہو، یہ نہ صرف خود صبر سے کام لیتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی صبر و ہمت کی تلقین کرتے ہیں۔ انہیں اللہ کی ذات پر کامل بھروسہ ہوتا ہے۔ اس کی مدد پر یقین ہوتا ہے۔ تبھی تو ہر مشکل گھڑی میں خدا ان کی مدد کرتا ہے۔ یہ اللہ والے صرف اپنے رب کی رضا کی خاطر اپنے سکون و آرام کی پرواہ کئے بغیر دوسروں کی پریشانیوں کو دور کرنے اور انہیں راحت و تسکین پہنچانے کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ بعض اوقات تو یہ اپنی جان پر کھیل کر کسی کی جان کو بچاتے ہیں۔ کیونکہ یہ انسانوں کی قدر کرنا جانتے ہیں۔ تو جو اللہ کے بندوں سے اتنا پیار کرے کہ ان کی خاطر اپنی جان کو داؤ پر لگا دے تو پھر خدا اسے کیسے نہ عزیز رکھے۔

ہمارے حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرور بھی راہ حق کے ان جانثار سپاہیوں میں سے تھے جو کہ اپنے سر پر کفن باندھے اللہ کی خوشنودی کی خاطر، انسانیت کی خدمت اور حق کی فلاح کے عظیم مشن پر رواں دواں تھے اور آپ ایک سچے، خداترس اور دردمند دل رکھنے والے انسان تھے۔ آپ اپنی تکالیف اور پریشانیوں کو نظر انداز کر کے باوجود دل کے مریض ہونے کے کسی بھی پریشان حال شخص جو آپ کو یاد کرتا اس کی پریشانی کو دور کرنے کے لئے بعض اوقات طویل مسافت طے کر کے جاتے اور اس کے مسئلے کو حل

کر

کر دیتے۔ آپ حضور کے پیشِ نظر اپنی جان سے زیادہ مریدوں کی خوشی اہمیت کی حامل تھی۔ لہٰذا آپ جہاں کہیں بھی تشریف لے گئے۔ آپ نے اپنے پیر و مرشد کے صدقے وہاں خوشیاں بانٹنے کے علاوہ دینِ اسلام کے فیض کو عام کیا۔ یہ سلسلہ چلتے چلتے بہت وسیع پیمانے تک پھیلا۔ آپ کی رحمتوں اور کرم نوازیوں سے محظوظ ہونے والی پروین صاحبہ بھی اپنی زندگی کا ایک ایسا واقعہ تحریر کرتی ہیں جس نے ان کی زندگی کو بدل کر رکھ دیا۔

میری شادی صدر لاہور کینٹ میں ہوئی اور میں ایک دفعہ اپنے والدین کو ملنے کراچی گئی۔ تو میرے ساتھ ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس کو میں بیان کر رہی ہوں۔ یہ واقعہ کیا تھا ایک یاد ہی رہ جاتی ہے۔ ہوا یوں کہ میں جب کراچی گئی تو وہاں جا کر بہت سخت بیمار ہو گئی۔ یہاں تک میرے بچنے کی کوئی حالت نہیں تھی۔ میرا بہت علاج وغیرہ کروایا۔ ڈاکٹروں کو دکھایا۔ دم تعویز بھی کرایا۔ مگر مجھے کوئی آفاقہ نہیں ہوا۔ یہاں تک بیماری زیادہ سے زیادہ بڑھتی گئی۔ اور میری حالت دن بدن خراب ہوتی چلی گئی۔ جب حالت بہت خراب ہوگئی۔ تو میرے شوہر نے اپنے پیر و مرشد ہمارے حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف نخی سرورؒ کو ٹیلی فون کیا۔ اور ان سے عرض کی کہ حضور میری بیوی کی حالت بہت خراب ہے۔ آپ آ جائیں۔ مگر حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف نخی سرورؒ نے فرمایا کہ آپ میری بیٹی کو میرے پاس لے آئیں۔ خدا کے فضل و کرم سے اور اس کے پیارے حبیب کے صدقے میں میری بیٹی بالکل ٹھیک ہو جائے گی۔ آپ اسے جلد از جلد میرے پاس لے آئیں پھر میرے شوہر مجھے بذریعہ جہاز لے کر لاہور پہنچے کیونکہ میری حالت اتنی خراب تھی کہ میں گاڑی میں سفر نہیں کر سکتی تھی۔ لاہور پہنچ کر ہم نے ٹیکسی لی اور گھر پہنچ گئے۔ جب ہم نے حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف نخی سرورؒ کو اطلاع دی تو آپ فوراً ہی ہمارے

گھر تشریف لے آئے۔ اور آپ نے مجھے آ کر دم وغیرہ کیا۔ اور تسلی دی کہ بیٹی تم فکر نہ کرو۔ بس تین دن کی بات ہے۔ تم بالکل صحت یاب ہو جاؤ گی۔ اور واقعی خداتعالیٰ کا لاکھ شکر ہے کہ تین دن میں میری طبیعت بالکل ٹھیک ہو گئی۔ اور میں نے ایسا محسوس کیا کہ جیسے میں بیمار رہی نہیں ہوئی تھی۔ اور پھر حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ نے مجھے بالکل صحت یاب کر دیا۔

یہ واقعہ میرے ساتھ پیش آیا۔ جسے میں نے تحریر کر دیا ہم اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور ان کے لئے ہر وقت دعا گو ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ انہیں تندرستی اور صحت دے۔ (آمین)

کرامت نمبر ۶

خدا نے اپنی ذات بے نیاز کے اظہار کی خاطر اس وسیع و عریض کائنات کو بنایا۔ اس کی رحمت و تجلیات کائنات کے چپے چپے سے عیاں ہیں ایک لحاظ سے خدائے بزرگ و برتر نے اپنی ہستی کو ہر اک ذرے کے اندر سمو دیا ہے۔ اب آم کے درخت کی ہی مثال لے لیں کہ ایک چھوٹی سی گٹھلی جو کہ مٹی میں ملکر ایک تناور اور طاقتور درخت کو جنم دیتی ہے۔ غور کرنے پر معلوم ہوگا کہ اس درخت کو جو آم لگتے ہیں ان میں ہر ایک میں وہی گٹھلی موجود ہوتی ہے۔ یہی حال اللہ تعالیٰ کی ذات کا ہے۔ ہر چیز اللہ ہی کا مظہر ہے۔ مگر وہ سامنے ہوتے ہوئے بھی سامنے نہیں ہے۔ کیونکہ یہ کوئی عام بات نہیں ہے۔ اس جبار و قہار کی ذات پاک ہے۔ جس کا عام ظاہری آنکھ سے مشاہدہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس کو دیکھنے کے لیے انسان کے اندر کی آنکھ کھلی ہو تو پھر ہی بات بن سکتی ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

''اور آسمان و زمین میں دیکھنے والوں کے لیے عظیم نشانیاں ہیں''۔

اس آیت پاک میں لفظ ''دیکھنے والوں'' بہت اہمیت کا حامل ہے۔ یہ دیکھنے والی آنکھ صرف اولیاء کرام اور بزرگان دین کے توصل سے ہی مل سکتی ہے۔ کیونکہ ان اللہ والوں کا تو کام ہی یہی ہوتا ہے۔ کہ انسان کے زنگ آلودہ قلب کو اپنے رحمت و کرم کی ریگ مار سے رگڑ کر صاف شفاف کر دیں۔ اور دل کے آئینے میں خالقِ دو جہاں کی تصویر کو مکمل طور پر فٹ کر دیں۔ یہ اللہ والے انسان کے دل کے تاروں کو براہ راست خدا سے مِلا دیتے ہیں۔ شاعر نے کتنے خوبصورت پیرائے میں یہ بات کہی ہے۔

اللہ اللہ کیے جانے سے اللہ نہ ملے

یہ تو اللہ والے ہیں جو اللہ سے ملا دیتے ہیں

مگر بات صرف عاشق اور خدا کے بیچ متلاشی پر ہی ختم ہوتی ہے جو طلب رکھتا ہے۔ وہی اس کو پا سکتا ہے۔ جنہوں نے اپنے رب کی تلاش میں خود کو مٹا ڈالا۔ وہ آج داتا غریب نواز، بابا فرید، اور صابر پیا بنے اور اب دنیا کو بھی اسی بات کا درس دے رہے ہیں اور یہ اللہ والے لمحہ بہ لمحہ اسی کوشش میں مصروف کار ہوتے ہیں کہ بھٹکے ہوئے انسانوں کو صراط مستقیم پر چلا سکیں۔ مگر کوئی آنا تو چاہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

''اگر میرا بندہ میری طرف ایک قدم چلتا ہے تو میں اس کی طرف دس قدم چل کر جاتا ہوں''۔

تو گویا انسان اللہ کو پانے کی لگن تو رکھے۔ خدا خود اس کے قریب آ جاتا ہے۔ مگر رستہ صرف مرشد کامل کی ذات سے ہی مل سکتا ہے۔ مرشد کامل کا ملنا بھی بڑی قسمت کی بات ہے۔ اگر مل جائیں تو وارے نیارے ہو جاتے ہیں۔ انسان کی تقدیر بدل جاتی ہے۔ اسے زندگی کا مقصد مل جاتا ہے۔ مرشد کی نگاہ ہمیشہ اپنے مریدوں پر رہتی ہے تاکہ ہر لمحہ اسے غلطی سے بچا کر اس کی اصلاح کی جا سکے۔

؎ پیر مریداں دے سرتے رہندے
پاویں جھوٹے ہوون یا سچے

ہر آنے والے کو اس کی خواہش اور سوچ کے مطابق ڈیل کرنا، ہر دینی و دنیاوی کام میں اس کے فائدے کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کے لئے خدا کی بارگاہ سے رحمت کی چند گھڑیوں کو مانگ لینا اور اسے خدا کے فیض سے نوازنا ان اہل کرام کی ڈیوٹی کا حصہ ہیں۔ مگر جو جیسی خواہش لیکر آتا ہے۔ ویسی ہی پاتا ہے۔ اگر کوئی آستانے لنگر کھانے آتا ہے تو لنگر کھاتا ہے۔ مرشد کی دید کا خواہشمند دیدار کرتا ہے۔ اور اگر کوئی فیض لینے آتا ہے تو فیض

کی اظہار ہوتا ہے۔ ان کی نعمتوں کا سلسلہ بہت وسیع ہوتا ہے۔ اللہ والے نبی پاک کے صدقے ان سے نایاب ہوتے ہیں یہ نہ جانتے ہیں مگر لینے والے پر منحصر ہے کہ وہ کیا لے"

بقول شاعر

تقدیر بنانے والے نے کوئی کمی نہ کی

کس کو کیا ملا یہ مقدر کی بات ہے

حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ کی سخاوت و فیاضی کا یہ عالم تھا۔ قدم قدم پر رحمتوں کے خزانے لٹانے والے، قطرہ مانگنے پر دریا دینے والے مرد کامل تھے۔ آپ کی نوازشیں مانگنے والے کی طلب سے بہت بڑھ کر ہوتی تھیں۔ آپ کے ایک عاشق مرید محمد یٰسین صاحب آپ حضور کی سخاوت و فیاضی کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ

میں عرصہ دراز سے اس بات کا متلاشی تھا کہ اسوۂ حسنہ رسول اللہ کا مصداق پیر و مرشد ملے جس کے دست حق پرست پر بیعت ہونے کا شرف حاصل ہو۔ تو گویا حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ [illegible] تشریف فرما ہوئے۔ تو اس وقت ہم لوگ محنت مزدوری کے لیے دوسرے گاؤں گئے ہوئے تھے۔ لہذا ملاقات نہ ہو سکی۔ کسی آدمی نے حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ کا غائبانہ تعارف کرایا۔ اس آدمی نے بتایا کہ حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ تمہاری خواہش کی جاوداں تصویر ہیں۔ لہذا مجھے حضور سے ملاقات کا شوق ہوا۔ میرے ایک دوست شوکت صاحب تھے وہ حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ کے مرید باخلاص تھے۔ ایک دفعہ حضور ان کی دعوت پر ان کے گھر تشریف فرما ہوئے۔ لہذا میں نے ان سے حضور سے ملاقات کروانے کی گذارش کی۔ جب میں نے حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ کو

دیکھا تو میری خواہش کی تصویر میرے سامنے تھی۔ لہٰذا مجھے آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہونے کا شوق گزرا۔ تو میں نے حضور سے التماس کی۔ تو حضور نے مجھے شرف بیعت سے نواز کر نوازش فرمائی۔ یہ واقعہ تحریر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ حضور اسوۂ حسنہ کے مالک ہیں اور کوئی شک نہیں کہ حضور قبلہ عالم اللہ تعالیٰ کے ولی کامل ہیں۔

حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ کی کرامت اور کشف:۔

ایک دفعہ میں حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ کے آستانہ عالیہ پر حاضر خدمت ہوا تو وہاں کچھ دوست موجود تھے۔ جنہوں نے ٹوپیاں پہنی ہوئی تھیں۔ میرے دل میں شوق گذرا کہ میں بھی ٹوپی پہنوں، یہ خیال ابھی میرے دل میں ہی تھا کہ حضور قبلہ عالم نے مجھے ایک ٹوپی عنایت کر کے ساتھ ہی یہ فرمایا کہ ''آج سے آپ ہمارے خلیفہ بھی ہیں''۔

میں نے حضور سے عرض کی کہ حضور میں تو اتنا بوجھ اٹھانے کے قابل نہیں۔ لیکن حضور فرمانے لگے کہ ''نہیں مہر دین، آج سے آپ ہمارے خلیفہ ہیں۔ یہ حضور کی گراں بہا مہربانی تھی۔ جس کو میں بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ لہٰذا اس دن کے بعد ہر رات کو حضور قبلہ عالم سے شرفِ ملاقات ہونے لگا۔ بس پھر کیا تھا حضور کی نوازشات پر نوازشات ہونے لگیں۔ حضور کی کرم نوازی سے میری تمام مشکلات حل ہوگئیں۔ اور تنگی رزق بھی ختم ہوگئی۔ اور خدا تعالیٰ کی رحمت نازل ہونے لگی۔ لہٰذا یہ بزرگانِ دین کی کرم نوازی ہے۔ بغیر مرشد کے کوئی مسئلہ حل نہیں ہوتا۔

دعا ہے کہ حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ کے آستانہ عالیہ پر ہمیشہ رحمتیں نازل ہوتی رہیں اور حضور کا فیض تا قیامت جاری و ساری رہے اور آپ کا سایہ رحمت ہم غریبوں کے سروں پر ہمیشہ قائم دائم رہے۔

(آمین۔ ثمہ۔ آمین)

کرامت نمبر ۷

فقیر کی ہستی کیا ہے؟

یہ ایک بڑا پیچیدہ اور مشکل سوال ہے۔ جس کی تشریح یا جس کا جواب ہمیں عام کتابوں کے مطالعہ سے، سکولوں، کالجوں میں اساتذہ کے لیکچرز لینے یا علمائے کرام کے وعظ وتقاریر سے نہیں مل سکتا۔ اس مسئلے کی اصل حقیقت تو ایک فقیر یا ولی کامل کی صحبت میں رہنے پر ہی معلوم ہو سکتی ہے۔ حضور غوث اعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فقیر کی ذات کی کیا خوبصورت تشریح کی ہے۔ آپ نے فقیر کے چار حروف (ف، ق، ی، ر) کی تعریف کو یوں سمجھایا ہے۔

''فقیر کی فؔ سے فنا ہو جانا اپنا ذات میں اور فارغ ہونا جانا اپنی تعریف وصفات سے۔

قؔ، قوتِ قلب کیلئے ہے۔ جو اس کو اپنے حبیب سے حاصل ہے اور قائم رہنا اس کا اپنے حبیب کی مرضی کے تحت۔

یؔ، (یرجو) کے معنی کو ظاہر کرتی ہے یعنی اپنے رب سے پُر امید بھی ہیں۔ اور (یخافہ) خائف بھی اور تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے ہی حق پر قائم ہیں۔

رؔ، رقتِ قلب اور صفائی قلب کی ہے اور رجوع کرنے کیلئے تمام خواہشات اللہ تعالیٰ کی جانب سے دلالت کرتی ہیں۔

فقیر کے لیے یہی مناسب ہے کہ اس کی فکر میں جولانی ہو۔ اس کے اندر فکر میں جوہر ہو۔ بہتر کیفیت اشتیاق ہو۔ رجوع کی صلاحیت ہو، وسیع القلب ہو اور حق کو صرف حق ہی کے لیے طلب کرے صداقت کے سوا اور کوئی راستہ اختیار نہ کرے اس کی جنسی تبسم سے تجاوز نہ کرے اس کا سوال کرنا صرف حصول علم کے لیے ہو۔ غافلوں کو یاد دہانی کرانے والا

ہو۔ جاہلوں کے لیے معلم ہو۔ اور اگر اس کو اذیت بھی پہنچائی جائے تب بھی وہ کسی کو اذیت نہ دے۔ لغو چیزوں پر غور وفکر نہ کرے۔ کسی کو تکلیف پہنچانے والا نہ ہو۔ حرام اشیاء سے احتراز کرتا ہو۔ شبہات میں توقف اختیار کرے۔ غریبوں کا مددگار ہو۔ یتیموں کا ولی بن جائے۔ چہرے پر بشاشت ہو لیکن قلب غمگین رہے۔ اپنے فقر پر خوشی کے ساتھ اپنی فکر میں مشغول رہے۔ نہ کسی کا راز فاش کرے نہ کسی کی پردہ داری کرے۔ اس کا ہر فعل مہربانی کے ساتھ ہو۔ اور اس کا فیض جاری اور ترقی پذیر ہو۔ عمدہ مشاہدہ رکھتا ہو۔ فائدہ پہنچانے میں سخاوت سے کام لے اعلیٰ مذاق اور بہترین اخلاق کا حامل ہو۔ ایسا نرم دل ہو جیسے پگھلا ہوا سیال جوہر۔ اکثر خاموش رہتا ہو۔ جب کوئی اس کے ساتھ جہل سے پیش آئے تو وہ بردباری اختیار کرے۔ اگر کوئی برا بھلا کہے تو صبر سے کام لے۔ نہ اس میں مکمل جمود ہو نہ حق کی آگ بجھی ہوئی ہو۔ چغل خور نہ ہو، حاسد نہ ہو۔ عجلت پسند نہ ہو۔ بزرگوں کی تعظیم کرے۔ چھوٹوں کے ساتھ شفقت سے پیش آئے۔ بہت زیادہ متحمل مزاج ہو۔ اس کا ہر فعل ادب آموز ہو۔ اس کا کلام پر مغز ہو۔ نہ تو کسی کی غیبت کرے نہ کسی کی مصیبت پر خوش ہو۔ صاحب وقار ہو۔ صابر و شاکر ہو۔ کم گو ہو۔ صوم وصلوٰۃ میں اکثر مشغول رہتا ہو۔ صادق القول ہو۔ ہر حال میں ثابت قدم رہے۔ مہمانوں کی تواضع کرتا ہو۔ جو کچھ بھی اپنے پاس ہو دوسروں پر خرچ کرتا رہے۔ پڑوسی اس کی برائی سے محفوظ رہیں۔ نہ گالی دے نہ غیبت کرے۔ نہ غافل ہو نہ رنجیدہ، زبان خزانہ ہو لیکن قلب غم زدہ۔ موزوں گفتگو کرے۔ ماکان وما یکون کے بارے میں جولانی فکر رکھتا ہو"۔ فقیر یا ایک درویش بظاہر تو عام انسان کی طرح نظر آتا ہے۔ مگر حقیقت میں وہ ہستی فقیر کی نہیں بلکہ خود خدا کی ہستی ہوتی ہے۔ خدا بمعہ اپنے نور وفضل کے اس گوشت پوش کے جسم میں موجود ہوتا ہے۔ میرے پیر ومرشد

حضرت خواجہ پیر اصغر علی چشتی صابری سروری صاحب نے ایک ولی کی تعریف کیا خوبصورت انداز میں کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ

"اگر ہم لفظ "ولی اللہ" بولتے ہیں۔ اور اس میں ہم لفظ "اللہ" کو پیچھے اور "ولی" کو بعد میں لے آئیں تو "اللہ ولی" بن جاتا ہے۔ ان حروف کو تبدیل کرنے سے اس معنی پر تو کوئی اثر نہیں پڑتا۔ یعنی کہ ولی، اللہ ہے اور اللہ، ولی ہے۔ اس میں کوئی فرق نہیں رہ گیا"۔

سبحان اللہ۔ اس سے بڑھ کر ایک ولی کی تعریف اور کیا ہو سکتی ہے۔ یعنی کہ خدا اور ولی ان دونوں میں دوئی کا نام و نشان نہیں ہے تو گویا فقیر کا ہر فعل ہر کام خدا کی رضا سے باہر نہیں ہوتا۔ اس کی ذات میں خود خدا بولتا ہے۔ حدیث قدسی ہے۔

لسان الفقر سیف الرحمان O

ترجمہ: "فقیر کی زبان اللہ کی تلوار ہے"

تلوار کا یہ کام ہے کہ جس چیز پر چل جائے اُسے کاٹ کر ہی رکھتی ہے۔ اسی طرح فقیر کی زبان سے جو بات نکل جائے۔ وہ پوری ہو کر رہتی ہے۔ اس کی زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ حق ہوتا ہے۔ اس پر خدا تعالیٰ کی مہر لگی ہوتی ہے۔ اور وہ پورا ہو کر رہتا ہے۔ چاہے دنیا ادھر کی ادھر ہو جائے۔ مگر جو الفاظ ایک فقیر کی زبان سے نکل آئیں۔ ان میں قرآن پاک کی طرح تحریف نہیں ہو سکتی۔ بقول میرے پیر و مرشد کے "پیر دا کیہا حرف قرآن" تو جو فقیر کی بات کی قدر کرتا ہے اس کو تہہ دل سے پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہی کامیاب رہتا ہے۔ اور جو ان کے کہے یا بات کو نظر انداز کرتا ہے۔ اس کا انجام عبرتناک ہوتا ہے۔ کیونکہ بظاہر پیشوا کی ذات بات کرتی ہے مگر اصل میں وہ خدا کی آواز ہوتی ہے۔ خدا کا

انکاری تو پھر عظیم خسارے میں رہتا ہے۔

میں اسی بات کے زمرے میں ایک واقعہ بلکہ یوں کہیے کہ حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب کی ایک کرامت جسے میں نے اپنے پیر مرشد حضرت خواجہ پیر اصغر علی چشتی صابری سروری صاحب سے روایت کیا ہے۔ تحریر کرتی ہوں۔

آپ حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب کے جو سب سے پہلے مرید تھے۔ جن کا نام حاجی عبدالمجید تھا۔ وہ آپ حضور کے استاد محترم بھی تھے۔ ان سے آپ حضور نے میٹرک تک تعلیم حاصل کی۔ انہیں سگریٹ پینے کا بہت شوق تھا۔ طالب علمی کے زمانہ میں حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب اکثر اوقات اپنے استاد محترم کیلئے سگریٹ لیکر جایا کرتے تھے۔ کیونکہ آپ حضور اپنے استاد محترم کی ہر بات کی بہت قدر کرتے تھے، اور ان کی خوشی کا خیال رکھتے تھے۔ حاجی عبدالمجید صاحب کو اس بات کا علم تھا کہ حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب پر حضرت صابر پیاؒ کی حاضری ہوتی ہے اور انہیں اس بات کا بڑا شوق تھا۔ کہ وہ آپ حضور کے پاس بیٹھ کر حضرت صابر پیاؒ سے گفتگو کریں۔ آہستہ آہستہ حاجی عبدالمجید صاحب کا حضور قبلہ عالم سے دوستی کا سلسلہ بڑھنا شروع ہو گیا۔ ایک وقت تو ایسا آیا کہ آپ سارا سارا دن ساری ساری رات حضور قبلہ عالم سے محو گفتگو رہتے اور شاید ہی کوئی دن ایسا گزرتا جب آپ کی ملاقات نہ ہوتی۔ الغرض کہ حاجی عبدالمجید صاحب حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب کے بہت اچھے دوست بن گئے۔ جب حضور قبلہ عالم پر کرم نوازی ہوئی تو حاجی عبدالمجید صاحب ہی آپ کے پہلے مرید بنے۔ (یعنی کہ استاد شاگرد کا مرید ہو رہا ہے)۔

ایک دن صوفی صاحب نے حاجی عبدالمجید صاحب (جو کہ اب آپ حضور کے

مرید بن چکے تھے) کڑک دار آواز میں فرمایا کہ!

''حاجی صاحب سگریٹ نہ پیا کریں''۔

آپ حضور انہیں ''حاجی صاحب'' کہہ کر پکارتے تھے۔تو حاجی صاحب نے جواب دیا کہ

''ہم سے نہیں چھوٹتی آپ خود ہی چھڑوا دیں''۔

وقت گزرتا گیا۔ایک دن بیٹھے بیٹھے حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب نے حاجی عبدالمجید سے فرمایا کہ ''حاجی صاحب! آج سگریٹ پینے کو جی چاہ رہا ہے۔ایک سگریٹ تو پلاؤ'' حاجی صاحب نے اسی وقت جیب سے سگریٹ کی ڈبی نکالی اور ایک سگریٹ نکال کر سرکار کی خدمت میں پیش کیا۔حضور قبلہ عالم نے سگریٹ کو ہونٹوں میں دبایا۔اور اُسے سُلگانے کیلئے دیا سلائی کو جلانے لگے مگر بار با کوشش کے باوجود دیا سلائی نہ جلی۔آخر کار آپ حضور نے سگریٹ حاجی صاحب کو دیا اور فرمایا کہ اسے جلاؤ حاجی صاحب نے سگریٹ کو ہونٹوں سے لگا کر دیا سلائی جلا کر اسے سلگایا۔اور ابھی پہلا ہی کش لیا تھا کہ ان کے سامنے کے دو دانت باہر آگرے۔حاجی صاحب شدت درد سے تڑپ اٹھے، منہ سے خون جاری ہو گیا۔خوب چیخ و پکار کرنے لگے۔حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب نے فرمایا۔

''ہم نے آپ سے کہا تھا کہ سگریٹ چھوڑ دو، مگر آپ نے ہماری ایک نہ مانی اب نتیجہ بھگتیں''۔

یاد رکھو! ''رب کے مارے بچ جاتے ہیں مگر فقیر کے مارے نہیں بچ سکتے''۔

اس دن کے بعد سے حاجی صاحب نے سگریٹ نوشی سے توبہ کر لی۔انہوں نے بہت علاج کروایا۔بہت کوششیں کیں کہ ان کے دانت دوبارہ لگ جائیں مگر آج تک ان کے دانت

نہیں لگ سکے۔

اس وقت ہمارے سامنے یہ بات آئی کہ کسی درویش کی بات کو رد کرنے، ہمیشہ نقصان میں رہتا ہے۔ الرحمٰن صاحب اسی وقت سرکار کی بات کو تسلیم کر لیتے۔ جب انہوں نے آپ کو حکم دیا تھا۔ تو شاید وہ اس پریشانی سے بچ جاتے۔ اس لیے ہمیشہ ایک فقیر سے رحمت وشفقت کی دعا لینی چاہیے۔ اور اس کے غضب سے ڈرنا چاہیے۔ کیونکہ ان کا غضب خدا کا غضب بن کر سامنے آتا ہے۔

کرامت نمبر ۸

انسانوں کو گمراہی کے رستے سے بچانے اور انہیں سیدھی راہ دکھانے کی خاطر اللہ تعالیٰ نے وقتاً فوقتاً اپنے انبیاء کرام کو دنیا میں بھیجا۔ جن کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار سے لگ بھگ ہے۔ ہر نبی اپنے مخصوص علاقے یا قوم کے لوگوں کو رشد و ہدایت کا پیغام دیتا۔ انہیں رب العزت کی سچی راہ کی جانب راغب کرتا۔ خدا کا دیا ہوا کام مکمل کرنے کے بعد ایک مقررہ مدت پر اس دنیائے فانی سے کوچ کر جاتا۔ ایک کے بعد ایک نبی بھیجنے کا یہ سلسلہ طویل عرصہ تک چلا۔ ہر نبی نے لوگوں کو اپنی اپنی جگہ خدائی وحدانیت کا ہی درس دیا۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے۔

ترجمہ: ''اور نہیں بولتا اپنے نفس کی خواہش سے یہ تو حکم ہے بھیجا ہوا''۔

نبوت کا یہ سلسلہ رسول خدا حضرت محمد مصطفیٰ ؐ کی ذات پاک پر ختم ہوا۔ نبی پاک ؐ کا ارشاد ہے۔

ترجمہ: ''میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کی مثال ایسے ہے جیسے ایک شخص نے عمارت بنائی اور خوب حسین و جمیل بنائی مگر ایک کنارے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی اور وہ اینٹ میں ہوں''۔

آپ ؐ کی رحمت و تجلیات ایک مخصوص علاقے تک نہیں بلکہ آپ ؐ کل کائنات کے واسطے رحمت بن کر آئے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کی خوبیوں کو آپ ؐ کی ذات میں جمع کر دیا۔ نبی پاک ؐ کا فرمان ہے۔

''بیشک مجھے اس خاطر رسول بنا کر بھیجا گیا کہ میں اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کر سکوں''

اپنے فرائض سے احسن طور پر سبکدوش ہونے کے بعد اس ہمیشہ چلنے والے سلسلے کو آپ نے اپنے جانشینوں کے سپرد کر دیا۔ یہ سلسلہ اب تا قیامت چلتا رہے گا۔ اب آپؐ کے جانشین (اولیاء کرام) اپنے اپنے مخصوص رنگ میں عوام الناس کو دین اسلام کی عظمتوں سے روشناس کروا رہے ہیں۔

سنا سنا کے تیرے عشق کے فسانے کو
لگا رہا ہوں تیری راہ پہ زمانے کو

اولیاء کرام نہ صرف خلقِ خدا میں انسانی قدروں کو اجاگر کرتے ہیں بلکہ آپس میں بھی ایک دوسرے کی تکریم و تعظیم کرتے ہیں۔ کیونکہ ہر ایک کی اپنی فضیلت ہے۔ اور نبی پاکؐ کی بارگاہ اقدس میں ہر ایک کا اپنا مقام ہے۔ یعنی راہ تو ہر ایک کی وہی ہے۔

مثال نمبر ا:

اس بات کو ہم ایک مثال سے یوں واضح کر سکتے ہیں کہ گلاب کے پھول کی مختلف قسمیں اور رنگ ہوتے ہیں۔ کوئی سفید گلاب ہوتا ہے، کوئی سرخ، کوئی پیلا، اِسی طرح مختلف گلاب ہوتے ہیں۔ مگر کہلاتے سبھی گلاب ہی ہیں۔ سبھی کا کام خوشبو بکھیرنا اور دنیا کو رنگوں سے بھرنا ہے۔ کسی میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اِسی طرح اولیاء اللہ بھی اپنے اپنے مخصوص طریقے سے اس عالم کو خدا کے نور کی خوشبو سے معطر کرتے ہیں۔

مثال نمبر ۲:

اس کی دوسری مثال ہم یہ بھی لے سکتے ہیں۔ کہ ایک سکول میں ایک کلاس کو مختلف اساتذہ کرام مختلف مضامین پڑھاتے ہیں ہر ایک استاد اپنے مضمون کا ماہر ہوتا ہے اور ہر ایک کی یہی کوشش ہوتی ہے۔ کہ ہر طالب علم کو اپنے مضمون میں مکمل علم سے نوازا جا

سکے۔ تاکہ وہ اس پر مکمل عبور حاصل کرے۔ اور آئندہ مستقبل میں دنیا کو اس سے روشناس کروا سکے۔ اس مثال سے حقیقت کا ایک اور رخ ظاہر ہوتا ہے کہ ایک ہی کلاس کے سارے طلبہ مختلف ذہنیت کے حامل ہوتے ہیں۔ ہر مضمون کے بارے میں ہر ایک کا اپنا شوق اور اپنی لگن ہوتی ہے۔ جو طالب علم جس مضمون میں دلچسپی رکھتا ہے وہ اس میں عبور حاصل کرنا چاہتا ہے۔ یہی حال فقیری لائن کا ہے۔ اس کے مختلف رنگ ہیں یعنی قادری، صابری، نقشبندی وغیرہ۔ اب اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کا اس کی فطرت کی مناسبت سے اور اپنے نظام کی ترتیب کا خیال رکھتے ہوئے روحانی علاج کسی خاص ولی اللہ کے پاس لکھ دیا ہوتا ہے۔ اسے فیض اسی جگہ سے ملتا ہے۔ چاہے وہ انسان دنیا کے کسی بھی کونے میں موجود ہو۔ جب فیض و کرم کی گھڑی اسے اپنی جانب کھینچتی ہے۔ تو پھر وہ خود بخود اس کی جانب کھنچا چلا آتا ہے۔

محترم جناب بھائی رحمت علی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ صوفی تنویر صاحب جو نقشبندی مجددی سلسلہ عالیہ موہری شریف تحصیل کھاریاں ضلع گجرات جناب قبلہ صوفی نواب الدین صاحبؒ کے دستِ حق پرست پر بیعت تھے۔ ان کو خواب میں ایک بزرگ تسبیح عنایت کر رہے ہیں۔ وہ بزرگ حضور قبلہ عالم جناب قبلہ عالم جناب الحاج خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرور چشتی صابری ہیں۔ صوفی تنویر صاحب اپنا خواب اپنے ایک دوست عبدالقادر صاحب سے بیان کرتے ہیں۔ چونکہ دونوں ایک ہی جگہ ریلوے کی ورکشاپ لاہور میں ملازمت کرتے تھے۔ عبدالقادر صاحب کہنے لگے کہ ہم آپ کو اعلیٰ حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرور صاحب کے پاس لے چلتے ہیں۔ اور ان سے آپ کے خواب کی تعبیر دریافت کرتے ہیں۔ عبدالقادر صاحب حضور قبلہ عالم کے آستانہ عالیہ

کے نزدیک ہی رہائش پذیر تھے۔ حضور قبلہ عالم سے اُن کی کافی آشنائی تھی۔ لہذا صوفی تنویر صاحب کو ساتھ لے کر حضور قبلہ عالم کے آستانہ عالیہ میں حاضر خدمت ہوئے۔ صوفی تنویر صاحب کے خواب کی تعبیر اُن کے سامنے تھی۔ لیکن انہوں نے حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ سے اپنے خواب کا یوں ذکر کیا کہ حضور مجھے خواب میں ایک بزرگ ملے ہیں۔ جو مجھے کسی عنایت فرما رہے ہیں۔ حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرور فرمانے لگے کہ "بھئی! کیا آپ پیر و مرشد والے ہیں؟" انہوں نے حضور سے کہا "جی ہاں" اس پر حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرور فرمانے لگے کہ آپ اپنے پیر و مرشد کے پاس اسی وقت چلے جاؤ، کیونکہ آپ کو کوئی وظیفہ عنایت ہونے والا ہے۔ اس پر وہ اپنے پیر و مرشد صوفی نواب الدین صاحب نقشبندی مجددی موہری شریف والوں کے پاس چلے گئے۔ ابھی وہاں پہنچے ہی تھے کہ صوفی نواب الدین صاحب نے پاس بلا کر کہا کہ صوفی تنویر صاحب آپ اسی وقت وہیں واپس چلے جائیں جہاں سے آئے ہیں۔ کیونکہ آپ کا فیض وہیں ہے۔ بھائی رحمت صاحب کہتے ہیں کہ صوفی تنویر صاحب اسی وقت واپس لاہور آ گئے۔ اور لاہور آ کر انہوں نے عبدالقادر صاحب سے ورکشاپ میں ذکر کیا کہ مجھے اپنے پیر و مرشد سے یہ جواب ملا ہے کہ آپ کا فیض لاہور ہی میں ہے۔ مگر ابھی تک صوفی تنویر صاحب کی تسلی نہ ہوئی۔ رات کو پھر وہ خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بہت بڑا باغ ہے۔ اس میں ایک سڑک ہے سڑک کے ایک طرف سے صوفی نواب الدین صاحب تشریف فرما ہوتے ہیں اور دوسری جانب سے حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرور تشریف لا رہے ہیں۔ صوفی تنویر صاحب کے قریب آ کر دونوں مبارک ہستیوں میں سے صوفی نواب الدین صاحب حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرور صاحب

کے پیچھے چھپ کر غائب ہو جاتے ہیں۔ حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرور واضح ہو جاتے ہیں۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ روحانیت میں کسی شخصیت کے خلاف کوئی بات نہیں کہنی چاہیے۔ کیونکہ کوئی ولی اللہ کسی دوسرے ولی اللہ سے علیحدہ یا کم نہیں ہوتا۔ حضور نبی اکرم کی کچہری میں تمام کی حاضری ہوتی ہے۔ اور تمام ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ مجدد الف ثانیؒ کے والد محترم چشتی صابری خاندان حضرت عبدالقدوس گنگوہیؒ کے سلسلہ سے وابستہ تھے۔ وہاں سے ہی حضرت مجدد الف ثانی سے سلسلہ نقشبندی مجددی علیحدہ ہوا ہے۔ اور اسی میں آ کر مدغم ہو جاتا ہے۔ دوسرا اس کی تصدیق صوفی نواب الدین صاحبؒ کے صاحبزادے خواجہ محمد معصوم صاحب حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ کے آستانہ عالیہ میں تشریف لا کر اس بات کی وضاحت کر گئے ہیں کہ نقشبندی چشتیوں کے گھر آتے رہیں گے کیونکہ نقشبندیوں کا روحانی تعلق ہے جس کی وضاحت مندرجہ بالا سطور میں کی گئی ہے۔ صوفی رحمت علی صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب نے صوفی تنویر صاحب کو صحبت بیعت سے نواز کر قرآن پاک اور دلائل خیرات کی اجازت مرحمت فرمائی۔

حضور قبلہ عالم کی اس کرامت سے حقیقت کے دو پہلو نمایاں ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ جس انسان کی قسمت میں فیض و کرم جس ولی اللہ کے در سے پانا لکھ دیا جاتا ہے۔ اُسے وہ ہر حال میں مل کر ہی رہتا ہے۔ اور دوسرا یہ کہ ہر روپ خدا ہی کا روپ ہے۔ انسان اگر کسی در پر فیض لینے کی غرض سے جائے تو انہیں اپنا پیشوا سمجھ کر ہی فیض لے۔ اور حقیقی معنوں میں روپ اس کے پیشوا کا ہی ہوتا ہے۔ اگر وہ غور کرے۔ اس کے علاوہ ایک بہت بڑا سبق بھی موجود ہے۔ کہ اولیاء اللہ کی جانب سے انسان کو کسی کام کی طرف اشارہ بذریعہ خواب ہو تو وہ

خواب نہیں ہوتا بلکہ حقیقت ہوتی ہے۔ اس میں اللہ کا بہت بڑا راز یا حکم پوشیدہ ہوتا ہے۔ ایک عاشق کا کام ہے کہ وہ بغیر سوچ فکر میں پڑے اس کی تعمیل کرے تبھی وہ عاشق ہوتا ہے۔ اور جو اسے خواب سمجھ کر اس کی پرواہ نہیں کرتا تو پھر وہ پچھتاتا ہے۔ اور گھاٹے میں رہتا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے خواب کے ذریعے قربانی کا حکم دیا۔ آپ نے اس کو خواب نہیں سمجھا بلکہ اسے اللہ کی طرف سے عائد کردہ حکم مان کر اس پر عمل کیا اور دنیا کے لیے عظیم مثال قائم کی۔ اسی طرح ہمارے آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ ؐ کو بھی جو خواب آتے ہمیشہ سچے ہوتے۔ آپؐ اسے اللہ کا حکم مانتے ہوئے اس پر عمل پیرا ہوتے۔

اس کرامت پاک میں حضور قبلہ عالم نے صوفی تنویر صاحب کو خواب کے ذریعے خدا تعالیٰ کے پیغام کی آگاہی دی جوان کے حق میں بہتر تھی۔

کرامت نمبر۹

خواب:

نام ہے ایک منظر کا جو کہ انسان زیادہ تر اپنی نیند کے دوران سوتے ہوئے دیکھتا ہے۔ مگر کچھ انسان جاگتی آنکھوں سے بھی خواب دیکھتے ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں خاص تحفہ ہوتا ہے۔ ہر خواب کی کوئی نہ کوئی تعبیر ضرور ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ چیز انسان کے لاشعور کی پیدا کردہ ہوتی ہے اور لاشعور کا علم تو صرف اور صرف خداوند تعالیٰ ہی کو ہے۔ تو گویا خواب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کے لیے ایک اشارہ ایک پیغام ہوتا ہے۔ اگر ہم تاریخ کے اوراق پلٹیں تو یہ حقیقت ہمارے سامنے کھلے گی کہ جتنے بھی انبیاء کرام اور اولیاء کرام گزرے ہیں ان کے خواب ہمیشہ سچے ہوتے تھے۔ اور درحقیقت ان کے خواب، خواب نہیں ہوتے تھے بلکہ وہ تو انہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے کسی اہم بات کی طرف اشارہ یا مستقبل میں رونما ہونے والے کسی اہم واقعہ کی قبل از وقت آگاہی ہوتی تھی۔ تو جب اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کرام کو خوابوں کے ذریعے ہدایت و رہنمائی دے سکتا ہے تو پھر کسی ولی یا نبی کا کسی انسان کے خواب میں آ کر اُسے کچھ کہنا یا دینا بھی بہت اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ اللہ والے ہر لمحہ دین اسلام کی کرنوں سے کل عالم کو منور کرنے اور گمراہ انسانیت کو ہدایت کے رستے پر لانے کی تگ ودو میں لگے ہوتے ہیں۔ کسی انسان کی اس سے بڑھ کر خدمت اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس کو روحانی بیماریوں سے پاک کر کے اس کی روح کا تعلق براہ راست خدا سے کروا دیا جائے۔ اولیاء اللہ کسی انسان کو فیض سے نوازنے کے لیے بعض اوقات بذریعہ خواب اُسے بہت کچھ عنایت کرتے ہیں اور اگر وہ انسان (جیسا کہ پہلے بھی کرامت

میں بیان کیا جا چکا ہے) اس خواب کو خدا کا اشارہ سمجھ کر اسے حقیقت کا رنگ پہنا دے تو پھر قدرت کے وہ مظاہر اس کے سامنے آتے ہیں۔ جن پر اسکی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ ایسی انہونی باتیں ہو جاتی ہیں جو کہ اس کے وہم و گمان کی حدود سے بالاتر ہوتی ہیں۔ لیکن یہ بات ایک عاشق زار ہی کرتا ہے۔ جو لگن اور تڑپ رکھتا ہے۔ باقی ہوتا تو سب کچھ ان کی نگاہ کرم سے ہی ہے۔ اگر مرشد کامل کی نگاہ ہو تو انسان ہزار ہا رکاوٹوں اور مشکلوں کے سمندر سے گزر کر منزل مقصود پر پہنچ جاتا ہے۔ ایک جگہ شاعر لکھتا ہے۔

کہاں میں کہاں یہ قسمت تیرے در پہ کھینچ رائی
کبھی تجھ کو دیکھتا ہوں کبھی خود کو دیکھتا ہوں

فقیر کی ذات میں اللہ کا نور اور اس کی شفقت و رحمت چھپی ہوتی ہے۔ اس لیے تو یہ اللہ والے کسی بھی انسان کو دکھی نہیں دیکھ سکتے۔ جس قدر جلد ممکن ہو سکے یہ اُسے اس کے غم سے رہائی دلاتے ہیں ان کی رحمت کے دریچے ہر ایک کیلئے یکساں طور پر کھلے ہوتے ہیں۔ مگر مستفید چند ہی ہوتے ہیں۔ جو اسے سمجھ جائیں۔ اور جو ایک بار عشق کی سیڑھی پر قدم رکھ دیتا ہے وہ پھر کہیں اور جانے کا نہیں سوچتا۔ ساری دُنیا سے بے نیاز وہ پروانہ وار مرشدِ برحق کی ذات پر فدا ہوتا ہے۔ توحید کی شمع کی تپش میں خود کو جلا کر ایک نیا جنم لیتا ہے۔ ہم ذیل میں حضور قبلہ عالم کی نہایت دلکش اور حیران کن کرامت پاک کا تذکر کر رہے ہیں۔ جس کے راوی ڈاکٹر محمد عاشق صابری ہیں آپ بیان کرتے ہیں۔

مودبانہ گذارش ہے کہ میں ڈاکٹر محمد عاشق صابری اپنے قبلہ کعبہ حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ کا غلام ہوئے تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا کہ سرکار قبلہ عالم کے ساتھ ایک محفل میں عاجز کا جانا نصیب ہوا۔ محفل سے فارغ ہونے کے بعد ایک آدمی نے تمام

محفل والوں کو اپنا تعارف کرواتے ہوئے عاجزانہ سلام عرض کیا اور اپنی آپ بیتی سنانے لگا جو کہ مندرجہ ذیل ہے۔

کہ میں اجبرہ شاہ مقیم نزد اوکاڑہ ضلع ساہیوال کا رہنے والا ہوں۔ اور سروس کے لیے ہانگ کانگ (چین) گیا۔ وہاں مجھے فالج کر گیا۔ ہزاروں علاج کروائے مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی اتفاق سے مجھے ایک رات خواب میں حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کے مزار اقدس کی زیارت نصیب ہوئی اور مجھے یہ حکم ملا کہ آپ مزار اقدس پر حاضری دیں۔ اللہ کے فضل و کرم سے آپ کو صحت ہو جائے گی۔ حتیٰ کہ میں سب کام مکمل کر کے چھٹی لیکر بابا صاحبؒ کے مزار اقدس پر حاضری کے لیے آیا۔ اور نذر و نیاز عاجزانہ سلام عرض کر کے مسجد میں ٹھہر گیا۔ رات پھر خواب میں بابا صاحبؒ نے فرمایا کہ آستانہ صابری غازی آباد مغلپورہ میں تشریف لے جاؤ۔ آپ کا فیض وہاں ہی ہے۔ میں بہت حیران و پریشان ہوا مگر جلد ہی پھر سو گیا۔ حتیٰ کہ پھر خواب میں بابا صاحبؒ نے حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف تنی سرورؒ صاحب کے پورے آستانے کا نقشہ اور سرکار کے چہرہ انور کی زیارت کرائی اور ساتھ ہی فرمایا کہ پہچان لو اور پہنچ جاؤ۔ آپ کا فیض وہاں ہی ہے۔ میں بابا صاحبؒ کے حکم کے مطابق اپنے چچازاد بھائی منیر احمد (جو باغبان پورہ کے رہائشی تھے) کے پاس گیا۔ اور اسے ساتھ لیکر ہم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف تنی سرورؒ صاحب کے آستانے کا پتہ پوچھتے لال پل تک آ گئے۔ وہاں سے چند آدمیوں سے ہم نے سرکار کا پتہ پوچھا تو وہ بڑے ذوق سے سرکار کے آستانہ عالیہ پر لے آئے۔

حضور قبلہ عالم کے آستانہ عالیہ پر چند غلام بیٹھے ہوئے تھے۔ ان سے پتہ چلا کہ سرکار داتا گنج بخشؒ کے مزار اقدس پر تشریف لے گئے ہیں۔ جب یہ الفاظ سنے تو دل کی

دھڑکن اور تیز ہوگئی۔ ہم دونوں بے چین ہو کر سرکار کے انتظار میں بیٹھ گئے۔ جب سرکار تشریف لائے تو میں ان کا چہرہ انور دیکھ کر سلام کیلئے اٹھا۔ مگر لاچار نہ اٹھ سکا۔ اور سرکار کے قدموں میں گر پڑا۔ رونے لگا اور بے ہوش ہوگیا حضور قبلہ عالم نے بڑے پیار و محبت سے پوچھا کہ بیٹا کیا بات ہے اور مجھے خوب مطمئن کیا۔ میں نے ہانگ کانگ سے لیکر پاکپتن تک کا سارا واقعہ بیان کیا۔ حضرت خواجہ صوفی محمد شریف تنی سرور صاحب نے بڑے پیار و محبت سے پورا واقعہ سنا اور تسلی دی۔ ساتھ ہی فرمایا کہ آپ مجھے ٹائم دیں۔ اب ظہر کا ٹائم ہے آپ اب واپس جائیں اور شام کو اپنے عزیز و اقارب کو ساتھ لیکر آئیں۔ مغرب کی نماز با جماعت ادا کریں گے۔

سرکار کے حکم پر میں واپس اپنے عزیز و اقارب کے پاس چلا گیا اور مغرب کی نماز کے عین وقت آستانہ عالیہ پہنچ گیا۔ نماز باجماعت پڑھی ہے محفل شروع ہوگئی ہے۔ اور محفل کے آغاز سے اختتام تک بالکل صحت یاب ہو چکا ہوں۔ اور دعائے خیر کے بعد خود اپنی ٹانگوں پر کھڑا ہو کر اپنی آپ بیتی سنا رہا ہوں۔

اس شخص کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ وہ دوست جنہوں نے پہلے اس کو فالج کی حالت میں دیکھا تھا وہ اب اسے صحت یاب دیکھ کر بڑے خوش تھے۔ اور نعرے لگا رہے تھے۔ پورا آستانہ نعروں کی آواز سے گونج اُٹھا۔

اللہ محمدؐ چار یار حاجی خواجہ قطب فرید حق فرید یا فرید نعرہ پیر یا دستگیر۔ نعرہ پیر یا دستگیر بعد میں وہ دوست سرکار کے دستِ مبارک پر بیعت ہو کر دوبارہ ہانگ کانگ سروس کے لیے تشریف لے گئے۔

نگاہِ سرکار میں وہ تاثیر دیکھی

کہ ملتی ہزاروں کو شفا دیتی

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

گر ہو ذوق یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

حضور قبلہ عالم کی اس کرامت پاک کے بارے میں میں خصوصاً چند اپنے بھی دلی خیالات اور جذبات کا اظہار کرنا چاہوں گی۔ آپ یقین کریں کہ اس کرامت کو میں جتنی بار بھی پڑھتی ہوں میری آنکھوں سے اتنی بار اشکوں کی لڑی جاری ہو جاتی ہے۔ اور اسے پڑھ کر حضور قبلہ عالم کی سحر انگیز شخصیت کے وہ پہلو سامنے آئے۔ جن کا آج تک میری ناقص عقل ادراک نہیں کر پائی تھی۔ اس کے علاوہ یہ کرامت گراں قدر اسباق کا ذخیرہ بھی لئے ہوئے ہے۔

جن صاحب کے ساتھ یہ کرامت پیش آئی۔ ان کی قسمت میں حضور قبلہ عالم سے فیض پانا لکھ دیا گیا تھا۔ ان کی بیماری تو محض ایک بہانہ تھی۔ خواب کے ذریعے ان کے لیے ان کی اصل منزل کی نشاندہی کر دی گئی۔ ویسے اگر غور کریں تو ان کے ہانگ کانگ سے لاہور پہنچنے تک کا اور سرکار سے فیض یاب اور صحت یاب ہونے کا واقعہ ایک جادوئی سماں کا سا اثر رکھتا ہے۔ مگر یہ سرکار حضرت خواجہ صوفی محمد شریف گنج سروڑ کی نگاہ کی تاثیر تھی۔ جس نے انہیں کھینچ لیا۔ اس ساری روداد میں ان صاحب کا اپنا شوق اور عشق بھی بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ جس نے ان کی منزل کو اور آسان اور نزدیک کر دیا۔ خدا کیمدد حضور قبلہ عالم کی صورت میں ان تک پہنچی۔ جس نے چند گھڑیوں میں نہ صرف انہیں مکمل جسمانی طور پر صحت یاب کر دیا بلکہ انہیں ہدایت و رہنمائی سے بھی نواز۔ اور ان کی تقدیر کے صفحے کو بدل دیا۔ شاعر لکھتا ہے۔

جسے چاہا در پہ بلا لیا جسے چاہا اپنا بنا لیا

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

کرامت نمبر ۱۰

اگر ہم کبھی کسی فقیر یا درویش کی ذات پر غور کریں تو ہم حیران پریشان رہ جاتے ہیں۔ کہ آج کل کے دور میں جہاں ہر طرف نفسا نفسی کا عالم ہے۔ ہر شخص خود غرضی اور خود فریبی کا شکار ہے۔ وہاں ایک فقیر اپنی ذات کی پرواہ کیے بغیر دوسروں کو خوشیاں دینے میں مصروف ہے۔ ان لوگوں نے انسانیت کی خدمت کرنا اپنی زندگی کا شعار بنالیا ہوتا ہے۔ یہ اللہ والے بنجر اور سوکھے صحراؤں کو جہاں سر سبز و شادابی کا نام ونشان تک نہیں ہوتا اپنی کرم کی نگاہ سے نخلستانوں میں بدل دیتے ہیں۔ زندگی کی اداس راہوں کو خوشیوں کے دلکش رنگوں سے آراستہ کرتے ہیں۔ اور یہ سچی بات ہے کہ جو مزا دوسروں کو خوشی دیکر یا کسی دکھی انسان کی تکلیف دور کرنے میں ہے اور جو تسکین بانٹنے میں ہے وہ کسی اور چیز میں نہیں ہے قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

ترجمہ: اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اوپر والا ہاتھ دینے والا ہے اور نیچے والا ہاتھ مانگنے والا ہے"۔

یہ دینے وال یعنی ''اوپر والا ہاتھ'' رب ہی کا تو ہاتھ ہے۔ اس کے اولیاء کرام ہی کا تو ہاتھ ہے۔ جو لمحہ نعمتیں بانٹ رہا ہے۔ دنیا کی حقیقی بادشاہی انہی لوگوں کے ہاتھوں میں ہے، یہی صحیح معنوں میں دنیا کا بلکہ کائنات کا نظام چلا رہے ہیں۔ میرے پیر و مرشد حضرت خواجہ پیر اصغر علی چشتی صابری صاحب فرماتے ہیں۔

''جہانگیر بادشاہ بھی اپنے دور کا شہنشاہ تھا اس نے اپنے دور میں پورے ہند پر حکمرانی کی اس کا خوب جاہ وجلال تھا۔ پورے برصغیر میں اس کی جئے جئے تھی۔ اسی طرح داتا

غریب نواز بھی اپنے دور کے بادشاہ تھے بلکہ ہیں مگر آپ
سرکار کی حکمرانی لوگوں کے دلوں پر ہے اور رہے گی۔ جہانگیر
بادشاہ نے صرف دنیاوی آرام و آسائش اور دولت کو جمع کیا
اور دنیا کی حکومت چاہی جبکہ داتا غریب نواز نہ صرف خود حقیقی
اور سچی دینی و روحانی دولت سے مالا مال تھے بلکہ آپ نے
اسے دوسروں میں بھی تقسیم کیا اور آج جہانگیر بادشاہ کا بھی
مقبرہ ہے۔ اور داتا صاحب کا بھی مزار اقدس ہے۔ لیکن
جہانگیر کے مقبرے پر کوئی فاتحہ خوانی کیلئے نہیں جاتا۔ بلکہ
اسے ایک کھنڈر سمجھ کر سیر و تفریح کے لئے جاتے ہیں۔
وہاں ویرانی اور اداسی کا ماحول ہے۔ لیکن داتا صاحب کے
مزار اقدس پر لوگ دور دراز سے سلام کرنے کی غرض سے
جاتے ہیں۔ دعائیں مانگتے ہیں، چڑھاوے چڑھاتے
ہیں۔ اور اپنی مرادیں لیکر ہی واپس جاتے ہیں۔ یعنی یہاں
ہر طرف نعمتیں ہی نعمتیں ہیں رحمتیں ہی رحمتیں ہیں۔ اور ان کا
فیض ازل سے ابد تک جاری و ساری رہے گا"۔

تو پھر اصل بادشاہی تو ان اللہ والوں کے پاس ہوئی۔ ان کی رحمتوں کے چشمے تو ازل سے ابد تک ابلتے رہیں گے۔ مگر کوئی دامن کو تر کرنے والا تو ہو۔

افسردہ دل نہ ہو در رحمت نہیں ہے بند
کس دن کھلا ہوا در شاہ زماں نہیں

مرشد کامل کا ساتھ ہو تو زندگی بارونق اور خوشگوار ہو جاتی ہے۔ زندگی ایک تازہ کلی کی طرح کھلی ہوئی اور مہکتی معلوم ہوتی ہے۔

حضور قبلہ عالم کی کرم نوازیوں سے لطف واندوز ہونے والے صوفی تاج محمد دین صاحب اپنی زندگی کی ان چند سہانی گھڑیوں کا ذکر کرتے ہیں جو انہیں حضور قبلہ عالم کی کرم نوازیوں کی بدولت نصیب ہوئیں۔ آپ بیان کرتے ہیں۔

بِسمِ اللہ الرَّحمٰن الرحیمہ

حق حق حق

پیر طریقت، مخزن شریعت، رموزِ حقیقت، عارف معرفت زبدۃ العارفین، رہبر سالکین، ناز صالحین، عاشق کاملین، شہباز میدانِ عالمِ لاہوت، ملکوت، جبروت و ناسوت شعر عرض ہے کہ

گل لکھوں، صبا لکھوں، ضیا لکھوں، کرن لکھوں کہ شبنم
القاب کی تلاش میں بھٹکتا رہا میرا قلم

آج گھر کی چاردیواری تیرے حسن جمال کے نور سے جلوہ افروز ہے۔ آج لب و بام ایک پرکیف، پرسرور دلکش نظارہ پیش کر رہے ہیں۔ ہر آنے والے کو تیرے آستانہ عالیہ سے فیض یاب ہونے والے خادم کے گھر کی دعوت دے رہے ہیں۔ کیوں؟ یہ سب تیرا ہی کرم ہے یہ سب تیرا ہی فیض ہے کہ ایک چراغِ سحری میں تیل ڈالا۔

میں اس کرم کے کہاں تھا قابل
حضور کی بندہ پروری ہے

حضور قبلہ عالم کو اور پیر بھائیوں کو مبارکباد قبول ہووے۔ القصہ۔ آپ کی دعاؤں کا نتیجہ

ہے۔ کہ خواجہ خواجگان چشت اہل بہشت نے شجر حیات جیسے شیریں ثمر سے نوازا ہے۔ خدا کرے کہ فرید اعظم کی عمر دراز ہو اور وہ والدین کیلئے نیک فال ہو۔ آج ہم مارے خوشی کے پھولے نہ سما رہے ہیں۔ آج گھر مبارکباد کا مرکز بن ہوا ہے۔ ہر آنے والا دعائے خیر لیکر آرہا ہے۔ تمام دنیا خوش و خرم نظر آرہی ہے۔ ہر کس و ناکس ہر موڑ پر مبارکباد پیش کر رہا ہے۔ دنیا ہی بدل گئی ہے۔ ذہنی کیفیات پر سکون ہیں اور قلب و نظر ایک پر کشش، پر کیف منظر میں مستغرق ہو چکے ہیں۔ جدھر دیکھتا ہوں۔ ایک حسین و جمیل نظارہ دکھائی دے رہا ہے۔

تیری نظر کا خمار ہے کہ اغیار بھی غمگسار ہے

حضور قبلہ عالم کی شان اقدس کا کیا کہنا کہ جنہوں نے ہر جانب خوشیاں ہی خوشیاں بکھیر دیں۔ آپ حضور کی دعاؤں اور کرم نوازیوں نے صوفی قائم الدین صاحب کے اداس آنگن کو روشنی سے جگمگا دیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے آستانہ عالیہ کو ہمیشہ قائم دائم رکھے اور آپ نوازشوں کا سلسلہ یونہی چلتا رہے۔

(آمین ثمہ آمین)

کرامت نمبر ۱۱

مذہب اسلام امن وسلامتی کا گہوارہ ہے۔ جس کی بنیادیں نہایت بلند اور اعلیٰ عقائد پر رکھی گئی ہیں۔ ہمارا مذہب نہ صرف اعلیٰ وارفع دینی اور روحانی اقتدار پر مبنی ہے بلکہ ہمیں ایک مستحکم معاشرتی نظام بھی فراہم کرتا ہے۔ جو تمام برائیوں سے پاک، انسانی فلاح و بہود کا ضامن ہے۔ مگر ہمیں بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ آج ہمارا معاشرہ اسلام کے سنہری اصولوں کے فروغ کی بجائے طرح طرح کی غیر اسلامی روایات اور برائیوں کی آماجگاہ بن چکا ہے رشوت، سودخوری، دھوکہ دہی وغیرہ سب برائیاں معاشرے کی جڑوں میں اس طرح بیٹھ گئی ہیں۔ کہ کوئی انہیں گناہ سمجھتا ہی نہیں۔ حالانکہ رشوت کے بارے میں قرآن مجید میں نہایت سخت تاکید آئی ہے کہ

ترجمہ: ''رشوت لینے والا اور رشوت دینے والا دونوں جہنمی ہیں''۔

مگر آج کل کے دور میں اسے گناہ نہیں بلکہ اہم معاشرتی ضرورت تصور کیا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ اس بنا پر ہے کہ لوگوں کے دِلوں پر غفلت کا ایسا پردہ پڑ چکا ہے کہ وہ گناہوں کی دلدل میں خود کو پھنسا کر آنکھوں سے اندھے، کانوں سے بہرے اور زبان سے گونگے ہو گئے ہیں۔ ان کے لئے گناہ، گناہ رہا ہی نہیں، ایک ضرورت بن گیا ہے۔ دولت اور روپے کی اسقدر اہمیت بڑھ گئی ہے۔ کہ ایک انسان چاہے کتنا ہی خوش اخلاق اور ایماندار ہے۔ لیکن اگر اس کے پاس دولت، شہرت اور عزت نہیں ہے تو وہ دنیا والوں کی نظر میں انتہائی حقیر اور بُرا شخص ہے۔ اُسے کوئی قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھتا۔ اس کے برعکس ایک نہایت بد اخلاق اور دھوکے باز شخص کہ جس کے پاس دولت کے انبار ہوں، خوب معاشرے میں نام ہو۔ اتنی قدر کی جاتی ہے کہ سمجھ سے باہر ہے۔ جبکہ اللہ کی نظر میں سب

سے زیادہ معزز وہ ہے جو زیادہ متقی ہے۔ مگر آج جو انسان صراط مستقیم پر چلتا ہے اسے طرح طرح کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کے فعل کو غلط قرار دیا جاتا ہے۔ اور دیکھنے کی بات تو یہ ہے کہ آج کل ایماندار شخص غربت و افلاس کی زندگی بسر کر رہا ہے۔ یہ بات تو طے ہے کہ جب انسان اللہ کے رستے پر چل نکلتا ہے۔ تو اسے اس نیک عمل سے ہٹانے کے لیے شیطان اس کی راہ میں حائل ضرور ہوتا ہے۔ چاہے وہ دنیا والوں کی صورت میں ہی کیوں نہ آئے۔ اسے اللہ کے رستے پر چلنے کے دوران ہزار ہا روکاوٹوں سے نبرد آزما ہونا پڑتا ہے۔ حقیقت میں انہیں مشکلات نہیں بلکہ آزمائشیں کہنا چاہیے۔ کیونکہ یہ ایک لحاظ سے اس شخص کی اللہ کی جانب سے پرکھ ہوتی ہے۔ کہ یہ سچائی پر کس حد تک قائم رہتا ہے۔ اسے ایک سے بڑھ کر ایک طوفان کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور ان حالات میں دنیا والے تو ایک طرف بعض اوقات انسان کے اپنے، اس کے پیارے جو اچھے وقت میں اس کے بڑے مددگار بنتے ہیں، اس کا ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔ کیونکہ زمانہ چڑھتے سورج کی پوجا کرتا ہے۔ اسے اس کے اپنے بھی مشکلات کے دور میں خیر آباد کہہ دیتے ہیں۔ یہاں یہ بات بالکل صحیح لگتی ہے کہ

آ رہی ہے چاہِ یوسف سے یہ صدا
دوست یاں تھوڑے ہیں اور بھائی بہت

ان حالات میں انسان کی نظریں کسی سہارے کی تلاش میں ہوتی ہیں۔ کسی سائے کو ڈھونڈ رہی ہوتی ہیں۔ اس کی ایک ہی آرزو ہوتی ہے۔

ابن مریم ہوا کرے کوئی
میرے دکھ کی دوا کرے کوئی

ایسے حالات میں مرشد کامل کی ذات ہی واحد سہارا ہوتی ہے۔ جس کے بل بوتے پر انسان آزمائشوں کا دلیری سے مقابلہ کرتا ہے۔ اور ان کی دعاؤں کے نتیجہ میں اس پر رحمت وکرم کی برسات ہوتی ہے۔ اور غموں، پریشانیوں کی تاریک رات آخر کار چھٹ جاتی ہے۔ اور پُرنُور صبح کا ظہور ہوتا ہے۔ بقول شاعر

ہے افق سے ایک سنگِ آفتاب آنے کی دیر

ٹوٹ کر مانندِ آئینہ بکھر جائے گی یہ رات

یہاں سنگِ آفتاب مرشد کامل کی ذات ہی تو ہے۔ جو تاریک اندھیروں کو جو کہ سیاہ آئینہ کی شکل میں بدل جاتے ہیں توڑ کر چکنا چور کر دیتی ہے۔ اور پھر ہر طرف نور ہی نور ہوتا ہے۔ یہ اللہ والے ہر انسان کے ساتھ مخلص چلنے والے ہوتے ہیں۔ یہ کسی بھی ذی روح سے پیار اس کی دولت، عہدے یا ظاہری خوبصورتی کی بنا پر نہیں کرتے۔ یہ تو انسان کے اندر چھپے ہوئے اس طاقتور اور سچے انسان سے محبت کرتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیفہ بنا کر اس دنیا میں بھیجا ہے۔ ان کی نظر صرف آنے والے کے باطن پر ہوتی ہے اس کے اندر چھپے ہوئے عشق پر ہوتی ہے۔ بقول میرے پیر و مرشد حضرت خواجہ پیر اصغر علی چشتی صابری

''ہم کو آپ کی ظاہری حالت سے دلچسپی نہیں ہوتی بلکہ ہم نے تو آپ کے اندر کے عشق کو دیکھنا ہوتا ہے۔ یاد رکھیں ایک فقیر جب بھی آپ کو ملے گا اس نے ہمیشہ آپ کے اندر جھانک کر دیکھنا ہے کہ آپ کے اندر کتنا عشق ہے''۔

واہ، کیا خوب اندازِ فکر ہے۔

آستانوں پر ہر وقت اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ یہاں چاہے لنگر ہو یا فیض ہر لمحہ جاری وساری رہتا ہے اللہ والے نہ صرف خود انسانیت کی خدمت کے پابند ہوتے ہیں۔ بلکہ یہ اپنے پاس آنے والے مریدوں، چاہنے والوں کو اسی بات کا درس دیتے ہیں۔ حقیقت میں یہ اپنی ذات کا رنگ دوسروں میں بھر دیتے ہیں۔ اتنا پیار ہر آنے والے کو دیتے ہیں کہ اُسے یہ گمان ہونے لگتا ہے کہ اس سے زیادہ محبت اور کرم نوازی اور کسی پر نہیں ہوئی۔ جو انسان دکھی انسا اپنی کسی کمی کو لیکر ان کے پاس آتے ہیں۔ یہ نہ صرف اس کے دنیاوی لوازمات کو پورا کرتے ہیں بلکہ ساتھ ساتھ اس کے لیے کچھ ایسے سامان کا بندوبست بھی کرتے ہیں جو آخرت میں اس کے کام آئے۔ اسے صحیح معنوں میں دین اسلام سے روشناس کرواتے ہیں۔ نئی اخلاقی قدروں سے متعارف کرواتے ہیں۔ اسے اس کے رب کی پہچان کرواتے ہیں۔ ہر لحاظ سے اُسے اتنا دولت مند بنا دیتے ہیں کہ وہی دنیا جو اسے ٹھکرا چکی ہوتی ہے۔ پھر اس کے نام کی مالا جپتی ہے۔ روحانی تسکین انہی اللہ والوں کے پاس ہوتی ہے۔

دوسری طرف ایک عاشق اپنے پیشوا کی صورت میں اپنے رب کا دیدار کر رہا ہوتا ہے۔ اسے اپنے پیشوا کی نسبت پر مان ہوتا ہے۔ اپنے آقا کا غلام ہونے پر فخر ہوتا ہے۔ اسے اور کوئی طلب نہیں رہتی۔ اور یہ بات سچ ہے کہ مرشد کے ساتھ سے بڑھ کر دنیا میں اور کوئی ساتھ نہیں۔ اتنا مضبوط سایہ اور کہیں میسر نہیں آ سکتا۔ دنیا کے رشتے ناتے یہیں ختم ہو جاتے ہیں۔ مگر اللہ والوں کا ساتھ پائیدار اور ہمیشہ رہنے والا ہوتا ہے۔

حضور قبلہ عالم حضرت صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب اپنے پاس ہر آنے والے دکھی شخص کے نہ صرف دکھ کا مداوا کرتے بلکہ اسے روحانیت کا ایسا درس دیتے کہ وہ

اسلام کی سچی روشنی سے مالا مال ہو جاتا۔

ذیل میں ہم آپ حضور کی ایک کرامت پاک کا تذکرہ کر رہے۔ جو کہ محمد جہانگیر قیصر کے ساتھ پیش آئی اور جس نے ان کی زندگی کو ایک نئے رخ سے متعارف کروایا۔ وہ کہتے ہیں کہ

بخدمتِ عالی جناب!

میں مسمّی محمد قیصر جہانگیر بیان کرتا ہوں کہ میں نائب تحصیلدار کی مشیت کا کام سر انجام دیتا تھا۔ کہ ایک دفعہ اچانک بیٹھے بیٹھے میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ میری اولاد حافظِ قرآن بنے۔ لہذا میں نے سوچا کہ اگر میں رشوت لیتا رہا۔ یا کبھی بھی کوئی غلط کام سر انجام دے گیا تو ہو سکتا ہے کہ میری عاقبت خراب تر خراب ہو جائے۔ اس نیک خیال کے آتے ہی میں نے رشوت لینے سے توبہ کر لی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ میری نوکری جاتی رہی۔ حالانکہ میں اس وقت اچھے کاروبار کا مالک تھا۔ مگر جب میں نے نوکری چھوڑ دی تو میرے تمام گھر والے مجھ سے ناراض ہو گئے۔ حتی کہ مجھے گھر تک سے نکال دیا گیا میں نے جو بھی کاروبار کیئے (جو کہ فرنیچر، جالیوں اور رکشے پر مشتمل تھے) تمام میں نقصان اٹھا کر تقریباً ۵۵۰۰۰ کا مقروض ہو گیا۔ اس کے علاوہ ۵۰۰ پیسہ مہینہ سود خوروں کا بھی مقروض تھا۔ اس پریشانی کے دور میں میرے تمام دوست، رشتہ دار اور سب سے بڑھ کر میری بیوی نے بھی میرا ساتھ چھوڑ دیا۔ ایک دن میں بڑی پریشانی کے عالم میں رام گڑھ سے گزر رہا تھا۔ کہ میری ملاقات استاد حبیب سے ہوئی جو کہ متعدد رکشوں کا مالک تھا میں نے ان سے رکشہ چلانے کی بات کی تو انہوں نے مجھے اپنا رکشہ چلانے کیلئے دے دیا۔ لیکن میری مصیبتوں، پریشانیوں میں کوئی کمی نہ واقع ہوئی۔

وہ ہمیشہ اپنے ایک روحانی پیشوا اعلیٰ حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب کی بابت تذکرہ کرتے رہتے تھے۔ میں بھی بڑا مشتاق دیدار ثابت ہوا۔ میں نے ایک دن ان سے کہا۔ کہ میں بھی حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب کی محفل پاک میں حاضر خدمت ہونا چاہتا ہوں لہٰذا ایک دن میں ان کے ساتھ حاضر خدمت ہو گیا۔ اس کے بعد آپ سے ملاقات کا باقاعدہ سلسلہ شروع ہو گیا۔ اور میں روحانی تسکین محسوس کرنے لگا میرے حالات بدلنا شروع ہو گئے۔ میں رکشہ میں کافی پیسے کمانے لگا آپ کی رفاقت میں میں نے تمام قرض ادا کر لئے۔ اور پھر آہستہ آہستہ ٹرک چلانے لگا۔ رکشہ کی طرح میں ٹرک چلانے میں بھی خوشی محسوس کرنے لگا اور آج میں متعدد ٹرکوں کا مالک ہوں۔ میرا بہت اچھا وقار ہے۔ اور سب سے بڑھ کر جو دولت مجھے حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب کی بدولت ملی وہ انسانیت کی خدمت ہے۔ حضور قبلہ عالم نے ہمیشہ دکھی انسانیت کی خدمت کا درس دیا۔ اور آج میں انسانیت کی خدمت میں بڑا فخر محسوس کرتا ہوا اور اس سے مجھے بڑا سکون ملتا ہے۔ میری اب سب سے بڑی دلی خواہش یہ ہے۔ کہ انسانیت کی خدمت کیلئے ایک بہت بڑا ہسپتال تعمیر کروں۔ تاکہ دکھی انسانیت کی خدمت ہو سکے۔ اس آستانہ عالیہ میں سب سے بڑھ کر دکھی انسانیت کی خدمت کا درس دیا جاتا ہے جو کہ انسان کو بہت بلند مقام پر لیجاتا ہے۔ دکھی انسانیت کی خدمت کے بعد دوسرا سبق جو اس آستانہ عالیہ سے جاری کیا جاتا ہے وہ سادگی ہے، خوش اخلاقی ہے۔ میں نے آپ حضور حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب کی رفاقت میں اور دعاؤں کی بدولت جتنی جلدی ترقی کی ہے شاید ہی کوئی مقام ایسا ہو اور حقیقت میں ایسی مثال دنیا میں کہیں بھی نہیں ملتی۔ میں بڑے فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ

کھلا ہے فیض کا چشمہ

نہائے جس کا جی چاہے

میری دلی خواہش ہے کہ خدا اس پرنور آستانہ عالیہ پر رات دن اپنے نور کی بارش فرماتا ہے۔

اور یہاں سے انسانیت کا درس ہمیشہ جاری رہے۔

(آمین ثمہ آمین)

کرامت نمبر ۱۲

نظام قدرت کو سمجھنا ہر انسان کے بس کی بات نہیں۔ یہ ایک خوبصورت پردہ ہوتا ہے جو سب پر عیاں نہیں ہوتا۔ اس کی تہہ تک کوئی قسمت والا ہی پہنچ سکتا ہے۔ اگر اسے وسیع وعریض سمندر سے تشبیہ دی جائے، جس میں بہت سے بھنور ہوں، طوفانی موجیں ہوں۔ اور پانی خدا کی پناہ انتہا درجے تک ٹھنڈا ہو تو غلط نہ ہوگا۔ اس سمندر کی وسعت کا ہر انسان دور کنارے پر کھڑا اندازہ تو کر سکتا ہے مگر اس کی گہرائی اور پانی کی ٹھنڈک کو وہی محسوس کر سکتا ہے جو جان کو ہتھیلی پر رکھ کر اس میں غوطہ لگائے۔ اس کی گہرائی میں ڈوبے مگر ایسا ہیرا ہزاروں، لاکھوں میں سے ایک آدھ ہی پیدا ہوتا ہے۔ جو سچا عاشق ہوتا ہے۔ نبی پاکؐ کے ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ میں سے نام آپ حضورؐ کے چاروں یاروں کا سرفہرست آتا ہے۔ عشق تو سبھی نے کیا آپؐ کی ذات اقدس سے مگر قربان صرف چاروں صحابہؓ ہی ہوئے۔ اسی لیے تو جو مقام انہیں ملا وہ کسی کو بھی نہ مل سکا۔ اِسی طرح اگر ہم اولیاء کرام کی بات کریں تو حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کی مثال ہمارے سامنے آتی ہے۔ آپ کے بھی ایک لاکھ چوبیس ہزار مریدوں میں سے صرف دو کے بارے میں آپ کا فرمان ہے کہ

> ''جب قیامت والے دن اللہ تعالیٰ مجھ سے سوال کرے گا کہ اے فریدالدینؒ! تم دنیا سے ہمارے لیے کیا تحفہ لائے ہو؟ تو میرے ایک ہاتھ میں نظام الدینؒ اولیاء اور دوسرے ہاتھ میں علاؤ الدین علی احمد صابرؒ ہوں گے اور میں اللہ تعالیٰ سے یہ فخر سے کہوں گا کہ یہ دو ہیرے میں آپ کی بارگاہ اقدس میں تحفتہ پیش کرتا ہوں''۔

تو گویا یہ دونوں ایسے مرید ہوئے جن پر پیشوا کو ناز ہوا۔ بات صرف اتنی ہے کہ جو فقیری کی
رمز کو سمجھ گیا۔ اور اسے اپنا لیا وہی کامیاب رہا باقی یہ راہیں دنیاوی راہوں سے بڑی مختلف
ہوتی ہیں۔ ان راہوں کو چھاننے والا ہی ان کی سچائی کا بخوبی اندازہ کر سکتا ہے۔ یہ نظام دنیا
کے نظام سے الگ ہوتا ہے۔ اللہ والوں کی چالیس الٹی ہوتی ہیں۔ بقول شاعر

الٹی ہی چال چلتے ہیں دیوانگانِ عشق
یہ آنکھیں بند کرتے ہیں دیدار کے لیے

ان کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی راز مضمر ہوتا ہے۔ ایک فقیر اگر بظاہر آپ کو میلے
کچیلے کپڑوں میں ملبوس نظر آتا ہے۔ مگر روحانیت وعشق کا جو پاکیزہ لبادہ اس نے اپنے اندر
اوڑھ رکھا ہوتا ہے اس کی اہمیت کا ہم لوگ اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ فقیر کے ہر کام میں
مصلحت ہوتی ہے۔ ظاہری طور پر کچھ اور ہوتا ہے مگر باطن میں کچھ اور حقیقت لئے ہوتا
ہے۔ اِسی طرح فقیر کا کسی کو کوئی حکم دینا، کچھ دینا بھی حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ بقول
میرے پیرومرشد حضرت خواجہ پیر اصغر علی چشتی صابری سروری کے!

"اگر ہم کسی مرید کو یا کسی بھی شخص کو فرض کریں پانی کا گلاس
تک ایک جگہ سے دوسری جگہ رکھنے کے لیے کہتے ہیں تو اس
میں بھی کوئی بہت بڑی بات ہوتی ہے۔ کوئی راز ہوتا ہے۔ یا
کوئی بہت بڑا عقدہ موجود ہوتا ہے جو کھل جانا ہوتا ہے۔ یا ہم
اس کی کسی ادا کا جائزہ لے رہے ہوتے ہیں۔ اور اگر وہ اس
حکم کی تعمیل کرے تو نہ جانے اس کے لیے جنت کا کونسا
دروازہ کھل جانا ہوتا ہے"

مگر اس بات کو کوئی عاشق ہی سمجھے، دنیا والے تو ظاہری آنکھوں سے دیکھتے ہوئے کسی چیز کے اچھے یا برا ہونے کا فیصلہ صادر کر دیتے ہیں۔ مگر جو انسان ایک دفعہ عشق کی لڑی میں خود کو پرو دیتا ہے پھر زمانہ چاہے اس کی راہ میں لاکھ مشکلات کے پہاڑ کھڑے کرے۔ وہ ہر آزمائش سے دیوانہ وار ٹکراتا ہوا منزل مقصود کی جانب گامزن رہتا ہے۔ اصل میں اس نے سبق پڑھ لیا ہوتا ہے۔ اور اس سلسلے کا دستور عام دنیاوی مکتب سے علیحدہ ہوتا ہے۔ عام مکتب میں سبق پڑھنے کے بعد چھٹی ہو جاتی ہے۔ مگر اس مکتب میں جو ایک مرتبہ داخل ہو کر سبق پڑھ لیتا ہے۔ وہ ہمیشہ کے لیے اسی میں رہتا ہے۔ اسے پھر چھٹی نہیں ملتی۔ علامہ اقبال نے اس بات کی ترجمانی کتنے دلکش انداز میں کی ہے۔

اس مکتب کا دستور نرالا دیکھا

چھٹی اسے نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

جو ایک دفعہ کسی فقیر کا ہو جاتا ہے پھر وہ اپنی ذات سے بیگانہ ہو کر اپنے مرشد کی ذات میں خود کو گم کر لیتا ہے۔ اس کی زندگی کا ہر عمل مرشد برحق کی رضا کے لیے ہوتا ہے۔ گھر بار تو ایک طرف اگر اسے مرشد کے حکم کی تعمیل کے لیے، اس کی عزت کی خاطر دنیا کو چھوڑنا پڑے اور خود کو قربان کرنا پڑے تو وہ دریغ نہیں کرتا۔ اس کی زبان پر یہی الفاظ ہوتے ہیں۔

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے۔

مگر ایک عاشق کی اس بات کو یہ خود غرض دنیا جو کسی کو بلند مقام پر نہیں دیکھ سکتی ہے، کیسے تسلیم کرے؟ سچی بات ہے کہ جہاں اسلام یا اچھائی کا بول بالا ہو رہا ہو۔ شیطان وہاں ضرور اپنا داؤ پیچ کھیلنے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر آخر کار حق سامنے آ کر ہی رہتا ہے۔ تاریخ شاہد کہ جتنے بھی انبیاء کرام اور اولیاء کرام گزرے ہیں۔ جب جب انہوں نے اسلام کی کرنوں سے دنیا

کومنور کرنا چاہا زمانے نے ان کی راہ میں ظلم وستم کے انبار لگا دیئے۔ انہیں اپنی طنز آمیز باتوں کا نشانہ بنایا۔ انہیں ان کی سچی راہ سے ہٹانے کی بھرپور کوشش کی۔ مگر آخرکار جب اصلیت کھلی تو سبھی ان کے گرویدہ ہوئے۔

صدقے جائیں ہم ان اللہ والوں کے جو ہزاروں دکھوں کو برداشت کر کے بھی لوگوں کو دعائیں ہی دیتے ہیں۔ کبھی کسی کے لیے بددعا نہیں کرتے۔ ہر برائی کو اپنے اخلاق حسنہ کی بدولت اچھائی سے بدل دیتے ہیں کیونکہ یہ شعار ہمارے آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ کا ہے۔ کہ آپ نے کبھی دشمنوں کے لیے بھی برا نہ چاہا۔ ہمیشہ ہر ایک کے لیے خدا کی رحمت ہی کو مانگا۔ آپ کے ساتھ طائف والوں کا گستاخانہ اور اذیت آمیز سلوک تھا۔ مگر آپ کی شان رحمت وعظمت دیکھئے کہ آپ نے خدا کے حضور ان کے لیے دعا ہی کی کہ اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے۔ کیونکہ یہ جانتے نہیں ہیں۔ رحمت وکرم کی ایسی مثال ہمیں کہاں ملے گی؟

یہی سبق ہمیں اولیاء کرام سے ملتا ہے۔ کہ یہ لوگ کانٹوں بھرے راستوں پر ہنس کر چلتے ہیں۔ اور خدا کا شکر ادا کرتے ہیں۔ یہ ان کی عاجزی وانکساری ہی تو ہے۔ کہ ہر کسی کے لیے دعا ہی کرتے ہیں اس کی مشکل کو آسان کر دیتے ہیں۔ چاہے وہ ان کے بارے میں کیسی ہی سوچ رکھتا ہو۔ زندگی کی اصل نعمتوں کے حقدار تو یہ لوگ ہیں۔ جو رب کی راہ پر قائم دائم رہتے ہیں۔ اور حقیقی معنوں میں یہی لوگ حیاتِ ابدی سے مستفیذ ہوتے ہیں۔

ہمارے حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؔ صاحب اور آپ کے اہل خانہ کو بھی راہِ حق میں طرح طرح کی تکالیف ومشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ نے ہر آزمائش کا ہمت وحوصلے سے سامنا کیا۔ اور لوگوں کی طنز آمیز باتوں کو ہنس کر برداشت کیا

لیکن حق کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آپ کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے والے افراد آخر کار اپنی جھوٹی باتوں پر شرمسار ہو کر آپ کے قدموں میں آ گرے۔

ذیل میں ہم جو واقعہ بیان کر رہے ہیں۔ اس میں حاجی بشیر احمد صاحب جو اس کے راوی ہیں، خود اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہیں، جو ان سے ان کی نادانی کے باعث حضور قبلہ عالم کی شان میں (نعوذ باللہ) چند غیر مناسب الفاظ ادا کرنے کی بنا پر سرزد ہوئی۔ آپ کہتے ہیں کہ

میں مسمی حاجی بشیر احمد (مرید کے والے) تحریر کرتا ہوں کہ حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ کی شادی ہمارے موضع مرید کے میں ہوئی۔ اس وقت حضور قبلہ عالم کی عمر مبارک بہت کم تھی یا یوں کہہ لیجئے کہ اس وقت آپ حضور کا بچپن تھا۔ مگر آپ کی طبیعت بالکل درویشانہ تھی کیونکہ آپ حضور کا زیادہ وقت درویشوں اور اولیاء اللہ کی صحبت میں گزرا۔ اس لیے آپ کی ذات پاک میں یہ پہلو تو موجود ہونا ہی تھا۔ آپ گھر میں زیادہ وقت نہ گزارتے تھے۔ ان اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھنے سے آپ حضور دلی تسکین محسوس کرتے تھے۔ آپ کی زوجہ محترمہ ہمارے گاؤں کی بیٹی تھیں۔ ہم ان کو اپنی بیٹی کی طرح چاہتے تھے۔ اور ان کا بہت خیال رکھتے تھے۔ شادی کے بعد ایک دفعہ آپ حضور قبلہ عالم کی زوجہ محترمہ اپنی والدہ کو ملنے مرید کے آئیں (ہمارا گھر ان کے گھر کے سامنے تھا) میری بیوی نے ازراہِ ہمدردی آپ حضور کی زوجہ محترمہ سے کہا کہ بیٹی تمہاری زندگی برباد ہوگئی ہے تمہارا خاوند تو درویشوں کے پیچھے پیچھے پھرتا ہے میں نے بھی اپنی بیوی کی ہاں میں ہاں ملا دی (اس وقت ہم لوگ حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ پرنور شخصیت کی عظمت سے نامحرم تھے) تو حضور قبلہ عالم کی زوجہ نے اپنی والدہ سے فرمایا کہ جب میں اپنے

گھر آباد ہو جاؤں گی۔ تبھی میں آپ سے ملنے آؤں گی۔ لہذا آپ اُسی وقت واپس ہو گئیں۔ اس وقت ہم کم ظرفوں کو حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ کی عظمت کا اندازہ نہیں تھا۔ بہر حال میں نے، میری بیوی نے اس کے علاوہ اہل محلّہ نے بھی بہت زور لگایا کہ بیٹی تم مت جاؤ، رُک جاؤ لیکن آپ کو شاید یہ بات اچھی نہ لگی تھی۔ اور آپ نے رکیں اور فرمانے لگیں کہ آپ نے یہ بات مجھے نہیں ہی بلکہ میرے خاوند کو ہی ہے۔ اور میرے خاوند کو نہیں بلکہ میرے پیر صاحب کو کہی ہے۔ اس لیے جب تک میں اپنے گھر میں آباد نہیں ہو جاتی تب تک میں آپ کو ملنے نہیں آؤں گی۔

وقت گزرتا گیا۔ ۳۰ سال کے بعد ایک دفعہ میں (حاجی بشیر احمد) دھرم پورہ میں اپنے عزیزوں کو ملنے گیا۔ باتوں باتوں میں حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب کے متعلق باتیں شروع ہو گئیں۔ کیونکہ میرے ہاں چالیس سال سے کوئی اولاد نہ ہوئی تھی۔ تو میرے دھرم پورہ والے عزیز نے مشورہ دیا کہ آپ حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ کے پاس کیوں نہیں جاتے۔ وہاں سے انشاء اللہ آپ کی اُمید ضرور بر آئے گی۔ وہ عزیز بھی سرکار کے بہت ماننے والے تھے۔ چنانچہ ہمیں حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب کو ملنے کا شوق پیدا ہوا۔ تو ایک دن میں اور میری بیوی آپ حضور قبلہ عالم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کی کہ حضور ہم بے اولاد ہیں آپ اللہ کے حضور دعا کریں۔ آپ حضور نے ہمارے لیے بہت دعائیں کیں۔ اور چند تعویز بھی پینے کے لیے دیئے۔ چند ہفتوں میں اللہ کے فضل و کرم سے امید رنگ لے آئی۔ اور ایک سال کے اندر اندر خدا نے ہمیں فرزندِ ارجمند کی نعمت سے نوازا۔ ہم بچے کو لیکر حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور بچے کو آپ کی جھولی میں ڈال

دیا۔ آپ حضور قبلہ عالم نے بچے کا نام خالد حسین صابری رکھا اور اس کی عمر درازی اور نیکوکار ہونے کی دعائیں ہیں۔

میرا اس واقعہ کو تحریر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آج سے ۳۰ سال پہلے میری بیوی نے حضرت خواجہ صوفی محمد شریف تنی سرورؒ صاحب کی زوجہ محترمہ سے کہا تھا کہ ہماری بچی کی زندگی برباد ہوگئی ہے مگر ہمیں اب سمجھ میں آیا ہے کہ ان کی زندگی برباد نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ لوگوں کو خوشیاں دینے والی۔ اور آباد کرنے والی ہوئی ہے۔ آج میں (حاجی بشیر احمد) یہ بات فخر سے لکھتا ہوں کہ اس آستانہ صابری سے صرف میری نہیں بلکہ ہزاروں لوگوں کی جھولیاں بھری ہیں۔ خدا اس آستانہ صابری کو تاقیامت آباد رکھے۔

(آمین ثمہ آمین)

کرامت نمبر ۱۳

محبت وچاہت کی اصل تصویر اولیاءاللہ کی صورت میں ہمارے سامنے آتی ہے۔
ان کی محبت کا انداز عام انسانوں کی محبت سے مختلف ہوتا ہے ان کا جذبہ محبت مکروفریب اور عداوت کے زہر سے پاک، خلوص اور سچائی کی شرینی سے بھرپور ہوتا ہے۔ ان کی شفقت، ریاکاری اور مطلب سے مبرا ہوتی ہے۔ دنیاوی رشتوں کی طرح ان کا ساتھ چند گھڑیوں یا کچھ عرصے کا نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ خدا کے بندے آخرت تک اپنے پیاروں کا بلکہ ہر اس شخص کا جو بلواسطہ یا بلاواسطہ ان سے تعلق رکھتا ہے۔ ساتھ نبھانے والے ہوتے ہیں۔ خدا نے اپنے پیارے حبیبؐ کے ذریعے اپنی مخلوق کی اصلاح کی عظیم ذمہ داری یونہی تو اپنے اولیاء کے کندھوں پر نہیں ڈالی۔ ان کے کندھے اتنے مضبوط ہوتے ہیں کہ اس وزن کو برداشت کر سکیں۔ جبھی تو یہ اللہ والے ہر لمحہ اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر شیطانی قوتوں سے معصوم انسانوں کو بچانے کی کوششوں میں مصروف ہوتے ہیں۔ ان کا جہاد ہر وقت کا ہوتا ہے۔ ظاہراً ان کے ہاتھ میں تلوار نظر نہیں آتی۔ مگر ان کا جذبہ عشق ان کی مثبت سوچ ہی ان کے لئے ایک تلوار کی طرح کام کرتی ہے۔ جس کے ذریعے یہ ہر مشکل سے ٹکرا جاتے ہیں۔ اور پھر کامیابی سے ہمکنار ہوتے ہیں۔

بقول علامہ اقبال!

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

یہ اللہ والے کسی بھی انسان کو پریشان حال نہیں دیکھ سکتے۔ اس لیے تو یہ ہر دکھی انسان کی مشکل کو حل کر دیتے ہیں۔ اگر ظاہری طور پر نہیں تو باطنی طور پر اس کی مدد کو پہنچ

جاتے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات تو کسی اشارے یا خواب کے ذریعے اسے آنے والی مشکل وقت سے آگاہ کر دیتے ہیں۔ اور اس کی مشکل کا حل یا تدبیر بھی بتا دیتے ہیں۔ جن افراد کی سوچوں کو مشکلات کی کٹھن آندھیاں مفلوج کر دیتی ہیں انہیں اپنے مسائل کے حل کی کوئی تدبیر نظر نہیں آتی۔ وہ موت کے کنارے کھڑے زندگی کا نظارہ دور سے کرتے ہیں۔ اپنی زندگی سے اس حد تک مایوس ہو جاتے ہیں کہ یہ الفاظ ان کی زبان پر رواں ہو جاتے ہیں۔

؎ زندگی میں تو کوئی چیز انوکھی نہ رہی
موت ہی ایک نئی بات نظر آتی ہے

دنیا کی جانب سے ٹھکرائے جانے کے بعد انہیں اپنا آخری سہارا مرشد کا آستانہ ہی نظر آتا ہے۔ اس جگہ شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

؎ تیری رحمت آگے بڑھ کر تھام لیتی ہے اسے
جو کہ دنیا بھر کے لوگوں کا ہو ٹھکرایا ہوا

اسی طرح ایک اور شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

؎ تیرے در کے سوا آسودگی در کہا ملتی
تیرے در پہ زمانہ ٹھوکریں کھاتا ہوا آیا

مرید صادق الیقین کے لیے مرشد کے آستانے سے بڑھ کر کوئی جائے پناہ نہیں ہوتی۔ مرشد کے آستانے سے ہمیشہ فیض و کرم کی نہریں پھوٹتی رہتی ہیں۔ ہر وقت مریضوں کو شفا ملتی ہے۔ اگر ہم ظاہری طور پر دنیا کے شفاخانوں کی بات کریں تو وہاں مریضوں کے علاج کے لیے مخصوص ٹائم رکھا جاتا ہے۔ اور اس میں بھی ہر کسی کا علاج نہیں ہو پاتا۔ مگر ان اللہ والوں

کے شفاخانوں پر ہر وقت کسی نہ کسی مریض کا علاج ہو رہا ہوتا ہے۔ کسی نہ کسی کو فیض سے نوازا جا رہا ہوتا ہے۔ یہاں دن رات کی کوئی تمیز نہیں ہر طالب گار کی مراد اس کے مانگنے سے پہلے پوری کر دی جاتی ہے۔ بعض اوقات تو بات ابھی سائل کے دل میں ہوتی ہے۔ اور انہیں خبر ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اولیاء کرام اللہ کے فضل و کرم سے دلوں کے حالات سے بخوبی واقف ہوتے ہیں۔

واقعہ: علماء شام میں سے ایک عالم جن کا نام عبداللہ تھا۔ بیان کرتے ہیں کہ میں طلب علم میں بغداد گیا۔ اس وقت ابن سقا میرے رفیق تھے۔ مدرسہ نظامیہ بغداد میں ہم عبادت میں مصروف و مشغول رہتے تھے۔ اور بزرگوں کی زیارت کیا کرتے تھے۔ اس وقت بغداد میں ایک بزرگ ہستی موجود تھی لوگ ان کو غوث وقت کہتے تھے۔ ان کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ جب وہ چاہتے ہیں ظاہر ہو جاتے ہیں اور جب چاہتے ہیں پوشیدہ ہو جاتے ہیں ایک دن میں، ابن سقا اور شیخ عبدالقادرؒ (جو اس وقت جواں سال تھے) ان کی زیارت کے ارادے سے روانہ ہوئے۔ راستہ میں ابن سقا نے کہا۔ کہ میں ان سے ایک ایسا سوال دریافت کروں گا۔ کہ وہ اس کا جواب نہیں دے سکیں گے۔ میں نے کہا کہ میں بھی ان سے ایک مسئلہ دریافت کروں گا دیکھوں وہ اس کا کیا جواب دیتے ہیں۔ شیخ عبدالقادرؒ نے کہا۔ معاذ اللہ کہ میں ان سے کچھ پوچھوں! میں تو ان کے پاس اس لیے جا رہا ہوں کہ ان کی زیارت کی برکات حاصل کروں۔ الغرض ہم تینوں جب ان کے مکان پر پہنچے تو ان کو ان کی جگہ پر نہ پایا۔ (جہاں وہ بیٹھتے تھے۔ وہاں موجود نہ تھے) کچھ دیر کے بعد دیکھا تو وہ اپنی جگہ پر موجود تھے اور کہا ابن سقا بڑے افسوس کی بات ہے۔ کہ تم مجھ سے ایسا مسئلہ پوچھتے ہو جس کا مجھے جواب نہیں آتا۔ حالانکہ وہ مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے۔ اور میں دیکھ رہا ہوں

کہ تیرے کفر کی آگ شعلہ زن ہوگی۔ پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے عبداللہ تم مجھ سے مسئلہ پوچھتے ہو۔ اور جاننا چاہتے ہو کہ میں کیا جواب دیتا ہوں۔ وہ مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے۔ تجھ کو دنیا بہت جلد تیرے دونوں کانوں تک گھیرے گی۔ (تو سراپا دنیا میں غرق ہو جائے گا)۔ اس کے بعد شیخ عبدالقادر کی طرف دیکھا۔ ان کو بلا کر اپنے پاس بٹھایا۔ اور بہت توقیر سے پیش آئے اور فرمایا۔ اے عبدالقادر! تم نے اپنے ادب سے خدا اور اس کے رسول (ﷺ) کو خوش کیا ہے۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تم بغداد میں منبر پر کھڑے ہو اور کہتے ہو کہ

قَدَمِي هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰه

ترجمہ: میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہے۔

اور تمہارے وقت کے تمام اولیاء کو دیکھتا ہوں کہ سب نے اپنی گردنیں تمہاری بزرگی کی وجہ سے جھکالی ہیں۔ بس یہ کہہ کر وہ غائب ہو گئے۔ اس کے بعد ہم نے پھر ان کو نہیں دیکھا۔ اور جیسا کہ انہوں نے کہا تھا ویسا ہی ہوا۔

بات وہیں ختم ہوتی ہے کہ جو جیسی خواہش لیکر جاتا ہے ویسی ہی مراد پاتا ہے۔ جو پوری نیت کے ساتھ ایمان اور عشق لیکر صحت یاب اور فیض یاب ہونے کی تمنا کرے اُسے ہی سب کچھ ملتا ہے۔

چاند نامی شخص اپنی روداد کو بڑے احسن طریقے سے ان کاغذات کی نذر کرتے ہیں کہ کس طرح ان کی پریشان کن زندگی کو حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف تخی سرور صاحب نے اپنی رحمت کی آغوش میں لیکر خوشحال اور پرسکون بنا دیا۔

چاند صاحب کچھ یوں بیان کرتے ہیں کہ میں ریلوے پھاٹک کے قریب رہتا

ہوں۔ میں اپنی زندگی کا ایک اہم واقعہ بیان کر رہا ہوں۔

میرے والد صاحب کافی عرصہ سے بیمار تھے۔ 4/5/78 تاریخ کی رات میں اپنے گھر میں آرام کر رہا تھا۔ میں بہت گہری نیند میں تھا نیند میں میں نے ایک خواب دیکھا۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے گھر والے مجھ کو اور میرے والد صاحب کو گھر سے باہر نکال رہے ہیں۔ اور کہہ رہے ہیں کہ تم لوگ یہاں سے چلے جاؤ، یہاں تمہارا کوئی نہیں ہے۔ میں بہت پریشان ہوتا ہوں۔ کہ یا اللہ یہ سب کچھ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ حالانکہ میں سلسلہ نوشاہی سے منسلک ہوں۔ میں ابھی اسی پریشانی میں ہوں کہ میرے سامنے آستانہ صابری کا تصور آیا۔ اور ساتھ ہی حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب کا چہرہ اقدس بھی میری نظروں کے سامنے آیا۔ میں فوراً وہاں سے آستانہ صابری آتا ہوں۔ یہاں آکر دیکھتا ہوں کہ حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب کے آستانہ عالیہ کا دروازہ بند ہے۔ ابھی میں دستک دینا ہی چاہتا ہوں کہ حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب دروازہ کھول دیتے ہیں۔ اور مجھے دیکھ کر فرماتے ہیں کہ

''بیٹا آپ اس وقت کیسے حاضر ہوئے''؟

(حالانکہ آپ تمام حالات وواقعات کو بخوبی جانتے ہیں)

میں سرکار کو ساری بات بتاتا ہوں اور آپ فرماتے ہیں کہ

''بیٹا یہ دروازہ آپ لوگوں کے لیے رات دن کھلا ہوا ہے۔ جس کا کوئی نہیں ہے اس کے لیے انشاء اللہ قبلہ و کعبہ الحاج صوفی محمد مشتاق احمدؒ سراجی صابری کا یہ غلام حاضر خدمت ہے''۔ آپ فرماتے ہیں کہ بیٹا آپ لوگ جب جی چاہے آسکتے ہیں۔ یہاں آپ کو پیرو

مرشد کی برکت سے فیض ہی ملے گا۔ اور آپ فیض یاب ہونگے آپ حضور قبلہ عالم کے ان الفاظ پر میری آنکھ کھل گئی اور میں صبح ہی حضور پرنور حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اور تمام واقعہ بیان کر دیا میں نے پہلے بھی بیان کیا ہے۔ کہ ان دنوں میرے والد صاحب کی طبیعت بہت خراب تھی وہ موت اور زندگی کی کشمکش میں مبتلا تھے۔ ان کا شمار نہ مردوں میں تھا اور زندوں میں۔ الغرض کہ وہ قریب المرگ تھے۔ میں نے حضور قبلہ عالم سے عرض کی کہ یا حضرت آپ میرے ساتھ میرے گھر چلیں۔ اور میرے والد صاحب کیلئے دعا فرمائیں۔ میرا یہ ایمان ہے کہ جب آپ حضور کی ہمارے غریب خانہ پر تشریف آوری ہوگی۔ تب ہی میری اور میرے والد صاحب کی مشکل آسان ہوگی حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب دن کے ۱۱ بجے میرے ساتھ میرے گھر تشریف لائے اور میرے والد صاحب کے لیے دعا فرمائی کچھ پانی بھی پڑھ کر دیا اور مجھ سے فرمانے لگے کہ اب آپ کے والد ماجد کی مشکل آسان ہو جائے گی (میرے پیرومرشد کی برکت سے) اور حضور کی کہنا بالکل سچ ثابت ہوا۔ چند روز کے اندر اندر نہ صرف میرے والد صاحب صحت یاب ہو گئے بلکہ ہمارے گھریلو حالات بھی بدل گئے۔ پہلے جیسی خوشی اور سکون دوبارہ لوٹ آیا یہ سب سرکار کی کرم نوازی کی بدولت ممکن ہوا۔

کرامت نمبر ۱۴

جس روز خدا تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا تو اسی روز اس کے سب سے بڑے دشمن شیطان یعنی ابلیس کا بھی جنم ہوا۔ ایک دشمن کبھی بھی آپ کے لیے اچھا نہیں چاہے گا۔ وہ ہر لمحہ آپ پر حملے کی تاڑ میں رہتا ہے۔ تو اسی طرح ایک دشمن کا حق ادا کرتے ہوئے ابلیس نے بھی آدم کو ہر منزل پر گمراہ کرنے کی کوشش کی۔ اور اپنے اس حربے میں وہ کامیاب بھی ہو گیا۔ مگر اس غفور و رحیم ذات نے شیطان کو چیلنج کر دیا کہ تو لاکھ میرے بندے کو سیدھی راہ سے بھٹکا لے، اسے مجھ سے کتنا ہی دور کرے مگر میں بھی اپنی رحمت کے دروازے اس کے لیے قیامت تک کھلے رکھوں گا۔ اور جو بندہ خلوصِ دل سے توبہ کر کے میری جانب رجوع کرے گا۔ وہ دوبارہ میری پناہ میں آ جائے گا۔ قرآنِ مجید میں ارشاد ہے۔

ترجمہ: ''گناہ سے توبہ کرنے والا شخص ایسے ہوتا ہے جیسے اس نے کبھی گناہ کیا ہی نہیں''

حضرت آدمؑ نے بھی سچے دل سے توبہ کر کے خدا تعالیٰ کو پکارا اور اللہ کی پناہ چاہی (شیطان کے شر سے) تو خدا نے آپ کو معاف فرما دیا۔ مگر شیطان نے اپنے شر کا دائرہ کار یہیں پر ختم نہیں کیا۔ بلکہ اس نے اور پکا عزم بنا لیا۔ کہ وہ ہر نیک انسان کو راہِ ہدایت سے ہٹائے گا۔ مگر خدا تعالیٰ نے بھی شیطان کے شر آلودہ ذہن کو جانچتے ہوئے اور اس کے ہتھکنڈوں سے اپنے نیک بندوں کو بچانے کیلئے اپنے انبیاء کرام اور اولیاء کرام کو معبوث فرمایا کہ وہ انہیں سیدھے راستے پر لا کر شیطان کو شکستِ فاش دیں۔ یہ اللہ والے اپنی ڈیوٹیاں آج تک تندہی سے انجام دے رہے ہیں۔ شیطان نے ان کے رستے میں بھی روڑے اٹکانے کی بہت کوششیں کیں۔ مگر ہر دفعہ اسے ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ آپ جب خدا کی راہ میں اپنے بیٹے کو

قربان کرنے لگے تو اس وقت شیطان نے تین جگہ پر اپنا جال بچھانا چاہا۔ پہلی دفعہ اس نے باپ (یعنی حضرت ابراہیمؑ) کو ورغلایا کہ اپنی راہ سے ہٹ جاؤ دوسری جگہ ماں (یعنی حضرت ابراہیمؑ کی زوجہ محترمہ کو) ورغلانا چاہا۔ اور تیسری جگہ بیٹے (حضرت اسمٰعیلؑ) کو بھٹکانا چاہا کہ تم خدا کے رستے سے انکاری ہو جاؤ۔ مگر خدا کی رحمت دیکھئے کہ اسے تینوں جبھوں پر شکست ہوئی حضرت ابراہیمؑ اپنے ارادے پر اٹل رہے اور ان کی عظیم قربانی کیا خوبصورت رنگ لائی اور ہم سب مسلمانوں کے لیے ایک عظیم تحفہ لائی بقول میرے پیر و مرشد حضرت خواجہ پیر اصغر علی چشتی صابری سروری کے

"شیطان (ابلیس) کو خدا کی طرف سے کتنا اچھا تحفہ ملا ہے
کہ قیامت تک اسے کنکریاں ہی ماری جاتی رہیں گی اور ہم
مسلمانوں کا حج اس وقت تک قبول نہ ہوگا جب تک ہم
شیطان کو کنکریاں نہ ماریں گے"

واقعہ: اسی طرح حضرت غوث اعظمؒ کا واقعہ بھی ہمارے لئے ایک اہم مثال ہے۔ آپ کے صاحبزادے شیخ ضیاء الدین ابو نصر موسیٰ فرماتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے مجھے بتایا کہ ایک دفعہ میں ایک بے آب و گیاہ بیابان میں پھر رہا تھا۔ پیاس سے زبان پر کانٹے پڑے ہوئے تھے۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ بادل کا ایک ٹکڑا میرے سر پر نمودار ہوا۔ اور اس میں سے ٹپ ٹپ بوندیں گرنے لگیں۔ مجھے معلوم ہوا کہ یہ باران رحمت ہے۔ چنانچہ بارش کے اس پانی سے میں نے اپنی پیاس بجھائی اور اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔

پھر میں نے دیکھا کہ ایک عظیم الشان روشنی نمودار ہوئی۔ جس سے آسمان کے

کنارے روشن ہو گئے اس میں ایک صورت نمودار ہوئی۔ اور مجھ سے مخاطب ہو کر کہا اے عبدالقادر میں تیرا رب ہوں۔ میں نے تیرے لیے سب چیزیں حلال کر دی ہیں۔

میں نے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ط پڑھ کر اسے دھتکار دیا۔ وہ روشنی فوراً ظلمت سے بدل گئی، اور وہ صورت دھواں بن گئی اس دھوئیں سے میں نے یہ آواز سنی، اے عبدالقادر! خدا نے تم کو تمہارے علم و تفقہ کی بدولت میرے مکر سے بچا لیا۔ ورنہ میں اپنے اس مکر سے ستر صوفیہ کو گمراہ کر چکا ہوں۔

میں نے کہا بے شک میرے مولا کریم کا کرم ہے جو میرے شامل حال ہے۔

سیدنا غوثِ اعظم سے پوچھا گیا۔ یا حضرت آپ نے یہ کیسے جانا کہ وہ شیطان ہے؟ فرمایا! کہ اس کے یہ کہنے سے کہ اے عبدالقادر! میں نے حرام چیزیں تیرے لیے حلال کر دی ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فحش باتوں کا حکم نہیں دیتا۔

یہ سلسلہ تو چلتا آ رہا ہے ازل سے لیکر آج تک شیطان اور شیطانی ذہن رکھنے والے انسان نیکوکار افراد کے پیچھے سایے کی طرح لگے ہوئے ہیں اور ہر جگہ انہیں گمراہی کے گڑھے میں دھکیلنے کے کے چکروں میں رہتے ہیں۔ مگر آخر کار جو دوسروں کے لیے گڑھا کھودتا ہے وہ خود اس میں گر پڑتا ہے۔ ان شیطانی ذہن رکھنے والوں میں جادو ٹونا کرنے والے اور کالا علم کرنے والے افراد سر فہرست ہیں میرے پیر و مرشد حضرت خواجہ پیر اصغر علی چشتی صابری سروری فرماتے ہیں۔

''جادو برحق ہے مگر کرنے والا کافر ہے''۔

یعنی جادو کرنے والے کل بھی تھے اور آج بھی انسانیت کو نقصان پہنچانے کے چکروں میں ہیں۔ ان کا یہ فعل ان کے حسد اور نفرت کا نتیجہ ہوتا ہے۔ یہ لوگ کسی کو ہنستا مسکراتا اور خوشحال

نہیں دیکھ سکتے ہر خوش طبع انسان کو زندگی سے دور کر دیتے ہیں۔ اس کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ کھڑی کر دیتے ہیں۔ دوسروں کو اپنے کالے علم کی بدولت انتہائی بیماری یا اذیت میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ اور اچھے خاصے ہنستے بستے گھروں کو اپنی حوس کی آگ میں جلا کر راکھ کر ڈالتے ہیں۔ یہ اگر چہ دنیاوی طور پر خود کیلئے تسکین حاصل کر لیتے ہیں لیکن اخروی طور پر جمع ہونے والے عظیم خسارے سے بے خبر ہوتے ہیں ان کی یہی تسکین روز حشر کو ان کے لیے دردناک عذاب بن کر سامنے آئے گی جس کی خاطر انہوں نے نہ جانے کتنے گھروں کو برباد کر دیا۔

ان کالے پیلے علم کرنے والوں سے آپ چاہے کتنا ہی اچھا برتاؤ کریں۔ مگر یہ آستینوں کے سانپ کی طرح آپ کو ضرور ڈس جائیں گے ہمارے نبی پاکؐ جو کہ رحمت اللعالمین ہیں۔ آپ سے بڑھ کر شفقت و مہربانی کرنے والا اور کون ہو سکتا ہے کہ جنہوں نے کبھی کسی کا بڑا نہ چاہا۔ ان جادو کرنے والوں نے آپؐ کی ذات مبارک کو نہ بخشا تو ہم آپ کیا ہیں؟ آپؐ پر بھی جادو کیا گیا۔ آپؐ کی صحت مبارک خراب رہنا شروع ہو گئی۔ مگر آپؐ نے اسے اللہ کی جانب سے آزمائش سمجھ کر گلے سے لگایا اس کا ہمت حوصلے سے سامان کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی مدد فرمائی۔ سورۃ الناس اسی موقع پر نازل ہوئی۔ آخر کار آپؐ کی ہمت اور صبر کامیاب ہوا۔ اور دشمن کا منہ کالا ہو گیا۔ کتنا فرق ہے ان لوگوں میں اور اللہ والوں میں اللہ والے دوسروں کو خوشیاں اور مسکراہٹیں دیتے ہیں۔ اداس زندگیوں میں مسرت و شادمانی کے رنگ بھر دیتے ہیں۔ مردہ دلوں کو جینے کی نئی راہ بتاتے ہیں۔ ہر ناکامی کو کامیابی سے بدل دیتے ہیں۔

ہماری اس وضاحت سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ جادو وغیرہ سب حقیقت

رکھتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے توڑ کا طریقہ بھی دیا ہے۔ اللہ کے پاک کلام میں بڑی طاقت ہے اللہ کے اس نوری عمل سے، ناری عمل کو توڑا جا سکتا ہے۔ بقول میرے پیر و مرشد حضرت خواجہ پیر اصغر علی چشتی صابری سروری کے ''جو اللہ کے پاک کلام میں طاقت ہے وہ کسی اور چیز میں نہیں ہے''۔

مگر آج کل جعلی تعویز گنڈھے کرنے والوں نے دنیا کو ایک بے وقوف بنا رکھا ہے۔ معصوم، بھولے بھالے، لوگوں کو لوٹنے کا ایک ذریعہ بنا لیا ہے۔ حالانکہ اگر تعویز وغیرہ کا استعمال کسی کی مدد یا معاشرے کی فلاح کے لیے کیا جائے۔ تو یہ نیکی کی نیکی اور ثواب کا ثواب والی بات ہے۔

حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ ہر مرض کے علاج میں اللہ کے پاک کلام کو ضرور استعمال میں لاتے۔ آپ ہر بیماری کا نہ صرف دنیاوی لحاظ سے دوا کے ذریعے بلکہ روحانی طور پر بھی مکمل سدِ باب کرتے۔ جبھی تو آپ کے آستانہ عالیہ پر مریضوں کا ہجوم لگا رہتا۔ اور الحمد اللہ ہر مریض شفایاب ہو کر آستانہ سے گیا۔ محمود احمد صاحب بھی اپنا کچھ ایسا ہی واقعہ تحریر کرتے ہیں کہ

آپ حضور کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہونے سے قبل مجھے ایک انجانا سا خوف ذہن پر طاری رہتا تھا۔ اور ہر وقت ایک ایسی کیفیت رہتی تھی جو اگر میں بیان کرنا چاہتا بھی تھا تو بیان نہیں کر سکتا تھا یوں سمجھیئے کہ واضح طور پر ذہن کو بند کر دیا گیا تھا۔ اداسی اپنی انتہا کو پہنچ جاتی تھی۔ میں ہر وقت اپنے بارے میں ناقابل بیان حد تک سوچتا رہتا تھا اور پریشان ہوتا تھا۔ ہر کام کرنے سے پہلے ڈر جاتا تھا۔ کسی بھی کام کو کرنے لگتا تو گھبرا جاتا تھا۔ بعض اوقات یہ بات انتہا کو پہنچ جاتی تھی۔ میں اکیلا رہنا پسند کرتا تھا۔ اور اکثر خودکشی کرنے کو دل

چاہتا تھا۔ اور یوں لگتا تھا کہ زندگی ختم ہو چکی ہے۔ اور میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔ اور یونہی مرجاؤں گا۔ اس لیے مجھے مرجانا چاہیے۔ اور جو کام بھی کرتا تھا ادھورا رہ جاتا تھا۔

لیکن اب سرکار حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ کی جانب سے عنایت کردہ تعویز نلکے میں ڈالنے کے بعد اور پانی استعمال کرنے کے بعد میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ حالت بالکل برعکس ہے۔ میرے اندر جینے کی نئی اُمنگ پیدا ہو چکی ہے۔

ہر کام میں لگن پیدا ہو گئی ہے۔ کسی قسم کا ڈر نہیں ہے۔ ماحول بھی خوشگوار لگنے لگا ہے۔ یوں کہیے کہ ایک نئی زندگی کا دور آ گیا ہے۔ یہ سب سرکار کی کرم نوازی ہے۔ ان کے ساتھ نے مجھے ایک نئی راہ دکھا دی ہے اللہ تعالیٰ آپ کے آستانہ عالیہ کو ہمیشہ آباد رکھے۔ اور آپ کی کرم نوازیوں کا سلسلہ یونہی تا قیامت چلتا رہے۔

(آمین ثمہ آمین)

حضور قبلہ عالم کی شان ناقابل بیان ہے۔ آپ کی رحمت و کرم نوازی کی کوئی حد نہیں محمود صاحب جن کی زندگی خشک اور ویران صحرا کی مانند ہو گئی تھی اسے آپ کی رحمت و شفقت نے پر رونق اور جل تھل کر دیا۔ اور نئی خوشگوار زندگی سے متعارف کروا کے ہمیشہ کے لیے اپنا گرویدہ بنا لیا۔

کرامت نمبر ۱۵

انسانوں کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے لاتعداد غیبی مخلوق کو پیدا کیا ہے۔ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے جنات کی مخلوق بھی ان مخلوقات میں سے ایک ہے۔ ان کا وجود ایک حقیقت ہے۔ انسانوں کی طرح ان کی بھی آبادیاں ہوتی ہیں۔ یہ بھی قبائل اور خاندانوں کی صورت میں رہتے ہیں۔ اور پوشیدہ طور پر اپنی سرگرمیوں میں مصروف کار ہوتے ہیں۔ عموماً یہ انسانوں کو کچھ نہیں کہتے لیکن بعض اوقات انسان کی کسی انجانی کوتاہی کی بنا پر یا پھر اپنی کسی خواہش کی بنا پر یہ انسانوں کے در پہ آزاد ہو جاتے ہیں۔ انہیں خوفزدہ کرنے کے لیے کچھ عجیب وغریب حالات پیدا کر دیتے ہیں۔ یا پھر بعض اوقات کسی انسان کی ذات کو اذیت پہنچاتے ہیں۔ ان تمام امراض کا علاج ہماری ڈاکٹر اور سائنس میں موجود نہیں ہے۔ ان کا حل یا تو وہی شخص کر سکتا ہے۔ جو جنات کی عادات واطوار سے واقف ہو۔ جو علم غیب پر بھرپور دسترس رکھتا ہو۔ جس کی زبان کی تاثیر بے انتہا ہو۔ ایک عام انسان کی آنکھ عالمِ غیب کی مخلوقات کو دیکھنے سے قاصر ہے۔ کیونکہ یہ تمام خدا تعالیٰ کے راز ہی ہوتے ہیں۔ جنہیں ہر ایک پر عیاں نہیں کیا جا سکتا۔ یہ راز اس کے خاص بندوں پر ہی کھلتے ہیں۔ اللہ کے بندے (اولیاء کرام) بھرپور طاقت کا منبع اپنے اندر لئے ہوتے ہیں۔ ان پر رب کی خاص کرم نوازی ہوتی ہے۔ ان کی پرواز کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ علامہ اقبال نے جو شاہین کا لفظ اپنے اشعار میں استعمال کیا ہے۔ وہ انہیں اللہ والوں کی شان میں کہا گیا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ

تو شاہین ہے پرواز ہے کام تیرا

تیرے سامنے آسماں اور بھی ہیں

ان کی طائرانہ نگاہ سے کوئی بات بھی پوشیدہ نہیں ہوتی۔ چونکہ ایک عام شخص علوم غیب سے مکمل طور پر لاعلم ہوتا ہے۔ اس لیے جب بھی اس کے ساتھ کوئی انہونی بات یا عجیب وغریب واقعہ رونما ہوتا ہے تو وہ خوف وہراس میں مبتلا ہو جاتا ہے یہ باتیں اس نارمل زندگی سے ذرا علیحدہ ہوتی ہیں۔ جبھی وہ پریشان ہو جاتا ہے۔ یہ سب باتیں اس کے کمزور ایمان کے باعث رونما ہوتی ہیں۔ خدا پر یقین نہ ہو تو چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی بہت بڑا لگتا ہے۔ اور نہ ہی اس مسئلے کی کوئی بہتر تدبیر نظر آتی ہے۔ لیکن اگر مرشد کامل کا ساتھ ہو تو انسان کو کسی چیز کا خوف نہیں رہتا اُسے ایک مضبوط سہارا مل جاتا ہے۔ پھر کوئی مشکل اس کے آڑے نہیں آتی۔ ان اللہ والوں کا خدا پر یقین بڑا مضبوط اور پختہ ہوتا ہے۔ یہ کبھی کسی بات سے گھبراتے نہیں۔ بڑی سے بڑی آفت سے ٹکرا جاتے ہیں۔ اپنی جان کی پرواہ نہیں کرتے۔ بلکہ بعض اوقات تو اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر دوسروں کی مشکل کو حل کرتے ہیں۔ شاعر کیا خوب لکھتا ہے۔

تیری نگاہ میں ہے معجزات کی دنیا
میری نگاہ میں ہے حادثات کی دنیا

ان کا کنٹرول ہر چیز پر ہوتا ہے۔ لوگوں کو جو تکالیف جنات یا بھوت پریتوں کی جانب سے ملتی ہیں یہ لوگ نہ صرف انہیں حل کرتے ہیں بلکہ ان جنات وغیرہ کو بھی سیدھی راہ پر لاتے ہیں۔ اور حقیقت میں یہ تمام مخلوقات ان اولیاء اللہ کی تابع اور فرمانبردار ہوتی ہیں۔

صوفی معراج الدین صاحب کا گھرانہ بھی کچھ عجیب وغریب حالات سے دوچار تھا۔ ہر جانب خوف وہراس کا عالم طاری تھا۔ لیکن حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف تنی روز صاحب کی بدولت انہیں اس پریشانی سے نجات ملی۔ اور گھر کا سکون دوبارہ بحال ہو

گیا اس واقعہ کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میرے (صوفی معراج دین صابری) کے مکان کی چھت کے اوپر جو چار پردے تھے ان میں سے ایک پردہ جو پہاڑ کی جانب دروازے کے عین اوپر تھا وہ ایسے لرزنا، کانپنا شروع ہو گیا جیسے کہ ایک آدمی تیز بخار سے کانپتا ہے۔ یا جیسے کہ آٹا پیسنے والی چکی چل رہی ہوتی ہے۔ یہ ایک دہشت ناک منظر تھا کہ بغیر کسی وجہ سے پردہ خود بخود وہاں رہا ہے۔ گھر میں بہت زیادہ دہشت تھی۔ میرے گھر والے اور اہل محلہ بھی بہت پریشان تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے کہ شمال جنوب دکن کے جو پردے ہیں۔ وہ بالکل ٹھیک ہیں۔ اور جو پہاڑ کی جانب ہے وہ مسلسل کانپ رہا ہے۔ صبح صادق سے لیکر دوپہر تک دیکھتے رہے مگر وہ مسلسل ہلے جا رہا تھا۔ آخر کار بچے گھر چھوڑنے پر تیار ہو گئے اس واقعہ سے میں بھی پریشان ہو گیا۔ پھر میں اپنے مرشد کامل حضرت خواجہ صوفی محمد شریف تخی سرورؒ صاحب کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اور آپ کے حضور تمام ماجرا بیان کیا۔ آپ حضور قبلہ عالم میرے ساتھ میرے گھر چلنے کیلئے تیار ہوئے گھر تشریف لا کر آپ حضور نے اس جگہ کا اچھی طرح معائنہ کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ نے پانی دم کر کے مکان پر چھڑ کنے اور ایک تعویز پردے پر چپکانے کیلئے دیا۔ میں نے ویسے ویسے ہی کیا جیسا کہ حضور نے مجھے حکم دیا۔ کچھ دیر کے بعد وہ پردہ لرزنا بند ہو گیا۔ اور صورت حال پہلے جیسی ہو گئی۔ یہ میرے سرکار کی کرامت پاک تھی۔ جس نے ہمیں مشکل سے نجات دلائی۔ اور اب ہم اس گھر میں راحت وسکون کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

حضور قبلہ عالم کی اس کرامت پاک کے بیان کے بعد ہم پر حضور کی پرنور شخصیت کا ایک اہم پہلو نمایاں ہوا۔ کہ آپ کی ذات میں طاقت کا وسیع خزانہ موجود ہے۔ آپ کا

روحانی تصرف باکمال ہے۔ آپ کی مدبری وحکمت کا یہ عالم ہے کہ جو مسائل عرصہ دراز سے حل نہ ہو پاتے آپ حضور چند لمحوں میں ان کا احسن حل اور سدباب کر دیتے۔ نیز ہمیں تین باتوں کا مزید اندازہ ہوتا ہے۔ ایک تو یہ کہ جب بھی کسی مرید نے آپ کو مشکل میں پکارا تو آپ خود اس کی تکلیف کا مداوا کرنے کے لیے تشریف لے جاتے چاہے کتنی ہی مسافت طے کرنی پڑتی۔ دوسری بات یہ کہ عالم غیب پر آپ کی دسترس باکمال ہے۔ اور تیسری بات یہ کہ آپ نے روحانی عوامل اور تعویزوں کو ہمیشہ دوسروں کے فائدے کی خاطر استعمال کر کے ان کم ظرفوں کے منہ کو بند کر دیا۔ جن کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ چیزیں صرف بگاڑ پیدا کرنے کے لیے استعمال ہوتی ہیں۔

ہماری یہی دعا ہے کہ رب تعالیٰ سرکار کے جمال وجلال کو تاقیامت اسی طرح قائم دائم رکھے۔

(آمین ثم آمین)

کرامت نمبر۱۶

اللہ تعالیٰ انسان کو اس دنیا میں ایک اہم اور خاص مقصد کی تکمیل کی خاطر بھیجا۔ لیکن اس دنیا کی رنگینی اور خوبصورتی میں گم ہو کر وہ نہ صرف اپنے اصل مقصد سے دور ہوتا چلا گیا بلکہ اس نے مادی دنیا کی آسائشوں کی لذت و محبت کا ایسا حصار اپنے اردگرد قائم کر لیا ہے۔ جس کی گرفت میں سے لاکھ کوشش کے باوجود وہ باہر نہیں آپا رہا۔ اور اس کی کشش کی جانب کھنچتا چلا جا رہا ہے۔ اس جہان فانی کو ہی سب کچھ سمجھ کر اس کی ہر شے کی طلب کو اپنے دل میں مزید جگہ دیتا جا رہا ہے۔ اس کے حصول کے لیے خوب تگ و دو کرتا ہے۔ بقول شاعر

ہے یہ دنیا سبزہ زار و خوش فضا
تو ہے مثل گاؤ اس میں چر رہا

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

"زین للناس حب الشهوات من النساء البينو القناطير المقنطرة من الذهب و الفضة و الغيد المسومة و الانعام و العرث ذالک متاع العيوة الدنيا و الله عندب حسن الماب".

ترجمہ: "زینت دی گئی ہے لوگوں کے واسطے محبت خواہشوں کی عورتوں اور بیٹوں اور جمع کئے ہوئے خزانوں، چاندی اور سونے اور نشان کئے ہوئے گھوڑوں اور چارپایوں اور کھیتی سے۔ یہ زندگی دنیا کا متاع ہے اور اللہ کے پاس نیک بازگرشت کی جگہ ہے"۔

لیکن بعض اوقات جب وہ ان خواہشات کے حصول میں ناکام ہو جاتا ہے تو وہ

رنج والم میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ مایوس ہو جاتا ہے اس پریشانی اور مشکل کا حل صرف ایک کامل مرشد کے پاس ہی ہوتا ہے۔ جیسا کہ بابا صاحب ؒفرماتے ہیں۔

''دل کی زمین میں جو کہ عجیب و غریب بوقلموں رنگوں والی ہے۔ خواہشات نفسانی کے کانٹوں کا باغ لگا ہوا ہے۔ اس میں حصول ناحصول اشیاء، کے راحت و رنج کا ہمیشہ غم اور درد ہوتا رہتا ہے اس واسطے دل کو مستحکم استقامت نہیں ہو پاتی ہے مگر جس انسان کو اپنے پیر و مرشد سے سرفرازی حاصل ہوئی ہے۔ اور دل و جان سے اس کا مطیع اور فرمانبردار ہوا ہے۔ اس کو ان کانٹوں کا بالکل غم اور درد نہیں ہوتا ہے۔ اور ہر وقت یاد خدا سے اس کے دل میں راحت اور اطمینان ہی رہتا ہے''۔

تو گویا ان اللہ والوں کا ساتھ انسان کے لیے ایک نعمت ہے۔ ان کا ساتھ دائمی ہوتا ہے۔ جو مرنے کے بعد تک بھی قائم رہتا ہے۔ یہ اللہ والے بغیر کسی لالچ و طمع کے صرف دوسروں کو بانٹنے کا مقصد ذہن میں رکھتے ہیں۔ چاہے کوئی اولاد کا خواہاں ہو یا دولت کا، کوئی شہرت کی طلب رکھتا ہو یا فیض کی ہر آنے والا اپنی خالی جھولی کو بھر کر ان کے آستانے سے جاتا ہے۔ ان کے در ضرورت مندوں کیلئے ہمیشہ سے کھلے ہوتے ہیں۔ ہر کام ان کے لیے ممکن ہو جاتا ہے۔ بقول ڈاکٹر علامہ اقبال

عجب نہیں کہ بدل دے اسے نگاہ تیری
بلا رہی ہے تجھے ممکنات کی دنیا

ہر ایک کو نعمت سے نوازتے ہیں۔ ان کی محبت بے لوث ہوتی ہے ہر کسی کے لیے یکساں، فراخدلانہ۔ اللہ والے بڑے ہی قدردان ہوتے ہیں۔ ان کی چاہت کا دائرہ اتنا وسیع ہوتا ہے۔ یہ نہ صرف اپنے چاہنے والے کی ذات سے بلکہ اس کے ساتھ منسلک ہوئی تمام اشیاء

اور رشتے ناتوں سے بھی گہری وابستگی والفت رکھتے ہیں۔ یہ پیار کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی اس کی تعلیم دیتے ہیں۔ اللہ والے اپنے چاہنے والوں سے تو شفقت فرماتے ہی ہیں۔ مگر ان کے ساتھ آنے والے افراد سے بھی انتہا کی محبت کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ اپنے عاشقوں کی ہر بات کا خیال رکھتے ہیں۔ ان کی لاج ہر موڑ پر نبھاتے ہیں کبھی ان کا مان نہیں توڑتے اور ایک سچے عاشق مرید کی بھی یہی تمنا ہوتی ہے۔ کہ وہ اپنے مرشد کے فیض کو باقی لوگوں میں بانٹے۔ یوں ایک سلسلہ چل نکلتا ہے۔ دیئے سے دیا جلنا اسی کو کہتے ہیں۔ کہ ان سے روشنی پانے والا پھر آگے روشنی پھیلائے۔ اگر حقیقت کے پہلو پر غور کیا جائے تو ان اللہ والوں کا کسی ایک انسان کے قلب کو منور کرنا صرف اُسی تک محدود نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ ایک زنجیر کی صورت میں، ایک تحریک بن کر پورے عالم کو روشن کرنے سے مراد ہوتا ہے۔ دین کی تبلیغ اسی کا نام ہے۔ کیسا خوبصورت نظام ہے۔ بڑا ہی سہانا اور وسیع۔

محمد صدیق صاحب حضور قبلہ عالم کی کرامت پاک کا تذکرہ کرتے ہیں کہ کس طرح ان کے ہم زلف (محمد صدیق صاحب) جو اولاد کی نعمت سے محروم تھے، ان کے توسل سے حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور سرکار کی کرم نوازی سے ان کی مراد بر آئی۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ

میرے ہم زلف (جن کا نام نامی اسم گرامی بھی محمد صدیق ہے) کے ہاں عرصہ دراز سے کوئی اولاد نہیں تھی۔ جبکہ انہوں نے کافی جگہ سے علاج معالجہ بھی کروایا تھا۔ اور تعویز وغیرہ بھی کروائے تھے۔ لیکن اولاد کی نعمتِ عظمٰی سے محروم رہے۔ اس پر میں نے حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ کا تعارف کرایا۔ کہ آپ آستانہ صابری حاضر ہو کر اپنی مراد کو پہنچیں۔ انہوں نے مجھے ساتھ چلنے کو کہا۔ اس پر میں اپنے ہم

زانف محمد صدیق اور ان کی اہلیہ کو لیکر حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف نخی سرورؒ کے دراقدس پر حاضر ہوا۔ اور حضور سے عرض کی کہ یا سرکار میرے اس بھائی کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہے۔ اس پر حضور قبلہ عالم نے ازراہ شفقت فرمائی اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعا فرمائی۔ اور پتیدوائی عنایت فرما کر استعمال کرنے کو کہا۔ آپ کی دعا و برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کو ثمر شیرین سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ نے فرزند ارجمند عطا فرمایا۔ جس کا نام آفتاب صابری رکھا۔ ہمارا یہ واقعہ تحریر کرنے کا اصل مقصد و مدعا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اولیائے عظام کے توسل سے ہر مشکل حل کر دیتا ہے۔ ہماری یہ دلی دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ! آستانہ صابری کا ستارہ ترقی ہمیشہ کمال پر چمکتا رہے اور تا قیامت قائم رہے۔ اور حضور قبلہ عالم کا فیض ہمیشہ قیامت تک جاری ساری رہے اور آپ کا سایہ ہم غریبوں کے سروں پر ہمیشہ رہے۔

(آمین ثمہ آمین)

کرامت نمبر ۱۷

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس کائنات میں اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا۔ اسے ''اشرف المخلوقات'' کے لقب سے سرفراز فرمایا۔ ''اشرف المخلوقات'' کا معنی ہے ''تمام مخلوقات سے اعلیٰ وافضل''، یعنی جتنی بھی خدا تعالیٰ کی نوری وناری مخلوقات ہیں ان میں افضل درجہ پر انسان فائز ہے۔ اور جب کسی کو اتنے بڑے عہدے یا منصب سے نوازا جاتا ہے تو اس میں اس عہدے کی مناسبت سے خوبیوں کا پایا جانا ناگزیر ہوتا ہے۔ یعنی کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس قدر صلاحیتوں اور طاقتوں سے نوازا ہے۔ کہ وہ ہر چیز کو اپنے زیرنگوں کر سکے اور یہ بات بالکل سچ ہے کہ آدم کے اس پتلے میں خدا تعالیٰ نے اپنے نور کو چھپا کر اسے کائنات میں اپنی ذات وصفات کے ظہور کی خاطر بھیج دیا۔ تو اس سے یہی بات ظاہر ہوتی ہے۔ کہ ہر چیز انسان کے اختیار میں ہے۔ مگر اس کے لیے لازم یہی ہے کہ سب سے پہلے انسان اپنے منصب ومقام کو پہچانے، خود کو اس عظیم الشان عہدے کا اہل بنائے تب ہی کچھ ممکن ہے۔ باقی یہ تو حقیقت ہے کہ دنیا کا کوئی کام بھی ناممکن نہیں۔ ہر مشکل کا کوئی نہ کوئی حل اور سد باب ضرور ہوتا ہے مگر انسان کا پختہ ارادہ اور پرخلوص نیت شاملِ حال ہونی چاہیے۔ پھر ساری کائنات ہی اس کے قدموں میں ہوگی۔ بقول علامہ اقبال

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے

خدا خود بندے سے یہ پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے۔

ایک اور جگہ آپ لکھتے ہیں کہ

دل اگر اس خاک میں زندہ و بیدار ہو

تیری نگاہ توڑ دے آئینہ مہر و ماہ

نبی پاکؐ سے لیکر آپؐ کے جانشینوں یعنی اولیاء کرام کا سلسلہ ہماری اسی بات میں رہنمائی کرتا ہے۔ کہ ان اللہ والوں کے لیے کوئی بھی بات ناممکن نہیں ہوتی۔ ان کا کام انسانیت کی فلاح و بہبود اور خدا کے سچے دین کی تبلیغ ہے۔ ہر لمحہ یہ کسی نہ کسی دکھی انسان کی پریشانی کا مداوا کرتے نظر آتے ہیں۔ خواہ وہ ظاہری ہو یا باطنی۔ کیونکہ جس طرح ہر بیماری کے لیے کوئی نہ کوئی دوا ضرور ہوتی ہے۔ اس کے استعمال سے ہی مرض پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ اسی طرح کچھ روحانی بیماریاں بھی ہوتی ہیں۔ جن پر کنٹرول بھی باطنی طور پر مختلف عوامل اور تعویزوں کے ذریعے کیا جا سکتا ہے۔ اگر ہم تعویزوں کی حقیقت پر غور کریں تو مطلب کچھ اور نکلتا ہے۔ مگر آج کل عوام اس کے بارے میں بہت غلط نظریات و عقائد رکھتے ہیں۔ اسے ایک مذاق کے طور پر لیا جاتا ہے۔ ایک جادوئی نسخے کے طور پر اس کا استعمال ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ تعویز دھاگوں پر لوگوں کا اعتبار اس وجہ سے بھی اُٹھ چکا ہے۔ کہ آج کل فراڈ اور دھوکے باز لوگ معصوم انسانوں کو فریب دینے اور ان سے دولت ہتھیانے کے چکر میں جعلی تعویزوں کا استعمال کرتے ہیں جو کارآمد تو ہوتے نہیں۔ مگر ہماری بھولی بھالی عوام ان مکروفریب کے جھانسے میں پھنس کر اپنا نقصان کر لیتی ہے۔

قربان جاؤں ان اللہ والوں کے جو کسی کو تکلیف پہنچانا تو دور کی بات کسی کے بارے میں غلط سوچتے بھی نہیں ہیں۔ یہ لوگ ہمیشہ ان تعویزوں اور عوامل کو عوام الناس کی بھلائی کے واسطے استعمال کرتے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ ہم تعویز کی اصلیت پر بھی تھوڑی سی روشنی ڈالتے ہیں۔ اگر حقیقی معنوں میں دیکھا جائے تو یہ ایک تحریر ہوتی ہے۔ پاک کلام ہوتا

ہے۔ جسے لکھنا ہر انسان کے بس کی بات نہیں۔ اسے تحریر میں کوئی ایسا انسان ہی لا سکتا ہے جس پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی خاص عنایت ہوگی۔

واقعہ: حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کا مشہور واقعہ ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا سرکار! میرے ہاں اولاد نہیں ہے۔ آپ دعا فرمائیں آپ نے اسے ایک تعویز دیا اور فرمایا کہ اپنی بیوی سے کہنا کہ اسے اپنی ناف پر باندھے انشاء اللہ رحمت ہو جائے گی۔ چنانچہ اس شخص نے ایسا ہی کیا اور واقعی ایک سال کے اندر اندر خدا نے اسے اولاد کی نعمت سے مالا مال کر دیا۔ وہ شخص بڑا خوش ہوا۔ اس نے آپ کے اس تعویز کو سنبھال کر رکھ لیا۔ اور بعد میں یہ طریقہ کار شروع کر دیا کہ گاؤں میں جو افراد بھی بے اولاد تھے۔ انہیں وہ تعویز استعمال کرنے کے لیے دے دیتا۔ اور واقعی تعویز کام کر جاتا۔ اور ان کے گھر اللہ کی رحمت ہو جاتی۔ یونہی کافی عرصے تک ایسا ہوتا رہا۔ مگر آخر کار وہ تعویز خستہ حال ہونا شروع ہو گیا۔ اور اس کے الفاظ مٹنا شروع ہو گئے۔ تو اس شخص نے سوچا کہ کیوں نہ میں کسی دوسرے کاغذ پر یہی الفاظ تحریر کر کے نیا تعویز بنا لوں۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ مگر وہ نیا تعویز اس نے جس مریض کو بھی استعمال کرنے کے لیے دیا۔ اسے فائدہ نہ ہوا۔ وہ بہت پریشان ہوا اور سوچنے لگا کہ تعویز تو بالکل حرف بہ حرف پہلے تعویز جیسا ہے پھر کام کیوں نہیں کرتا۔ وہ تعویز لیکر حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور سارا ماجرا بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ "تعویز تو تم نے ویسا ہی لکھ لیا مگر وہ ہاتھ تو فرید کے نہیں تھے" یعنی کہ اصل کمال تو بابا صاحبؒ کے ہاتھوں کا تھا۔

یہاں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اثر تعویز میں نہیں بلکہ اسے لکھنے والے کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ ان بزرگانِ دین اور اولیاء کرام کی ذات میں رب خود آ کر سما گیا ہوتا ہے۔ تو

جب ان کی زبان سے نکلی ہوئی ہر بات، ہر لفظ پتھر پر لکیر کی طرح ہوتا ہے اور پورا ہو کر رہتا ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ جو بات ان کی تحریر میں آئے وہ پوری نہ ہو۔ جب ان کی زبان، اللہ کی زبان، ان کے ہاتھ اللہ کے ہاتھ ہیں تو پھر ان کے تحریر کردہ الفاظ میں برکت کیسے نہ ہو؟ مگر ساری بات یقین اور اعتقاد کی ہوتی ہے۔ اگر یقین ہے تو سب کچھ ہے اگر نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے۔ ان اللہ والوں کے در سے ہمیشہ سائل اپنی خالی جھولیوں کو بھر کر ہی جاتے ہیں۔ حاجی نذیر احمد صاحب جو اولاد نرینہ کی نعمت سے محروم تھے۔ اور اپنی زندگی کی اس کمی کو دور کرنے کے خواہاں تھے۔ ان کا تعویز دھاگوں پر اعتقاد بالکل نہیں تھا۔ مگر حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب کی ایک تحریر نے ان کی زندگی کے اداس گلشن کو خوشیوں سے بھر دیا۔ اس واقعہ کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

میں مسمی محمد اسلم سجاد ولد صوفی محمد بوٹا، ایک واقعہ رقم کرتا ہوں۔ جس میں بذات خود موجود تھا۔

یکم مئی کو صوفی محمد بوٹا صاحب (پیر بھائی سرکار حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب) کے ہاں سالانہ محفل زیر سرپرستی حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب ہوا کرتی تھی۔ اسی طرح کی ایک محفل میں جو یکم مئی ۱۹۷۸ء کو جاری تھی۔ محفل ذکر سے فارغ ہو کر سب دوست حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ کے مرید دین محمد صاحب نے ایک دوست جن کا نام حاجی نذیر احمد تھا، کو آپ حضور کی خدمت اقدس میں پیش کیا۔ اور عرض کی کہ یا سرکار دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حاجی صاحب کو اولاد نرینہ عطا فرمائے۔ (حاجی صاحب کی بیٹیاں ہی تھیں اور کوئی فرزند نہیں تھا)۔ حضور قبلہ عالم نے صوفی شاد صاحب سے ارشاد فرمایا کہ حاجی صاحب

کوتعویز لکھ دیں۔ حاجی صاحب فوراً بول اٹھے۔ سرکار میں تعویز نہیں لوں گا۔ حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب مسکرا دیئے اور صوفی شاد صاحب سے فرمایا یہ تعویز نہیں لیتے انہیں تحریر لکھ دیں۔ چنانچہ حضور قبلہ عالم نے اپنے قبلہ وکعبہ پیر ومرشد صوفی محمد مشتاق احمدؒ کی سنت پوری کرتے ہوئے چند اشعار کہے اور فرمایا کہ یہ تحریر ہے۔

اس واقعہ کے تقریباً ایک سال بعد چوک برف خانہ میں ایک محفل میں حاجی صاحب اپنے بیٹے کو لئے سرکار حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ سرکار یہ آپ کی تحریر ہے۔ اس کے کچھ عرصے بعد اللہ تعالیٰ نے حاجی صاحب کو ایک اور فرزند سے نوازا۔ اب حاجی صاحب جب بھی اپنے بیٹوں کو پیار کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ سرکار حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب کی تحریریں ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آستانہ عالیہ اور پیر ومرشد حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب کو قائم دائم رکھے اور مخلوقِ خدا ہمیشہ ان کے کرم سے فیض یاب ہوتی رہے۔

(آمین ثمہ آمین)

حضور قبلہ عالم کی اس کرامت کو لکھنے کے بعد میں صرف ایک ہی بات عرض کروں گی کہ

نگاہِ سخی سرورؒ میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

کرامت نمبر ۱۸

ے گر بنودے ذات حق اندر وجود

آب و گل را کے ملک کردے سجود

(مولانا روم)

ترجمہ: ''اگر ذات حق آدم کے وجود میں نہ ہوتی تو پانی اور مٹی کے بنے ہوئے پتلے کو کیسے سجدہ ہوتا''

حضرت مولانا روم کے اس خوبصورت شعر سے انسان کی ہستی میں چھپا ایک بہت بڑا راز نمایاں ہوتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی ذاتی نوری تجلی کو روح کی شکل میں تبدیل کر کے جنسِ آدم یعنی آدمی کے جسم میں رکھ دیا۔ اور روحی وجود کی دنیا یعنی فرشتوں سے اپنے خلیفہ یعنی انسان کو سجدہ کروایا اور خود اپنے خلیفہ کے وجود میں اس کی شہ رگ کے قریب تر ڈیرہ ڈال دیا۔ شاعر نے کیا خوب لکھا ہے۔

ے حق تیری شہ رگ سے ہے نزدیک تر

کیوں پھرے ہے تو تلاشِ در بدر

اس سے یہی نتیجہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ تو خود انسان کی ذات میں اپنے وجود کا ڈیرہ لگائے ہوئے۔ پھر انسان خواہ مخواہ تلاشِ رب میں خوار کیوں ہو؟

اسی چیز کو شاعر ایک اور انداز میں یوں بیان کرتا ہے۔

ے جنہیں ڈھونڈا کئے دیر و حرم میں دل نشیں تھے وہ

نکلتے تھے جنہیں ہم دور تر ہم سے قریں تھے وہ

لیکن رب کی ہستی کو پہچاننے کیلئے انسان میں وہ بالا کا شعور اور بینائی بھی ہونی

چاہیے۔ جو لاکھوں پردوں میں چھپے اس نور کا مشاہدہ کر سکے یہ شعور اور بینائی انسان کو مرشد برحق کے سہارے کے بغیر میسر نہیں آ سکتی۔ کیونکہ ہیرے کی پہچان ایک جوہری ہی کو ہوتی ہے۔ اور وہی ہیرے کی اصلیت کو پہچانتے ہوئے اِسے بیش قیمت بنا سکتا ہے۔ اسی طرح یہ اللہ والے (جو خدا کی ذات میں خود کو فنا کر کے کندن بن چکے ہوتے ہیں) ایک جوہری کی طرح انسان کی ذات میں چھپے گوہر نایاب کو جانچ کر اسے اپنی قدر و منزلت کو سمجھنے اور حقیقی زندگی سے روشناس کروانے میں مدد کرتے ہیں۔ ان کی نگاہ اور فیض و کرم کی بدولت انسان پر ہدایت و رہنمائی اور نعمتوں کے نت نئے دریچے کھلنے لگتے ہیں یہ سلسلہ ازل سے یونہی چلا آ رہا ہے۔ انبیاء کرام کے بعد اولیاء کرام ان فرائض کو پوری تندہی سے انجام دے رہے ہیں۔ اور پوری جاں فشانی سے توحید کی شمع کو روشن کئے ہوئے ہیں۔ اب بات ساری پروانوں (یعنی عاشقوں) پر منحصر ہے کہ وہ کس حد تک اپنے قلوب کو روحانی نور سے منور کریں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ

فاد خلی فی عبادی وادخلی جنتی O

ترجمہ: ''پس تو داخل ہو جا میرے بندوں میں اور داخل ہو جا میری جنت میں''

بات ساری انسان کی لگن کی ہے۔ کیونکہ ہر کام میں کامیابی انسان کے مصمم ارادے اور نیت کی بنا پر ہی ممکن ہے۔ اور اس میں اگر انسان کا عشق بھی شامل ہو جائے۔ تو سونے پر سہاگا والی بات ہو جائے۔ پھر حق کے متلاشی انسان کے رستوں کا تعین خود رب تعالیٰ کی ذات کرتی ہے۔ اور ہر موڑ پر اس کی مدد کو پہنچتی ہے۔

قرآن پاک کی ایک خوبصورت آیت ہے

والذین جاھد وفینا لنھد ینھم سبلنا O

ترجمہ: ''جن لوگوں نے ہمارے راستے میں جہاد کیا البتہ ہم ان کو اپنا راہ دکھا دیں گے''

تو گویا خدا کے وصل کیلئے مرشدِ کامل کی اطاعت اور جہد وریاضت بہت ضروری ہے۔ دوسری طرف اگر ہم ان اللہ والوں کی بات کریں تو ان کے مقام کو سمجھنا آسان نہیں یہ بڑی دلکش اور سحر انگیز شخصیت کے مالک ہوتے ہیں۔ جو شخص ایک دفعہ خلوص دل سے کسی ولی اللہ کی جانب رجوع کرے تو پھر وہ ان کی نسبت کے دائرہ میں داخل ہونے کو بیقرار ہو جاتا ہے۔ ان کے سایہ شفقت تلے آنے کو اپنی زندگی کا نصب العین سمجھتا ہے ان کی ذات کا گرویدہ ہو جاتا ہے کیونکہ ان کی چاہت کا انداز ہی نرالا ہوتا ہے۔ یہ آخرت تک ساتھ نبھانے والے ہوتے ہیں۔ اللہ والے کسی بھی سائل کی روحانی طلب کو پورا کرنے کے علاوہ دنیاوی خواہشات کو بھی مدنظر رکھتے ہیں۔ کیونکہ یہ پیار کرنا اور دینا جانتے ہیں۔ انکی محبت محدود نہیں بلکہ لامحدود ہوتی ہے۔

حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب کے ایک عاشق محمد منگتا صابری صاحب اپنی زندگی کی اس حقیقت کو ہم پر آشکار کر رہے ہیں کہ کس طرح حضور قبلہ عالم کی نسبت نے ان کی زندگی کو ایک نئے رخ سے متعارف کروایا اور ان کی خواہشات کی تکمیل کیسے ہوئی۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ

میں مسمی منگتا ولد چراغ دین بیان کرتا ہوں کہ میں عرصہ دراز سے ظاہر پیر و مرشد کا متلاشی تھا۔ ایک دفعہ میں اپنے ایک عزیز محمد سرور کی دکان پر اس کو ملنے گیا۔ تو وہاں سرور کا دوست شوکت موجود تھا۔ سرور شوکت علی سے کہہ رہا تھا کہ مجھے اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب کے پاس لے چلو کہ ان کی دعا سے میرا کاروبار اچھا ہو جائے۔ کیونکہ سرور کاروبار نہ ہونے کی وجہ سے بہت پریشان تھا۔ لہٰذا شوکت علی اور محمد سرور

دونوں آستانہ عالیہ پر حاضری کے لیے روانہ ہونے گئے تو میں نے بھی ان کے ساتھ چلنے کی گذارش کی لہٰذا ہم تینوں دوست حضور قبلہ عالم کے آستانہ عالیہ پر حاضری کیلئے روانہ ہوئے۔ حاضر ہو کر شوکت علی نے محمد سرور کے کاروبار کی دعا کے لئے حضور سے عرض گذارش کی۔ حضور قبلہ عالم نے بڑی شفقت سے پیش آتے ہوئے سرور کے کاروبار کے لیے دعا فرمائی جو بفضلہٖ تعالیٰ چند دنوں میں رنگ لائی۔ میں پہلی حاضری میں ہی حضور قبلہ عالم کی زیارت کرتے ہی دل و جان سے آپ پر فدا ہو گیا۔ آستانہ عالیہ سے باہر آ کر میں نے شوکت سے عرض کی کہ میری دِلی مراد پوری ہو گئی ہے۔ اور مجھے میری منزل کا مدعا مل گیا ہے۔ لہٰذا آپ مجھے اپنا پیر بھائی بنا لیں۔ اور حضور قبلہ عالم کے حضور میری بیعت ہونے کی سفارش کریں۔ لہٰذا شوکت علی نے آئندہ حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ سے ملاقات کا وعدہ کیا۔ میرا اشتیاق دن بدن بڑھتا گیا اور میں اس سہانی اور بابرکت گھڑی کا والہانہ منتظر تھا۔

پھر آخر کار ایک روز وہ متبرک گھڑی آن پہنچی۔ جب حضور قبلہ عالم نے ازراہِ شفقت میری درخواست قبول کرتے ہوئے میری دعوت قبول فرمائی۔ اور میرے گھر کی چار دیواری کو تشریف لا کر منور فرمایا۔ اور مجھ کمترین کو اپنی غلامی میں قبول فرماتے ہوئے شفقت کا ہاتھ میرے سر رکھا۔ جس سے میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ اور آپ کا دست مبارک و رحمت آج تک میرے سر پر قائم دائم ہے۔ آپ کی نظر کرم سے میرے دل کی دنیا ہی بدل گئی۔ اور میرے کاروبار میں بھی فراوانی ہو گئی۔ بیعت ہونے سے پہلے میرے ہاں صرف ایک بچی تھی۔ حضور قبلہ عالم کی کرم فرمائی سے میرے ہاں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یکے بعد دیگرے دو فرزندِ ارجمند پیدا ہوئے۔ جن میں ایک کا نام نامی حضور قبلہ عالم نے ریاض علی

صابری اور دوسرے کا نام فیاض علی صابری رکھا۔ اور دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان بچوں کی عمر دراز فرمائے۔ اور ماں باپ کے لیے نیک صالح ہوں۔ حضور کی شفقت کا مجھ پر اتنا کرم ہے کہ آپ نے مجھے آستانہ صابری کی بزم کا خاص رکن مقرر فرمایا اور ہر محفل میں لنگر تقسیم کرنے کی سعادت بخشی۔

یہاں بھیک ملتی ہے بے زباں
یہ بڑے سخی کا ہے آستاں
یہاں سب کی بھرتی ہیں جھولیاں
یہ در غریب نواز ہے۔

کرامت نمبر ۱۹

ہر مشکل دی کنجی یارو ہتھ ولیاں دے آئی

ولی کرن نگاہ جس ویلے مرض رہے نہ کائی

(حضرت سلطان باہوؒ)

حضرت سلطان باہوؒ کے اس شعر سے اولیاء کرام کے مقام و مرتبے کا خوب اندازہ ہوتا ہے۔ اور یہی بات سامنے آتی ہے۔ کہ ان کے افکار و اعمال کا دائرہ کار بہت وسیع ہوتا ہے خدا تعالیٰ نے بذریعہ اپنے محبوب حضور آقائے نامدار محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ کے کل کائنات کا نظام ان کے سپرد کر دیا ہے۔ انہیں تمام ظاہری و باطنی اختیارات سے نواز دیا ہے اولیاء اللہ ہر گھڑی رب العزت کی جانب سے دیئے گئے اختیارات کے صحیح مصرف کی فکر میں محو رہتے ہیں۔ ان کا ہر لمحہ مخلوقِ خدا کی مدد میں گزرتا ہے۔ ان کی نگاہِ کرم دکھی انسانوں کی مشکلات کا حل ڈھونڈتی رہتی ہے۔ دنیا کا کوئی بھی رشتہ ناتا، کوئی بھی سہارا ان کے سہارے سے زیادہ پائیدار اور طویل المیاد نہیں ہے یہ لوگ تا قیامت ساتھ نبھانے والے ہوتے ہیں۔ اور حقیقی بات ہے کہ جب انسان کسی بھی ولی اللہ کی نسبت میں ایک بار خود کو خلوص دل سے باندھ لیتا ہے تو پھر اسے کسی سہارے کی طلب نہیں رہتی۔ اسے ہر مشکل میں اپنے پیشوا کا سہارا میسر ہوتا ہے۔ مرشد کامل کی ذات پر انتہائی یقین اسے بعض اوقات ایسے ایسے جان لیوا مصائب سے نجات دِلا دیتا ہے جہاں خود اس کی عقل جواب دے جاتی ہے۔ جہاں کوئی بھی دنیاوی سہارا کام نہیں آتا، اگر انسان کا یقین سچا ہو تو خدا اس کی مدد ضرور فرماتا ہے۔ اس کی ضرور سنتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

ترجمہ: ''جن لوگوں نے کہا ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر استقامت اختیار کی۔ پس ان پر نہ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے''۔

یہی حال اولیاء کرام کا ہے (جو اللہ تعالیٰ کے خاص بندے، اس کے نائب ہیں)
انہیں جب بھی ان کا چاہنے والا یاد کرتا ہے خواہ وہ دنیا کے کسی کونے میں موجود ہو۔ یہ اس کی پکار پر اس کی مدد کو پہنچ جاتے ہیں اس سے یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ ان کی نظر ہر لمحہ اپنے مریدوں پر ہوتی ہے۔ حضور غوث اعظم کا مشہور واقعہ ہے کہ

واقعہ: ایک دن آپ اپنے مدرسہ میں درس وتدریس میں مشغول تھے کہ یکا یک آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہوگیا۔ اور آپ نے اپنا ہاتھ چادر کے اندر کرلیا کچھ دیر بعد جب باہر نکالا تو آستین سے پانی ٹپک رہا تھا۔ طلباء آپ کے جلال سے مبہوت ہو گئے اور کچھ دریافت نہ کر سکے اس واقعہ کے دو ماہ بعد کچھ سوداگر بحری سفر کے بعد بغداد پہنچے اور بہت سے تحائف لیکر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے طلباء کے سامنے ان کا حال پوچھا۔ سوداگروں نے بیان کیا کہ دو ماہ ہوئے ہم پرسکون سمندر میں سفر کررہے تھے کہ یکا یک تند و تیز ہوا چلنے لگی اور سمندر میں ہولناک تلاطم پیدا ہوا۔ ہمارا جہاز گرداب میں پھنس کر ڈوبنے لگا۔ اس وقت بے اختیار ہماری زبان سے ''یا شیخ عبدالقادر جیلانی'' نکلا ہم نے دیکھا کہ ایک ہاتھ غیب سے برآمد ہوا اور اس نے جہاز کو کھینچ کر کنارے پر لگا دیا۔ طلبہ نے اس واقعہ کی تاریخ پوچھی تو وہی تھی جس دن آپ نے بھیگی ہوئی آستین اپنی چادر سے نکالی تھی۔

شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔ اور یہ بات بالکل سچی ہے۔ کہ

تو ہی تو نظر آتا ہے ہر شے پہ محیط ان کو
جو رنج ومصیبت میں کرتے ہیں گلہ تیرا

لیکن یہ بات محسوس کرنے والے پر منحصر ہے۔ کہ وہ کس حد تک ان کا ساتھ محسوس کرتا ہے۔ ایک سچا عاشق اپنے پیشوا کو اپنا رب جان کر اُسے اپنی شہ رگ سے بھی قریب محسوس کرتا ہے۔ اس کی یاد میں مگن رہتا ہے۔ اس کے عشق میں خود کو فنا کر ڈالتا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایسے عاشق مرید کی بات کا پیشوا مان نہ رکھے؟ وہ اس کی لاج رکھتے ہیں اور ہر موقع پر اپنی مدد بہم پہنچاتے ہیں۔

کرکر پاپر بھ سادھ سنگ میلی
جان پھر ویکھاں تاں میرا اللہ بیلی

(حضرت بابا فرید گنج شکرؒ)

ترجمہ: ''خدا نے اپنی مہربانی سے بوسیلہ پیر اپنے ساتھ ملالی ہے۔ پھر جب دیکھتی ہوں تب میرا اللہ دوست ساتھ ہے''۔

شاہ دین ولد محمد حسین صاحب حضور قبلہ عالم کی ایک نہایت حیرت انگیز کرامت کا ذکر کرتے ہیں کہ کس طرح آپ حضور نے انہیں موت کے منہ سے بچا کر زندگی کی ڈگر پر لا کھڑا کیا۔ تفصیل کچھ یوں ہے۔

میں مسمی شاہ دین ولد محمد حسین بروز جمعرات بوقت پانچ بجے شام بتاریخ ۸۰-۱۲-۴ کو مسافر بردار ویگن میں سوار ہو کر حضرت داتا گنج بخش کے مزارِ اقدس کی حاضری کیلئے جا رہا تھا کہ اچانک ویگن کی بریک اور سٹیئرنگ فری ہو گیا۔ یعنی فیل ہو گیا اور ویگن حادثہ کا شکار ہو گئی۔ اِسی اثناء میں مجھے نیند کا جھونکا آیا بس اتنا یاد ہے کہ سب مسافر چیخ و پکار کر رہے ہیں۔ ڈرائیور کہہ رہا ہے کہ بھئی ویگن کو روکنا میرے بس سے باہر ہے۔ ویگن بہت تیز تھی جونہی میں ویگن کی سیٹ سے نیچے گرا۔ نیند کے جھونکے میں کیا دیکھتا ہوں

کہ ایک طرف پیرمکیؒ اور ایک طرف حضرت داتا گنج بخشؒ کھڑے ہیں اور ان دونوں کے درمیان میں میرے مرشد حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب تشریف فرما ہیں۔ جب میں نے حضور قبلہ عالم کو دیکھا۔ تو میں خوشی سے پھولا نہ سمایا۔ میں نے یہ سوچا کہ میرے پیرو مرشد میرے ساتھ ہیں۔ لہٰذا مجھے کسی قسم کا فکر نہیں کرنا چاہیے اور اب میں بچ جاؤنگا۔ یہ میرے پیرو مرشد حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب کی کرامت ہے کہ تمام ویگن کے مسافروں کو بحفاظت بچالیا۔ میرا واقعہ بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ

ولی راولی مے شناسد

ترجمہ: ولی کو ولی پہچانتا ہے۔

اللہ والے قدم قدم پر اپنے چاہنے والوں کے ساتھ ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ بات تو طے ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی لمحہ بھی اپنے بندے سے غافل نہیں ہوتا۔ انسان چاہے غافل ہو جائے۔ باقی اس بات سے ایک سوال ذہن میں ابھرتا ہے کہ اگر اللہ ہر لمحہ انسان کے ساتھ ہے۔ ہر مشکل میں اس کی مدد کرتا ہے تو پھر انسان کو مشکلات پیش ہی کیوں آتی ہیں؟ بلکہ بعض افراد تو ایسے بھی دنیا میں ہیں جن کی ساری عمر نہایت کٹھن حالات میں گزری ہے اور انہیں ایک کے بعد ایک اور بڑی سے بڑی مشکل کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کا جواب سیدھا سا ہے کہ یہ انسان کی پرکھ ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان کے ساتھ تو ہے اور اس کی مدد بھی کرتا ہے لیکن جو اسے پکارتا ہے اور اس کی ہر رضا پر صابر و شاکر رہتا ہے۔ اور ہر خوشی غمی میں اپنے رب کو یاد رکھتا ہے۔ اور اسی کی مدد کو طلب کرتا ہے۔ جس کی واضح مثال ابھی ہمارے سامنے حضور قبلہ عالم کی کرامت پاک ہے۔ آپ کو آپ کے مرید نے یاد کیا تو آپ اُسی لمحے اس کی مدد کو چلے آئے اور اس کے ساتھ ساتھ اوروں کی بھی زندگی کو موت کے منہ سے بچالیا۔

کرامت نمبر ۲۰

بکے نہ تھے جب تک کوئی پوچھتا نہ تھا
تو نے خرید کر مجھے انمول کر دیا

انسانیت کی حقیقی قدر و منزلت کوئی ان اولیاء کرام سے پوچھ کر دیکھے ہمارے معاشرے میں انسان کی کوئی حیثیت، کوئی مقام نہیں۔ دنیا صرف دھن دولت کی پجاری ہے، چڑھتے سورج کی پوجا کرنے والی ہے۔ اس معاشرے میں انسان کو اس کا اصل اور حقیقی مقام ملنا تو ایک طرف اس کی تو اپنی پہچان ختم ہوتی جا رہی ہے۔ پریشانیوں میں گھرے اور بھوک وافلاس سے تڑپتے افراد کی جانب کسی کی توجہ نہیں انسان کے حالات دن بدن بدتر ہو رہے ہیں۔ مگر ہم سارا الزام معاشرے کو نہیں دے سکتے۔ انسان کی ان پریشانیوں کا سبب اس کی اپنی حرص ولالچ اور مذہب سے دوری بھی ہے۔ شاعر لکھتا ہے کہ

روح ہے تن میں ایک دشمن ہیں پچاس
یاالٰہی اس مکان میں تیری ہے آس

تو یہاں اس بات کی وضاحت ہوتی ہے۔ کہ مرشد کامل کا ساتھ ہی ہر آزمائش اور پریشانی میں ایک مضبوط سہارا ہے۔ ان کا ساتھ رب کا ساتھ ہے۔ جو رب کے ساتھ کی طلب رکھتا ہے وہی ہدایت ورہنمائی پاتا ہے قران مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

''واسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ''

ترجمہ: سلامتی اس پر جس نے ہدایت اختیار کی''۔

لیکن مقدر والوں کو ہی پیرِ کامل کی صحبت نصیب ہوتی ہے۔ یہ اللہ والے جس کا ہاتھ پکڑتے ہیں یا جسے اپنا بناتے ہیں۔ اسے ہر طرح کی آندھی طوفانوں سے بچاتے ہیں۔ اسے دنیاوی طور پر بھی ایک مضبوط سہارا فراہم کرنے کے علاوہ دین کی بھی ایسی نعمتوں سے نوازتے ہیں۔ جن کے سامنے دنیا کے خزانے رائی برابر بھی اہمیت نہیں رکھتے۔ اور اصل بات بھی یہی ہے کہ ان چیزوں کی کوئی حیثیت، کوئی وقعت نہیں یہ زندگی ایک بلبلے کی مانند ہے۔ پل میں ختم ہو جانے والی ہے۔ تو پھر انسان اس فانی دنیا کی فکر میں خود کو کیوں الجھائے۔ باقی یہ بات ہے کہ جس طرح اس دنیا کا نظام ایک خاص ترتیب سے چل رہا ہے۔ ذرا سی بے ترتیبی سے سارا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح انسان کی ذات بھی چند عناصر کی ترتیب کا نام ہے۔ ظاہری طور پر بگاڑ روحانی نظام کو درہم برہم کر دیتا ہے۔ یہ اللہ والے پہلے انسان کی ظاہری شخصیت میں نکھار پیدا کرتے ہیں جو بعد میں اس کے روحانی یا باطنی نظام کو متوازن کرنے میں مدد و معاون ثابت ہوتا ہے۔ اور جب انسان کا قلب روحانیت کے نور سے منور ہو جاتا ہے۔ تو پھر اسے احساس ہوتا ہے کہ وہ اس فانی دنیا کی طلب کر رہا تھا۔ اور یونہی بے کار میں پریشان ہو رہا تھا۔ حالانکہ حقیقت میں زندگی کا اصل مقصد کچھ اور ہے۔ حقیقی دولت عشق پیشوا ہے جسے یہ نصیب ہوتی ہے وہی کامیاب ہوتا ہے۔

حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب کی کرم نوازیوں سے سرشاد ہونے والے مستری اللہ دتہ صاحب ہمیں اپنی زندگی کے چند اہم حقائق سے آگاہ کرتے ہیں۔

''میں مسمی مستری اللہ دتہ ولد مستری سراج دین اس حال میں تھا کہ دو وقت کی روٹی بھی مشکل سے نصیب ہوتی تھی۔ سرکار حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب سے میری ملاقات کا سبب بھائی عبدالمجید صابری جو کہ میرے قریب ہی رہتے تھے بنے اور اورانہیں کے گھر ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ اور چند ہفتوں بعد میں نے سرکار کا بیعت سے حرف قبولیت سر کی۔ اور مجھے ابھی چند دن گذرے ہی تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے سرکار کے صدقے مجھ پر اپنا فضل و کرم کر دیا اور میر قسمت کا ستارہ چمکا حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب نے مجھے ساقی کا لقب عطا فرمایا۔ اس وقت سے لیکر بندہ حضور کے آستانہ پر حاضری بھی دیتا ہے۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے مجھے سرکار کی طفیل دیا ہے وہ سب کو دے میں یہ فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ کے توصل سے ہر مشکل کو آسان بنا دیتا ہے۔ اور میں یہ جانتا ہوں کہ سرکار کو مجھ سے کتنی محبت ہے۔ اور مجھے سرکار سے کتنی فقراء اور اولیاء اللہ سے محبت رکھنے والوں کو اللہ تعالیٰ کبھی مایوس نہیں کرتا۔ جب بھی کوئی مشکل کام مجھے نظر آتا ہے۔ تو میں سرکار کو یاد کر کے اُسے منزل مقصود تک پہنچا دیتا ہوں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میرے بھائی محمد بشیر کے ہاں اولاد پیدا ہو کر فوت ہو جاتی تھی میں نے اُسے کہا کہ میرے پیرومرشد کے پاس چلو تمہاری پریشانی دور ہو جائے گی۔ وہ سرکار کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کی۔ سرکار کی دعا و برکت سے انہیں صحت حاصل ہوئی۔ آج ماشاء اللہ ان کے ہاں دو بچے ایک لڑکا جس کا نام سرکار نے بشارت علی رکھا اور دوسری بچی ہے یہ سب میرے پیرومرشد حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب کا فضل و کرم ہے۔

اللہ تعالیٰ میرے پیر جیسا پیر ہر آدمی کو عطا فرمائے اور بیعت کے شرف سے نوازے۔

(آمین ثمہ آمین)

کرامات نمبر ۲۱، ۲۲

اللہ تعالیٰ کی عظمت ایک وسیع وعریض اور لامحدود سمندر کی مانند ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں۔ اس کے ہاں کسی چیز کی کمی بھی نہیں ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اس رحمت سے کوئی فائدہ اٹھانے والا ہو۔ درحقیقت ہمیں مانگنے کا سلیقہ ہی نہیں ہے۔ وگرنہ

کوئی قابل ہو تو ہم شان کئی دیتے ہیں

ڈھونڈنے والوں کو دنیا بھی نئی دیتے ہیں

اسی طرح علامہ اقبال ایک جگہ بیان کرتے ہیں کہ

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں

راہ دکھلائیں کسے؟ رہرو منزل ہی نہیں

صدق دل سے جب رب تعالیٰ سے کچھ مانگا جائے تو اس نعمت سے خدا ضرور نوازتا ہے۔ نیت کی یہ سچائی اور ارادے کی پختگی سچ پوچھیئے تو ولی اللہ کے پاس ہے۔ اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ ولی اللہ جب رب العزت کے حضور کوئی دعا پیش کرتا ہے تو وہ دعا فوراً سے پہلے قبول ہو جاتی ہے۔ (ولی اللہ کی ذات ایسی ہے کہ خدا بھی فیصلے کرنے سے پہلے ان کی رضا پوچھتا ہے) یعنی کہ

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے

خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

بیشک ولی اللہ بلندی کے اس مرتبے پر فائز ہوتے ہیں۔ کہ جہاں تقدیر کے فیصلے اللہ ان کی مرضی سے کرتا ہے۔ لہٰذا ان کی دعا بھی فوراً سے پیشتر قبول ہو جاتی ہے۔

اس بات کا ثبوت آپ کو درج ذیل کرامات سے ملے گا کہ ولی اللہ کی دعاؤں میں کتنا اثر ہوتا ہے۔

مسمّی محمد علی ولد فتح دین بیان کرتے ہیں کہ "میری بیوی عرصہ دراز سے بیمار تھی۔ میں ڈاکٹر چوہدری اکرم کے توصل سے حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب کے پاس حاضر ہوا اور اپنی عرض گذارش کی کہ حضور میری بیوی عرصہ دراز سے بیمار ہے۔ کافی علاج معالجہ کیا لیکن آرام نہیں آیا۔ لہٰذا آپ نے میری غریب پروری فرمائی۔ تو حضور نے دوا آسو دعا فرمائی اس سے میری بیوی چند دنوں میں روبصحت ہوگئی۔ پھر میں نے حضور سے درخواست کی کہ حضور میرے ہاں اولاد نہیں ہے۔ آپ مجھ پر کرم فرمائیں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کے توصل سے ثمر ثمرین سے نوازے۔ حضور نے دعا فرمائی اللہ تعالیٰ نے ایک سال کے اندر فرزندِ ارجمند عطا فرمایا۔ میرا یہ واقعہ تحریر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اولیاء اللہ کے توصل سے اللہ تعالیٰ ہر مشکل آسان فرما دیتا ہے۔ فرزندِ ارجمند کے عطا ہونے کے بعد ہم نے صاحبزادے کو حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے محمد عمران صابری بچے کا نام رکھا"۔

اِسی طرح ملک عطا محمد بنگالی بھی حضور قبلہ عالم کی ایک کرامت پاک کا تذکرہ کرتے ہیں۔ کہ

ہماری پانچ بیٹیاں تھیں مگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں بیٹے کی نعمت سے نہیں نوازا تھا۔ جس کے ہم بڑی شدت سے خواہش مند تھے۔ پھر ایک دفعہ کسی عزیز نے ہمیں بتایا کہ آپ حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب کے پاس جائیں۔ اور ان سے دعا کروائیں۔ چنانچہ ہم اس عزیز کے بتانے پر حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب

کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اور اپنی خواہش ان کے سامنے عرض کی پھر حضور قبلہ عالم نے ہمیں دعا دی کہ انشاءاللہ کرم نوازی ہوگی اور دوا بھی دی اور واقعی اللہ کا فضل ہوا اور ہمارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہم بچے کو لیکر حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے آپ حضور نے بچے کا نام محمد صدیق صابری رکھا۔

کرامت نمبر ۲۳

جس طرح ایک استاد اپنے شاگرد کی ذہنی سطح کو جانچتے ہوئے اس کی ہر ممکن حد تک بہترین تربیت کرتا ہے۔ تاکہ وہ اس دنیا میں کامیاب وکامران زندگی گزارے۔ اسی طرح ایک کامل مرشد بھی اپنے مرید کو طرح طرح کی آزمائشوں سے گزار کر، قدم قدم پر اس کی اصلاح کر کے اس کی روحانی شخصیت میں نکھار پیدا کرتا ہے۔ تاکہ وہ خدا کے رستے پر چلتے ہوئے اس دنیا میں بھی اس ذاتِ پاک کا خلیفہ ہونے کا حق ادا کر سکے اور آخرت میں بھی بارگاہِ الٰہی میں سرخرو ہو جائے۔ حیات انسانی کا اصل مدعا ومقصد ہے بھی یہی۔

کہتا مگر ہے فلسفہ زندگی کچھ اور
مجھ پر کیا یہ مرشدِ کامل نے راز فاش

حقیقت کے آئینے میں دیکھنے پر معلوم ہوگا کہ پیشوا کا ہر حکم مرید کے حق میں ہوتا ہے اس میں اس کے لئے بہتری ہی ہوتی ہے۔ کیونکہ خدا کے ان برگزیدہ بندوں کا ہر فعل، ہر عمل رضائے الٰہی کے تابع ہوتا ہے۔ ان کا کام اللہ کے دین کی تبلیغ ہے۔ ایک لحاظ سے یہ پیغام رساں کے طور پر کام کرتے ہیں۔ میرے پیرو مرشد حضرت خواجہ پیر اصغر علی چشتی صابری سروری فرماتے ہیں۔

''ہم ایک پیغام رساں کی حیثیت سے کام کرتے ہیں ہمیں جو بھی آرڈر خدا اور اس کے رسولؐ کی جانب سے ملتا ہے ہم اُسے آگے مرید تک پہنچا دیتے ہیں۔ عمل کرنا نہ کرنا مرید کی ذمہ داری ہے۔ ہماری اس میں اپنی ذاتیت کوئی نہیں ہوتی''۔

ظاہری طور پر مرید کو اپنے پیشوا کے حکم کی تکمیل کی صورت میں اگر دنیاوی نقصان بھی ہوتا

ہے تو نگاہِ باطن سے اگر دیکھیں تو اس مرید کے لیے اس میں ایک بہت بڑا الفیٰ موجود ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ اللہ والے تو صرف خلق خدا کے کام سنوارتے ہیں بگاڑتے نہیں ہیں۔ مرید صادق الیقین کا کام یہی ہے کہ وہ بغیر کسی الجھن کا شکار ہوئے اپنے پیشوا کے ہر حکم کی تعمیل کرے۔ ایک سچا عاشق اپنے پیشوا کے ہر حکم پر نثار ہونے کو ہر لمحہ تیار ہوتا ہے۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

ے سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے۔

سچے مرید کے لیے مرشد کی ہر بات آیت قرآنی کی مانند ہوتی ہے۔ چاہے دنیا اس سے چھوٹ جائے، لیکن پیشوا کا حکم اس کے سب سے افضل ہوتا ہے۔ اس مقام پر ادب بھی پیچھے رہ جاتا ہے۔ بقول میرے پیرو مرشد حضرت خواجہ پیر اصغر علی چشتی صابری سروری "عشق میں حکم ادب سے افضل ہے"

ایک عاشق زمانے کی سختیوں اور آزمائشوں سے گھبراتا نہیں بلکہ وہ ہر دکھ میں لذت محسوس کرتا ہے۔ اُسے اس بات پر کامل بھروسہ ہوتا ہے کہ اس کا پیشوا اُسے دیکھ رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہے اور ضرور اس کی مدد کرے گا۔ بقول میرے پیرو مرشد!

ے جے میرا پیر میرے دکھ وچ راضی
تے میں سکھ نوں چولہے ڈانواں

اسے کسی دنیاوی سہارے کی ضرورت نہیں رہتی۔ پیشوا کا ساتھ ہر لمحہ اسے حوصلہ بخشتا ہے اور اس کا یہی اعتقاد اسے ایک دن اس کی منزلِ مقصود تک پہنچا دیتا ہے۔ مرشد کامل کی نظر بھی اپنے ایسے عاشق مرید پر ہمیشہ رہتی ہے۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ مریدان پر اتنا مان کرے۔ کہ اپنی جان تک کی پرواہ نہ کرے تو وہ اس کے بلانے پر یا اس کی پکار پر مدد کو نہ پہنچیں۔ لیکن

اس وقت آزمائش مقصود ہوتی ہے۔لیکن جب وہ مرید صادق الیقین ان مشکل اور ادوار سے حوصلے اور صبر کے ساتھ گزر جاتا ہے تو پھر ان کی نگاہ کرم کے صدقے جو رحمت کی گھڑیاں باہنیں پھیلائے اس کی منتظر ہوتی ہیں یا جو روحانی دولت اسے ملتی ہے اس کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا۔

حضور قبلہ عالم کے ایک عاشق صوفی قائم الدین صاحب اپنے ساتھ پیش آنے والی سرکار کی ایک ایسی ہی کرامت کا ذکر بڑے دلکش انداز میں کرتے ہیں کہ

۳ مئی ۱۹۸۲ء کی بات ہے کہ سہ پہر ۵ بجے آستانہ صابری لاہور سے میرے محبوب دوست حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب کا ٹیلی فون آیا۔ اور بعد سلام دعا کے فرمانے لگے کہ ۶ مئی بروز سوموار خواجہ معصوم علی نقشبندی آف موہری شریف آستانہ صابری پر تشریف لا رہے ہیں۔ وقت کی قلت کے باعث اشتہار تو چھپوا نہیں سکتے۔ آپ بھی دوستاں سالار قافلہ کے فرائض انجام دیتے ہوئے محفل کی رونق کو چار چاند لگائیں۔ لیکن میں صدیقیہ سائزنگ انڈسٹری کو چلانے کے لیے اکیلا ہی گائیڈ کام کر رہا تھا۔ کاروباری صورت حال میرے سامنے تھی۔ کچھ انکار کرتا رہا۔لیکن سرکار فرمانے لگے کہ کیا ہم سے دوستی نہیں؟ دوستی کا تقاضا ہے کہ آپ ضرور تشریف لائیں چنانچہ میں نے ہاں میں ہاں ملا دی۔ شام کے بعد دوستوں کو مطلع کیا گیا۔

طے شدہ پروگرام ۶ مئی بروز سوموار علی الصبح ۵ بجے ریلوے اسٹیشن فیصل آباد پر پہنچنا تھا۔ قائم الدین چشتی دنیاوی ضرورت کے لیے فیکٹری میں کام کرتا رہا۔ چنانچہ مالکان سے آستانہ پر حاضر ہونے کے لیے تبادلہ خیالات ہوا۔ کافی بحث و مباحثے کے بعد مالکان کی طرف سے انکار کا جواب ملا۔ لیکن قائم الدین نے صاف جواب دے دیا۔ کہ مجھے ہر

قیمت پر آستانہ پر جانا ہے۔ ساتھ ہی تنخواہ کا مطالبہ کر دیا کہ مجھے فارغ کر دیا جائے۔ مالکان شام کا وعدہ کر کے شہر چلے گئے۔ شام ہو گئی، عشاء ہو گئی، رات دس بجے تک انتظار کرتا رہا۔ اس میں مالکان کا مقصد یہ تھا کہ نہ وہ فیکٹری میں جائیں نہ قائم الدین کو حساب دیا جائے اور نہ وہ لاہور جا سکے۔ القصہ میں ملازمت سے فارغ البالی کی صورت میں گھر آ گیا۔ مالی حالات کچھ دگرگوں تھے۔ بیوی سے زادِ سفر کیلئے رقم مانگی۔ حالات مجھ سے پوشیدہ نہ تھے۔ وضو کیا نماز پڑھی، دعا خیر کے الفاظ کچھ یوں تھے۔ ''آپ حال سے واقف ہیں میرے دوست''۔

بلبل کو خدا پَر دے یا پردہ نشیں کر دے
عاشق کو خدا زر دے یا زیرِ زمین کر دے

اس کے بعد چارپائی پر لیٹ گیا۔ بس پھر نیند کی آغوش میں چلے گئے۔ حضور تشریف لائے تو فرما رہے ہیں۔

سالك بے خبر نه بود زراهِ رسمِ منزل ها،

ترجمہ: ''سالک شریعت کے منازل رسومات حقیقی راستے سے بے خبر نہیں ہوتا۔''

''صوفی قائم الدین صاحب فکر مت کریں ہم نے منزل آسان فرما دی ہے۔ ایک شخص کو پابند کر دیا ہے۔ جب آپ صبح نماز کے بعد جوالا نگر ریلوے پھاٹک پر پہنچیں گے تو ایک آدمی وہاں پر آپ کا انتظار کر رہا ہوگا۔ ہم نے اس کو حلیہ اور لباس سے آگاہ کر دیا ہے۔ اب میں نے صبح پروگرام کے مطابق نماز فجر کے بعد شہر بھوانہ بازار سے پھولوں کے ہار و دیگر ضروریات کا سامان لیکر جانا تھا۔ جب میں ریلوے پھاٹک پر پہنچا تو سفید داڑھی، نیک سیرت، پیکرِ حسن و جمال ہستی نے مصافحہ کے بعد مطلوبہ رقم میرے حوالے کر دی۔ اور خود

غائب ہو گئے۔اب میں نے شہر سے مطلوبہ تحائف خرید ے اور تانگہ لیکر اسٹیشن پر دوستوں سے جاملا۔ریل گاڑی منزلِ مقصود کی جانب رواں دواں تھی۔

لاہور اسٹیشن سے اتر کر ویگن اڈا پر پہنچ گئے۔وہاں سے منزلِ مقصود کی طرف چل پڑے۔اب لال پل سے اتر کر ریلوے لائن سے جارہے تھے۔کچھ فاصلہ ابھی باقی تھا کہ آپ دوستوں سے فرمارہے ہیں کہ صوفی قائم الدین چشتی صاحب ملازمت کوٹھکرا کر پاسِ عہد نبھانے چلے آرہے ہیں فضاء اللہ اکبر، کے نعروں سے گونج رہی تھی۔ڈھول کی تھاپ پر بھنگڑا ڈالا جارہا تھا۔حضور سے مصافحہ کے بعد بغل گیر ہوئے۔دوستوں سے ملاقات کا سلسلہ شروع ہوا۔کچھ دوست یہ کہتے تھے کہ ''صوفی قائم الدین کیا آپ واقعی ملازمت چھوڑ کر آئے ہیں''؟اب ہم حیران تھے اور بس پھر عالم وجد میں قائم الدین اور اس کے ساتھی حضور کے قدموں میں گر پڑے۔

حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ الحاج

صوفی محمد شریف سخیؔ سرورؒ چشتی صابری

قادری سراجی مشتاقی رحمۃ اللہ علیہ

کا سفر نامہ فیصل آباد

سفرنامہ فیصل آباد

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنا جانشین ایک خاص مقصد کے تحت بنایا۔ وہ یہ کہ اس پاک ذات کے نور و تجلیات کا ظہور ہو سکے اور اس کے سچے دین کی روشنی ہر جانب پھیلے۔ دین اسلام کے فروغ کی خاطر اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنے انبیاء کرام کو معبوث فرمایا جنہوں نے حکم خداوندی کے تحت دنیا کو اس خالق کائنات کی وحدانیت کا درس دیا اور ہر جانب خدا کا پیغام پھیلایا۔ انبیاء کرام کے سلسلے کی تکمیل حضور آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰؐ پر ہوئی۔ جو اللہ تعالیٰ کے محبوب اور پیارے نبی ہیں۔ آپ حضورؐ نے دین اسلام کی تبلیغ کی خاطر اپنی تمام زندگی وقف کر دی۔ آپؐ کی کاوشوں کے نتیجہ میں ہی پورا عرب جو کہ جہالت کا مرکز بنا ہوا تھا۔ توحید کی روشنی سے منور ہوا۔ ظلم و کفر کے اندھیرے چھٹ گئے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے آپؐ کو کٹھن آزمائشوں کے طویل دور سے گزرنا پڑا۔ مسافت طے کرنا پڑی۔ سرکش اقوام سے جنگیں بھی لڑنا پڑیں۔ لیکن آپؐ نے ہر جا توحید کے جھنڈے کو گاڑا بقول علامہ اقبال!

نقش توحید کا ہر دل پہ بٹھایا ہم نے
زیر خنجر بھی یہ پیغام سنایا ہم نے

ایک اور جگہ آپ بیان کرتے ہیں کہ

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

لیکن یہ سلسلہ صرف پورے عرب کو دین اسلام سے روشناس کرانے پر ہی ختم نہیں ہوا۔ بلکہ

وقت گزارنے کے ساتھ ساتھ مزید آنے والی نسلوں کو بھی خدا کی واحدانیت اور اس کے سچے دین سے روشناس کروانا تھا۔ تو آپ حضورؐ کے بعد آپؐ کے صحابہ کرام نے یہ بیڑا اپنے سر لیا اور اسے خوب احسن طریقے سے نبھایا۔ پھر اولیاء کرام کی باری آئی۔ اور الحمد اللہ خدا کے فضل و کرم سے یہ سلسلہ چلا آ رہا ہے اور تا قیامت چلتا رہے گا۔

حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب جو اللہ تعالیٰ کے نہایت برگزیدہ بندے اور اس کے ولی کامل ہیں نے اپنی ساری زندگی اللہ اور اس کے رسولؐ کے دین کیلئے وقف کر دی آپ نے ہر جا اپنے اخلاق و کردار کے ذریعے، اپنے وعظ و تقاریر کے ذریعے دین اسلام کو پھیلانے کی کوشش کی۔ آپ کی تبلیغ کا دائرہ ایک مخصوص علاقے تک ہی محدود نہ تھا بلکہ آپ نے پاکستان کے تمام شہروں اور بہت سے ملکوں میں بھی اپنے مشن کو جاری و ساری رکھا۔ آپ حضور جہاں بھی تشریف لیکر گئے وہاں آپ کے چاہنے والوں۔ عقیدت مندوں کی ایک معقول تعداد پیدا ہوئی۔ کیونکہ آپ کی شخصیت تھی ہی اتنی سحر انگیز۔ لاہور کے علاوہ اور بہت سے شہروں میں آپ نے مذہبی محفلوں کا انعقاد کروایا۔ آپ کے ہر سفر میں چاہے وہ اندرون شہر ہوتا یا بیرون شہر آپ کے مریدین کی ایک بزم ہمیشہ آپ کے ساتھ ایک کارواں کی صورت میں حاضر خدمت ہوتی۔ ہر جگہ آپ حضور کا قافلہ بڑی شان و شوکت کے ساتھ بمعہ ذکر الٰہی اور درود شریف کے ورد کے ساتھ منزل کی جانب گامزن ہوتا۔ اور یہ ورد سفر کے آغاز سے انجام تک جاری و ساری رہتا۔ پھر آپ کے عقیدت مندوں (جو بڑی شدت سے آپ حضور کی آمد کے منتظر ہوتے) کا پُر جوش استقبال بھی نرالا انداز لئے ہوتا۔ آپ ہر جگہ رحمت و کرم کے خزانے لٹاتے چلے جاتے۔ آپ کے ہر عاشق کی یہی خواہش ہوتی کہ آپ حضور اس کے گھر اپنا مبارک قدم رنجہ

فرمائیں اور اسے خدمت اقدس کا موقع دیں۔ آپ بڑے دھیمے اور پرسکون انداز سے واعظ فرماتے۔ ہر ایک اکواس کی چاہ کے مطابق سیراب کرتے۔ فیصل آباد شہر میں آپ حضور کی اکثر تشریف آوری ہوتی۔ آپ کے عاشقوں کی ایک کثیر تعداد فیصل آباد میں مقیم ہے۔ ذیل میں ہم آپ حضور کے فیصل آباد کے ایک سفر کو جو آپ کے عقیدت مندوں کی دعوت پر محفل میں شمولیت کیلئے بزم صابری کے ہمراہ کیا، نہایت ذوق وشوق سے پیش کر رہے ہیں۔ جس کے راوی صوفی قائم الدین صاحب ہیں۔

اہالیان فیصل آباد کی یہ ایک دیرینہ خواہش تھی کہ حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب ہمیں بھی قدمبوسی سے نواز کر ہمارے تاریک گھروں میں اجالا کریں۔

الحمدُ اللہ وہ روزِ سعید آ گیا کہ میرے آقا و مولا فیصل آباد تشریف لائے اُدھر سیلاب ناتمام عقیدت مندوں کا ہجوم نظر آیا۔ ہر ایک قدمبوسی کرتا نظر آ رہا تھا۔ یہ منظر قابل دید تھے۔ اپنے بیگانے کی تمیز ہی نہ رہی۔ قدم رکے ہوئے نظر آ رہے تھے کاروانِ زندگی رواں دواں تھا۔ خدا خدا کر کے اس جمِ غفیر کے حلقہ سے حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب چاند کی طرح نمودار ہوئے۔ اب منزل مقصود کے لیے سواری درکار تھی۔ کشف کا عالم دیکھئے ک ایک کوچوان جو کہ ہاتفِ غیبی سے نمودار ہوا خاص کرامت تھی۔ وہ وضو کے لیے مسجد گیا واپس آتے ہی تانگہ میں بیٹھنے کو کہا۔ جب تمام حضرات سوار ہو چکے تو نعرہ تکبیر بلند ہوا اب کشتیٔ الفت میں سوار گاڑیبان بے ساختہ اجنبیت کا لبادہ اتارے مدھ بھری پُرترنم آواز سے شریک حضور کے دلوں کو گرما رہا تھا جو کہ چشتیہ صابریہ کے ساتھ ان کی روحوں کی غذا ہے۔ چند غزل کے بول خواجہ عثمان ہارونیؒ کا کلام تھا۔

نمے دانم کہ آخر چوں دمے دیدار مے رقصم

مگر نازم ک ذوق این بہ پیش یار مے رقصم

بیا جاناں تماشہ کن کہ در انجوہ جاں بازاں

بصدِ سامانِ رسوائی سرِ بازار مے رقصم

ترجمہ: نہیں جانتا کہ دیدار یار کے وقت میں کیوں ناچ رہا تھا۔

مگر اس ذوق پر نازاں ہوں کہ اپنے یار کے سامنے ناچ رہا تھا

پیارے آجا اپنے جانبازوں کے جھرمٹ میں تماشہ کر

رسوائی کے سو ۱۰۰ راستے ہوں مگر بھرے بازار میں رقص کروں گا

یوں سمجھیئے کہ ہو کا عالم طاری ہو گیا۔ اور کچھ لوگوں پر سکتہ اور بیخودی کی حالت تھی۔ ہر آنے جانے والا بغیر دیکھے نہ جا سکتا تھا۔ اس پر کیف، پر سرور عالم میں مسجد تک پہنچے۔ ایک گاڑی بان قوال کی صورت پیش کارہ کے فرائض سرانجام دے رہا تھا۔ حضور کا سواری سے اترنا تھا کہ نعروں کا تانتا بندھ گیا۔ فرش تا عرش رشتہ اخوت ومحبت استوار ہو چکا تھا۔ فضا "اللہ اکبر" کے نعروں سے گونج اٹھی تھی۔ رضوانِ جنت خدا کے مقرب بندوں کے استقبال کیلئے حاضر ہو رہا تھا۔ مسجد میں موجود نمازی حیرت زدہ تھے۔ کہ آج کس کی آمد ہے۔ کہ فضا اور ہوا معطر ہو چکی ہے۔ ہر نظر آنے والا ہمہ تن مصروفِ ذکرِ الٰہی میں مشغول ہے۔ تاحدِ نگاہ ہو کا عالم طاری ہے۔ اسی وجد و کیفیت کے عالم میں حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب نے مسجد میں قدم رکھا۔ جونہی قدم رنجہ فرمایا تمام نمازیوں کی نظریں مرتکز ہو گئیں۔ اور یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے ہر ایک اسی آرزو میں ہو کہ یہ برگزیدہ ہستی ہمارے پاس تشریف رکھے۔ چونکہ آپ حضور اعلیٰ صلاحیتوں کے حامل تھے۔ آپ کو صف

اول میں جگہ دی گئی۔ واعظِ خوش الحان خطیب حضرات اپنی خوش الحانی سے سامعین کو نواز رہے تھے۔ لوگ پند و نصائح سے کافی محظوظ ہو رہے تھے۔ ان کے اندازِ بیاں نے حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب کے ایک دوست مولانا صاحب کی یاد کو تازہ کر دیا۔ ان کا اندازِ بیان اتنا پرکشش اور سلجھا ہوا تھا کہ کوئی بھی ان کے ایک ایک لفظ کی داد دیے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ لیکن خطیب حضرات میرے آقا حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب کی ذات سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ یہ بھی ایک کشف و کرامت تھی۔

مولانا صاحب کو تقریر کے آخری لمحوں پر ببانگ دہل یہ کہنا پڑا کہ ''آج امامت کے فرائض میرے دوست، میرے ایک عظیم دوست، سرانجام دیں گے۔ اور دعائے خیر بھی فرمائیں گے''۔ جبکہ یہ بات ہمارے وہم و گمان سے بھی بالاتر تھی۔ کیوں؟

تا سخن نا گفتہ باشد

غیب و ہنرش نہفتہ باشد

ترجمہ: جب تک کوئی شخص بولتا نہیں

اس کے عیب و ہنر چھپے رہتے ہیں

لیکن ہوا یوں

مُشک آنست کہ خود بگوید

نہ کہ عطار بگوید کہ ایں مُشک است

ترجمہ: خوشبو وہ ہے جو خود محسوس ہو

نہ یہ کہ عطار کہے کہ یہ عطر ہے

خطیب صاحب نے حکم دیا کہ سنتیں ادا کر لیں۔ جب تمام نمازی سنتیں ادا کر چکے تو موذن

نے اذان دی بعد میں خطبہ ہوا۔ تکبیر تحریمہ کا آغاز ہو چکا تھا۔ کہ پہلو سے ایک باریش سفید
ذنی دوزانو میرے آقا سے مخاطب ہوا۔ کہ حضور سجادہ پر تشریف لائیں۔ کیوں کہ آج
امت کا سہرا آپ کے سر ہے۔ مقتدی صفوں کو سیدھا کیے ہوئے تھے۔ کہ حضور قبلہ عالم
حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب نے ''اللہ اکبر'' کہہ دیا۔ چنانچہ حضور والا نے
امت کے فرائض سرانجام دیئے۔ بعد میں دعائے خیر فرمائی گئی۔ جمعہ سے فارغ ہوئے تو
ب میرے آقا کو مسجد سے منزل مقصود درکار تھی جونہی سرکار اُٹھے اہل عقیدہ قطار در قطار قدم
بوسی کے لیے حاضر ہونا شروع ہو گئے اور شاید ہی کوئی بدنصیب انسان ہوگا کہ جو حضور قبلہ
عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ، صابری، مشتاقی، گنجوی کی نگاہ کرم سے لطف و
اندوز نہ ہوا ہوگا۔ اور ملاقات کا تانتا بندھ گیا کہ مسجد سے بمشکل آدھ گھنٹہ کے وقفہ کے بعد
قدم رنجہ فرمایا۔ اب وہی کوچوان اصرار کر رہا تھا کہ حضور کو بذریعہ تانگہ پہنچاؤں گا۔ لیکن
عقیدت مند بضد ہیں کہ حلقہ ذکر الٰہی سے روایات کو برقرار رکھا جائے۔ چنانچہ کاروانِ محبت
بھائی غلام رسول کے غریب خانہ کی طرف چل پڑا۔ صوفی شاد علی شاد صاحب نے سُریلی اور
مدھ بھری آواز سے کلمہ توحید کا آغاز کیا۔ مداح رسولؐ نعت خواں حضرات ہجوم کے دلوں کو
عشق حبیب سے منور کر رہے ہیں۔ تمام ادنیٰ واعلیٰ، ہر کس و ناکس احتراماً مصافحہ کے بعد ذکر
ی میں شامل ہوتے جا رہے ہیں۔ وہ سنسان اور ویران گلیاں ''اللہ ہو'' کی فضا سے گونج
رہی ہیں۔ پھولوں کی بارش ہوتی جا رہی ہے۔ وقفہ بہ وقفہ نعرۂ تکبیر کی صدائیں بلند ہو رہی
ہیں۔ وقت عجب سماں کر رہا ہے۔ جوش و خروش بام عروج تک پہنچا ہوا ہے۔ توحید الٰہی کے
عجب نار خوشی سے پھولا نہ سما رہے ہیں۔ یوں سمجھئے کہ سارا جہاں ایک محور کے گرد گھوم رہا
ہے۔ گلیاں اور کوچے شب عروساں کا نظارہ پیش کر رہے ہیں۔ ادھر گھر والوں کے دل کی

دھڑکنیں بحر متلاطم ہیں۔ اضطراب شوق ایک حشر برپا کیے ہوئے ہے۔ بس عالم وجد کیفیت میں غلام رسول صاحب کے گھر پہنچے۔ ذکر الٰہی کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ کہ دعائے خیر سے اختتام پذیر ہوا۔ اب حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب پروانوں کی محفل پاک میں شمع ناتمام بنے بیٹھے تھے۔ انتظامیہ نے دسترخوان دراز کیا۔ اور چائے کا پروگرام چل نکلا۔

کچھ وقفہ کیلئے خاموشی ہوگئی۔ بعدہٗ حسب معمول طریقہ اہل چشت و بہشت کا خصوصی پروگرام قرآنِ پاک کی چند آیات سے شروع ہوا۔ حضور پر انوار حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب پروانوں کے ہجوم میں شمع محبت جلا رہے تھے۔ ذکر الٰہی کا پروگرام موجزن ہوا۔ طریقہ اہل چشت و بہشت کا خصوصی پروگرام شروع ہوا۔ ''اللہ ھو'' کی ضربوں سے اندرونی محلّہ کو روشن کیا جا رہا تھا۔ فرش تا عرش قلبی کیفیت کا رشتہ قائم ہو چکا تھا۔ شریک مجلس روحانی دنیا میں مستغرق تھے کچھ وقفہ کیلئے سکوتِ مرگ طاری تھا۔ بس وصل اور وصال ہو رہا تھا۔ پردہ غیب میں راز و نیاز کی باتیں ختم ہو چکیں۔ تو عالم آب و گل میں واپس آئے۔

ادھر موذن نے مغرب کی اذان دی۔ متقدیوں نے اقتدا کی۔ حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب نے امامت کے فرائض سرانجام دیئے۔ دعائے خیر ہوئی۔ اب لنگر کا حکم ہوا۔ دسترخوان دراز ہوا۔ لنگر تقسیم ہوا۔ لنگر کیا تھا؟ ''اللہ، اللہ'' وہم و گمان سے بالاتر خرد سے مارا۔

اعلان ہوا کہ اب نعت خوانی ہوگی۔ صلوۃ وسلام سے آغاز ہوا۔ سب سے پہلے صوفی شاد علی شاد نے حضرت سرور کائنات فخر موجودات کی بارگاہ عالیہ میں نذرانہ عقیدت

گئی گئی۔ جعد ہ محمد دین لاہوری صاحب نے اپنی عقیدت کا اظہار کیا۔ اب درود وسلام پڑھا گیا۔ تبرکات تقسیم کیے گئے۔ اب صرف مہمان خصوصی رہ گئے تھے۔ اتنے میں آواز آئی کہ صوفی قائم الدین صاحب کو چاہیے کہ وہ بھی مہراب توڑ کر نغمہ سرا ہوں۔ محفل کی گہما گہمی ختم ہو چکی تھی۔ ذاتی گفت وشنید ہو رہی تھی۔ ادھر صوفی صاحب نے دبی دبی آواز وزبان سے ایک شعر علامہ اقبال کا داغ دیا۔ ہوا یوں کہ محفل میں از سر نو جان پڑ گئی۔

صاحب موصوف بے تکلف ہوتے گئے، عالم وجد چھا گیا۔ کلام صوفیانہ تھا۔ جو کہ بزبان فارسی اور اردو تھا۔ ادھر ارشاد ہوا کہ آرام کر لیں۔ رات سو کر گزاری، نماز فجر سے فارغ ہوئے تو ناشتہ تیار تھا۔ میزبان حضرات نے ناشتہ تو موجودہ حضرات کے لیے تیار کیا تھا۔ لیکن ناشتہ شروع ہوتے ہی دکھ درد کے مارے غم ہستی کے مداوا کیلئے اکٹھے ہوتے چلے گئے۔ بحر صورت لنگر بڑھتا چلا گیا۔ یہ بھی میرے آقا کی کرامت تھی۔ اب جبکہ ناشتہ سے فارغ ہوئے تو حضور نے چلنے کو کہا۔ کون تھا جو کہ دم مارتا تیاری ہو گئی۔ تمام اہل خانہ اور فیصل آباد کے باسی سسکیاں بھرنے لگے۔ کیونکہ ایک مدت کے بعد خدا خدا کر کے ایک سہانی گھڑی میسر ہوئی تھی۔ کوئی بھی خوش نہ تھی۔ کہ آقا چلے جائیں۔ انکار کے باوجود کون تھا جو کہ شامل حال نہ ہوتا بصد مجبوریوں کے سب کو ہاں میں ہاں ملانا پڑی۔

حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف نخی سرورؒ صاحب کے حکم پر رخت سفر باندھتے ہی تیار ہیں۔ دست شفقت سے نوازا جا رہا ہے رحمت لٹائی جا رہی ہے۔ ہر ایک سے پوچھ رہا ہے کہ کسی کا کوئی سوال رہ گیا ہو تو بتا دیں۔ بعد میں گلہ شکوہ نہ کریں۔ لیکن جب فیض کا کشکول کیا جا چکا ہو۔ ہر کوئی دامن امید سے بھرپور ہو تو انکار کیسے؟ آخر میں گھر والوں کی باری آئی تو آواز آئی ہمارے گھر میں چراغ روشن ہو تو تب زندگی کا مزہ ہے۔ شجر نیت جیسے شیریں ثمر سے نوازیں تو ہی لطف زندگی ہے۔ تو حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی

محمد شریف سخی سرورؒ صاحب نے وعدہ کیا کہ میرے شیخ مشتاق پیاؒ کا کرم ہو کر رہے گا۔

حضور کو کچھ وقفہ کیلئے لال دین کے گھر جانا تھا۔ میرے آقا چلتے چلتے چند منٹ کے لیے رکے اور واپس چلے آئے۔ اور ادھر ایک طالبِ حق حضور کو اپنے ہاں لیجانے کیلئے سواری کا انتظام کیے غلام رسول کے گھر پہنچ چکا تھا۔ چنانچہ عزم سفر باندھا وہاں پہنچے، چائے نوش فرما چکے تو دعائے خیر کے بعد روشن والی کی جانب چل دیئے ساڑھے گیارہ ۳۰ر۱۱ بجے بھائی نیامت علی صاحب کے گھر پر تشریف فرما ہوئے۔ تمام گاؤں نعرہ تکبیر، نعرہ رسالت، نعرہ غوثیہ، نعرہ پیر کی فضاؤں سے گونج اٹھا۔ یوں محسوس ہو رہا تھا۔ کہ ظلمات کے اندھیرے میں شمع توحید جلائی گئی ہے۔ جیسے کہ علامہ اقبالؒ نے خوب نقشہ کھینچا ہے۔

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں

مجھے حکم اذاں ہے لا الہ الا اللہ

ذکر الٰہی کا سمندر موجزن ہے۔ ہر ایک دل کی مراد پاتا نظر آ رہا تھا۔ خواجہ غریب نوازؒ تشریف فرما تھے، صابر پیاؒ جلوہ افروز ہو چکے تھے۔ بابا فرید حق فرید کے نعرے لگائے جا رہے تھے۔ پند و نصائح کا سلسلہ جاری تھا۔ شریکِ محفل عالم وجد میں ڈوبے ہوئے تھے۔ حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی محمد شریف سخی سرورؒ صاحب جو کہ رعب جلال رخ پر انوار کی وجہ سے عالم ارواح پر چھائے ہوئے تھے۔ دستِ جود و سخا لہرا لہرا کر پکار رہے تھے۔

”ہے کوئی سائل؟ والیئے چکر شریف کا فیض عام جاری ہے“۔

محفل کے اختتام پر سرکار نے لاہور واپسی کا حکم دیا۔ اور یوں ایک یادگار سفر اپنے اختتام کو پہنچا۔ اور سرکار کاروانِ صابری کی سربراہی کرتے ہوئے فیصل آباد میں مقیم عقیدت مندوں کو خیر آباد کہہ کر لاہور کی سرزمین کو دوبارہ شرف عزت بخشنے کے لیے روانہ ہوئے۔

حق حق حق

شجرہ ہائے عالیہ محمدٗیہ

چشتیہ۔صابریہ۔قدوسیہ۔قادریہ۔رزاقیہ۔برکاتیہ

اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء

ترجمہ: ''اس کی جڑیں زمین میں پھیلی ہوئی اور شاخیں آسمان میں''

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

''ہم تعریف کرتے ہیں اس ذات کی اور ہم درود پڑھتے ہیں رسول کریمؐ کی ذات پر''

بعد حمد باری تعالیٰ اور صد سلام وصد درود نبی کریم ﷺ عرض ہے کہ کنت کنزاً مخفیاً کے قدرتی سرمائے کو ظاہر کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔اُس کی جو اولاد اقرار وتصدیق کی کسوٹی پر صحیح اتری۔انہیں یاایھا الذین امنوا کے لقب سے نوازا اور اس انعام میں اپنے قریب ترین لانے کے لیے اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکمہ تفلحون ٥

ترجمہ: اللہ سے ڈرو اور اس طرف وسیلہ تلاش کرو اور جہاد کرو اس کی راہ میں تا کہ تم کامیابی حاصل کرو ایک راستہ بتادیا۔جس کی سب سے پہلی منزل۔

ولو انھماذ اظلمو انفسھمہ جاوک فاستغفر اللہ واستغفر لھمہ الرسول لوجد اللہ تو ابارحیماً o

ترجمہ: اور جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو آپ کے پاس آئیں پس اللہ تعالیٰ سے استفار کریں اور آپ محبوب سے ان کی سفارش کریں تو اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے

کاوسیلہ ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ وسلام سے

ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ط یداللہ فوق ایدیھمہ ط

ترجمہ: بیشک آپ سے بیعت کرنا اللہ تعالیٰ سے بیعت کرنا ہے اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔

کے مطابق بیعت کی بنیاد رکھوائی۔ اِسی قاعدہ کلیہ کے مطابق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نوری صدر مبارک میں اللہ نے شجرہ النور کا بیج بودیا۔ جس سے شجرہ طیبہ

اصلھا و ثابت وفزاعھا فی السماءِ

ترجمہ: اس کی جڑیں زمین میں پھیلی ہوئی اور شاخیں آسمان میں

پیدا ہوا جس کی لاتعداد شاخیں قادریہ چشتیہ نقشبندیہ سہروردیہ وغیرہم پھوٹ نکلیں اور جملہ اولیاء کرام کے مبارک سینوں وقلوب سے باروَر ہوئیں۔ یہ ہماری خوش بختی ہے کہ قادر حکیم نے آج ہمیں بھی اُسی شجرہ طیبہ کی نورانی شاخوں کے سایہ وثمر کا مشتاق بنا کر مستفیض فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کی عبادت اور رسول الرم کی اطاعت یہ ان سے براہ راست کلام کرنے کا ایک ذریعہ نماز۔ تلاوت قرآن اور احادیث کا مطالعہ ہے دوسرا ذریعہ اولیاء اکرام

کی صحبت جس کی وجہ سے نعمت غیر مترقبہ ہمیں نصیب ہوئی جو ان کی تعلیم و تربیت کے طفیل واصل باللہ ہونے میں برقی قوت رکھتی ہے۔ اسی واسطے ان اولیاء اللہ کی ارواح مبارکہ اور بقید حیات بزرگوں کی توجہ مبارکہ کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کا منشاء عبادت کما حقہ پورا ہو جاتا ہے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ اپنے پیر و پیشوا کی جہاں تک ہو سکے صحبت اختیار کریں۔ کیونکہ

؎ یک زمانہ صحبتے با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعتِ بے ریا

ترجمہ: ایک لمحہ ولیوں کی سنگت اختیار کرنا ایک سو سال بے ریا عبادت کرنے سے بہتر ہے

؎ صورت مرشد صمد کا آئینہ
ہے یہ شکل احمدؐ احد کا آئینہ

لہٰذا ہمیں چاہیے۔ کہ بزرگان دین کی صحبت میں بیٹھ کر اپنے زنگ شدہ قلوب کی اصلاح کروائیں اور اپنے دلوں کو نور معرفت اور نور ایمان سے مالا مال کریں۔ نیز بمصداق

؎ ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے"۔

اپنے بزرگ کے مرتبہ شجرہ شریف کا نہایت ذوق و شوق سے روزانہ ورد رکھیں اور جملہ برادرانِ طریقت اور محبان شریعت کو شامل دعا کر لیا کریں۔

؎ میں مشتاق ہوں اپنے مشتاق کا
جو مشتاق ہے خود مشتاق کا

وما توفیقی الا باللہ
''وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد''

ترجمہ: اور نہیں توفیق مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے میں سارے امور اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتا ہوں بے شک اللہ تعالیٰ جانتا ہے اپنے بندوں۔

حق حق حق

شجرۂ شریف محمدیہ قادریہ رزاقیہ برکاتیہ

اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ ط

یا الٰہی حضرت خیرالوریٰ کی واسطے
بخشدے مجھ کو محمدؐ مصطفےٰ کے واسطے

عفو کر مجھ کو طفیل حضرت حیدر کرار توں
رحم کر مجھ پر شہید کربلا کے واسطے

اور طفیل شاہ والا جاہ و ملک سروری
اس امام باصفا زین العبا کے واسطے

واسطے باقر علی کے دور کر رنج والم
جعفر صادق امام اولیاء کے واسطے

قبر تریاق معرب جن کی شہرتاک ہے
یعنی موسیٰ کاظم پیر ہدیٰ کے واسطے

واسطے صاحب رضا اس حضرت موسیٰ رضا
خواجہ معروف کرخی اولیاء کے واسطے

سری سقطی کی خاطر دل میرا مسرور کر
او جنید خواجہ پیشوا کے واسطے

حضرت شبلی کی خاطر حاجتیں ہوں سب روا
شیخ عبدالواحد اہل صفا کے واسطے

دل کو فرحت دے بحق خواجہ حضرت ابوالفرح
شیخ ابوالحسن بن یوسف لقا کے واسطے

کر سعادت مند مجھ کو تو بحق بوسعید
جو ہیں مخزومی لقب صاحب رضا کے واسطے

غوثِ اعظم شیخ اکرم سید والا حشم
شاہ جیلاں محی الدین قطب کے واسطے

رزق دے مجھ کو اپنی بارگاہ سے بے حساب
حضرت عبدالرزاق شہ صدق وصفا کے واسطے

صالحین کے زمرہ اقدس میں داخل کر مجھے
اس محمد صالح سید علےٰ کے واسطے

زندہ کر دین کو طفیل شاہ محی الدین ولی
حضرت سید علی بحر سخا کے واسطے

سید موسیٰ کی خاطر دل کو روشن کر میرے
حضرت سید حسن کان وسخا کے واسطے

صاحب جیلان حضرت سید احمد ولی
اور بہاؤ الدین شیخ پارسہ کے واسطے

شیخ ابراہیم کی خاطر مجھے کر سرفراز
حضرت شیخ محمدؐ اتقیا کے واسطے

دے ضیا شیخ ضیاء الدین کی خاطر مجھے
شیخ مخدوم جمال اولیاء کے واسطے

بخش دے میرے گناہ سید محمد کیلئے
سید احمد صاحب وصف وثنا کے واسطے

فضل کر مجھ پر طفیل شاہ فضل اللہ ولی
برکت اللہ شاہ شہ صدق و صفا کے واسطے

سید شاہ آل احمد میں لاتا ہوں شفیع
شاہ غلام حسین مقبول خدا کے واسطے

حضرت محمود شاہ کی خاطر شاد رکھ
شاہ علی حسین صوفی بے ریا کے واسطے

شاہ محمد حسین صاحب رہنمائے صوفیاں
عابد و زاہد سراج اتقیاء کے واسطے

یعنی مولانا سراج الحق صاحب مرشدی
عالم و عامل صوفی پارسا کے واسطے

رات دن ہو دل پہ میرے تیری رحمت کی فوار
محمد مشتاق احمد بے ریا کے واسطے

یا الہی کر منور قلب میرا نور سے
صوفی محمد شریف پیرو پیشوا کے واسطے

کر عطا مجھ کو خدمت سلسلہ قادری
صوفی محمدؐ اصغر خادم الفقراء کے واسطے

کر عطا اپنی محبت اور دے جھگڑے چھڑا
شجرۂ پیران رہ غوث الوریٰ کے واسطے

ان بزرگوں کو شفیع لایا ہوں دربار میں
کر قبول ان کی شفاعت مجھ گدا کے واسطے

حق حق حق

شجرہ شریف محمدیہ چشتیہ صابریہ قدوسیہ بھیکیہ

اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ ط

حمد بے حد ہے خدائے پاک کو　　اور سلام اس سید لولاک کو

رحمتِ حق ہو جیوان پر مدام　　آل اور اصحاب پر ان کے تمام

بعد اس کے شجرۂ پیرانِ چشت　　نظم میں پڑھ تو جو ہو اہل بہشت

کرتو اول نام مرشد کا شروع　　اور جناب کبریا میں ہو رجوع

ہادیٔ برحق صوفی محمدؒ اصغر با صفا　　ہیں سراپا مظہر پیرو پیشواء

مظہر نور خدا دو عالموں کے رہنما　　صوفی محمد شریف بیشک گوہر ہیں یکتا

ہادیٔ برحق محمد مشتاق احمد باصفا　　ہیں سراپا مظہر نورِ خدا

ہادیٔ راہِ خدا اور مصطفٰے　　ہیں سراج الحق با نور و ضیاء

مرشد پا کاں محمد با حسین　　ابنِ حیدر مصطفٰے کے نور عین

دستگیر دو جہاں حافظ حسین　　شاہ فقیر بادشاہ کے نور عین

ہادیٔ راہِ خداؤ دستگیر　　مقتداؤ پیشواؤ شاہ فقیر

مقتداؤ پیشواؤ نور عین　　یعنی ہیں وہ حضرت شاہ حسین

مرشد ان کے حافظ قرآن ہیں　　عبدالرحمان کامل انسان ہیں

مرشد ان کے ہیں ملاؤ فقیر!　　نام خاص عبدالکریم دستگیر

مرشد ان کے شاہ عنایت اللہ ہیں　　رات دن مشغولِ ذکر اللہ ہیں

عرف میں میراں جی سید شاہ بھیکھ　　بوسعید نام پاک ان کا تو سیکھ

شاہ ابوالمعالی مقبول خدا ۔ یاد میں حق کی وہ ہیں صبح ومساء
شیخ داؤد اور گنگوہ ان کی جاء ۔ شیخ صادق بوسعید با صفا
اور نظام الدین بلخی رہنما! ۔ ہیں جلال الدین تھانیسر ہے جاء
قطب عالم عبدالقدوس ان کا نام ۔ ہیں محمد شیخ عارف ذوالکرام
احمد عبدالحق رو دلی انکی جاء ۔ ہیں جلال الدین کبیر الاولیاء
ہیں وہ شمس الدین شمس الحق دین ۔ عارف باللہ ہیں وہ بالیقین
احمد صابر علاؤ الدین علی ۔ حضرت مخدوم بیشک ہیں ولی
ہیں فرید الدین وہ گنج شکر ۔ خواجہ قطب الدین دہلی پر اثر
ہیں معین الدین امام چشتیاں ۔ خواجہ ہندوالولی فخر زماں
خواجہ عثمان ہاروں ان کا مقام ۔ ہیں شریف زندنی حاجی ہے نام
خواجہ قطب الدین مودودی لقب ۔ خواجہ یوسف ناصر الدین با ادب
ہیں محمد زاہد مقبول دین ۔ ہیں ابی احمد وہ ابدال اولین
ہیں ابو اسحاق شام انکا مقام ۔ ہیں علوممشاد دینوری ہے نام
ہیں ہبیرہ نام بصرہ ان کی جاء ۔ ہیں حذیفہ مرعشی اہل صفا
حضرت سلطان ابراہیم شاہ ۔ ابن ادہم بلخی وبا عزو جا
ہیں فضیل ابن عیاض باخدا ۔ عبدالواحد ابن زید راہنما
ہیں حسن بصری وہادی پیشواء ۔ ہیں امامِ دو جہاں وہ مقتدا !
ہیں امیرالمومنین علی مشکل کشا ۔ ابوتراب مرتضٰی شیر خدا
ہیں محمد مصطفٰے صلوعلیہ ۔ ہیں رسول راہنما صلوعلیہ

ان کے ارواہوں کی برکت سے صدا
دین و دنیا میں رہوں میں باخدا

آرزو میری یہی ہے اے خدا
آپ سے ہم کو نہ کر اک دم جدا

خاندانِ چشت کی ہر دم غلامی کر عطا
فخر ہے عالم میں مجھ روسیاہ کے واسطے

"آئندہ شمارے میں آپ حضور قبلہ عالم کی شخصیت کے چند پہلوؤں، آپکی غزلیات و نظمیات اور مزید سفر ناموں کا مطالعہ کریں گے۔ جو انشاء اللہ جلد از جلد شائع ہو رہا ہے۔"